مُحمّدٌ رّسُولُ اللّٰہ
وَالّذِینَ مَعَہٗ اَشِدّآءُ عَلَی الکُفّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُم

خُطباتِ اہلِ حدیث

خطیب: سیّد سبطین شاہ نقوی

ترتیب و تخریج
محمد طیب محمدی

ادارہ تحقیقات سلفیہ گوجرانوالہ

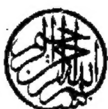


خُطباتِ اہلِ حدیث

خطیب: سید سبطین شاہ نقوی

ترتیب و تخریج: محمد طیب محمدی مدرس جامعہ شمس الھدیٰ اہلحدیث ڈسکہ

ادارہ تحقیقات سلفیہ گوجرانوالہ
گلی ماہنا گجر، آبادی محبوب عالم، نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ
فون: 0300-7453436



نام کتاب

خطبات اہلحدیث

خطیب ـــــــ سید سبطین شاہ نقوی

کمپوزنگ ـــــــ عبدالحمید ابوالبرکات

ترتیب وتخریج ـــــــ محمد طیب محمدی

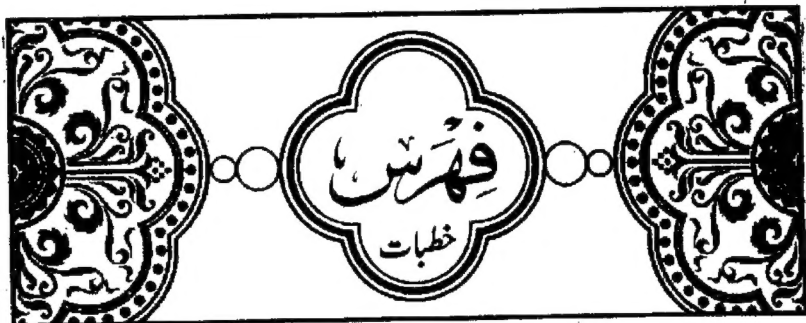
سن اشاعت ـــــــ دسمبر ۲۰۰۷ء



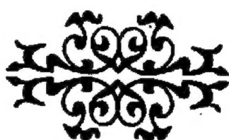
ناشر

ادارہ تحقیقات سلفیہ گوجرانوالہ

Mobi: 0300-7453436



بسم اللہ الرحمن الرحیم




فہرس
مضامین

انتساب

میں اپنی خطابت کے فن اور اس کے کمالات کی نسبت اللہ تعالیٰ کے بعد اپنی والدہ محترمہ کی طرف کرتا ہوں۔ جنہوں نے غربت و تنگدستی میں صبر و شکر سے وقت گزارا اور اس دنیا فانی کو اسی حالت میں ہمیشہ کیلئے الوداع کہا اور ہمارا اقبال نہ دیکھ سکیں۔ جن کی دعاؤں نے مجھے اس قابل بنایا ہے۔

اے اللہ میری والدہ محترمہ پر رحمت فرما۔ اور مجھے ان کیلئے صدقہ جاریہ بنا۔

اے اللہ! میری والدہ کی قبر کو جنت کے باغوں سے ایک باغیچہ بنا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهَا وَارْحَمْهَا وَاَعِذْهَا مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَدْخِلْهَا الْجَنَّةَ الْفِرْدَوْس (آمین)

ابو عبداللہ محمد سبطین شاہ نقوی

۲۹/۱۱/۲۰۰۷



تربیت

میری تربیت میں میرے والد گرامی کا بہت اہم کردار ہے جنہوں نے دن رات بیرون ملک مزدوری کر کے حلال و پاک روزی سے میری پرورش کی۔ اور میری سستی و کوتاہی پر مجھے ہمیشہ ڈانٹتے رہے اور سختی بھی کرتے رہے اور پھر میرے لیے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں بھی کرتے رہے۔

آج باپ کی تربیت نے مجھے اس قابل بنایا ہے کہ خطابت کے فرائض ملک کے طول و عرض میں سرانجام دے رہا ہوں۔

اے اللہ میرے والد پر رحمت فرما اور مجھے ان کے لئے صدقہ جاریہ بنا اور ان کا سایہ ہم پر تادیر قائم فرما۔

تدریس

فاضل عربی کرنے کے بعد 13 سال سرکاری ملازمت بطور ٹیچر بھی کی لیکن تبلیغی اور مسلکی مصروفیات کی وجہ سے ملازمت کو خیر باد کہنا پڑا۔

خطابت

۱۹۹۲ء میں جامع مسجد محمدی اہلحدیث محلہ ''مقام حیات'' سرگودھا میں بطور خطیب مقرر ہوا اور تادم تحریر یہاں کا ہی ہو کر رہ گیا۔

کئی دفعہ مختلف شہروں اور جماعتی احباب کی طرف سے خطابت کیلئے معقول معاوضے کے ساتھ تنخواہ کی پیشکشیں بھی ہوئیں۔ لیکن میں نے چند وجوہات کی وجہ سے سرگودھا نہ چھوڑنے کو ترجیح دی۔

سرگودھا میں ایک نئی کاوش

مقام حیات کے بزرگ حاجی محمد شریف رحمہ اللہ (جو کہ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے) ان کی وصیت نے مجھے نہ جانے دیا، انہوں نے مجھے وصیت کی کہ مقام حیات نہ چھوڑنا، اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت بھی کرے گا اور ضروریات بھی پوری کرے گا ان کی دعا ہے کہ آج تک مجھے کبھی پریشانی نہیں آئی۔

اسی طرح حاجی محمد اسماعیل مرحوم بانی مسجد ہذا، مرزا عبداللطیف مرحوم، مرزا احمد بشیر مرحوم، مرزا عبدالحفیظ مرحوم، مرزا عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہم یہ تمام بزرگ دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر کے گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس نصیب فرمائے اور ان کی قبروں کو جنت کے باغیچے بنائے۔

ان کی محبت اور شفقت نے بھی مجھے یہاں سے جانے نہیں دیا۔

اب مقام حیات میں اللہ کے فضل و کرم سے ایک عظیم درسگاہ قائم ہو چکی ہے جس کا نام جامعہ امام بخاری اہل حدیث ہے۔

یہ درسگاہ دینی اور عصری علوم کا حسین امتزاج پیش کر رہی ہے بحمد اللہ اس سال صحیح بخاری کی کلاس کا آغاز ہو چکا ہے۔ جو کہ جامعہ کی آخری کلاس ہے۔ اللہ تعالیٰ اس درسگاہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

اس وقت جامعہ کی نگرانی اور تبلیغی مصروفیات کی وجہ سے دن رات مصروف بعمل ہوں اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے اور اسی طرح دین کا کام مجھ سے لیتا رہے۔

اس وقت میرے معاملات میں دست و بازو: میاں عبدالرحمٰن صاحب۔ چوہدری محمد ندیم گجراتی۔ مرزا محمد نعیم احمد۔ ملک محمد نصرت۔ چوہدری مطیع الرحمٰن گجر۔ ملک عبدالرشید فوجی۔ مولانا اسماعیل اسد جھنگوی۔ مولانا محمد فاروق توحیدی۔ قاری محمد ابوبکر صدیقی ابوامان اللہ۔ مولانا محمد

رمضان مجاہد۔محمد اختر کراچی اور میرے مشفق و مربی بڑے بھائی سید عبد القادر شاہ حفظہ اللہ ہیں جن کی محبت اور مالی تعاون ہمیشہ میرے ساتھ رہا۔

دوران خطابت بڑے مشکل حالات سے بھی دو چار ہونا پڑا۔

محبوب شخصیات

بچپن ہی سے تنظیمی ذوق تھا اور کچھ تحریکی کام کرنے کا عزم بھی تھا۔علامہ احسان الٰہی ظہیر اور حبیب الرحمٰن یزدانی سے بے بہا محبت تھی۔ دوران تعلیم ان کے ہر جلسے میں پہنچنا فرض سمجھتا تھا۔مناظر اسلام حافظ محمد عبد اللہ شیخوپوری رحمہ اللہ کے فن خطابت اور استدلال کی قوت سے متاثر تھا۔شرک و بدعت کی دھجیاں اڑانے میں قرآن و حدیث کے دلائل پیش کرنے میں ان کا منفرد انداز مجھے بہت پسند تھا۔ شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کے عقیدت مندوں سے ہوں۔مثالوں اور عام فہم باتوں سے قرآن و حدیث کو سمجھانے کا ملکہ ان ہی کا کمال تھا۔

تنظیمی وابستگی

تنظیمی طور پر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سے وابستگی ہے جس سے میں دل و جان سے محبت کرتا ہوں اور ایک مخلص کارکن کی حیثیت سے کام کرتا ہوں۔ کچھ عرصہ مقامی احباب کی کرم نوازیوں اور خطیب عرب و عجم علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری حفظہ اللہ سے خاندانی و خونی محبت کی وجہ سے متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان سے وابستہ رہا ہوں۔اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ اور ولی کامل حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی حفظہ اللہ صاحب پر جنہوں نے اپنے مناصب واقتدار کی قربانی دے کر جماعت کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا ہے۔

مسلک سے محبت

مسلک اہلحدیث سے مجھے بے پناہ محبت ہے، میں تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں میں

نے آج تک کوئی تقریر ایسی نہیں کی جس میں مسلک اہلحدیث کا تذکرہ نہ ہو۔ لفظ اہلحدیث سے مجھے والہانہ عقیدت ہے۔ یہ ایک سچا اور کھرا مذہب ہے۔ اگر غیر مسلم کے سامنے اسلام کی حقیقی اور صاف تعلیم پیش کرنا ہو تو وہ صرف مذہب اہلحدیث ہے۔ جس نے دین اسلام میں نہ اپنی طرف سے کوئی اضافہ کیا ہے اور نہ کوئی کمی کی ہے۔

اگر مجھے شریعت اجازت دے تو میں وصیت لکھ دوں کہ میرے کفن پر بھی اہلحدیث لکھ دینا۔

ابو عبداللہ محمد سبطین شاہ نقوی

۲۹/۱۱/۲۰۰۷





کتاب کا حسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ کتاب کیا ہے؟ پڑھو گے تو صحیح فیصلہ کر سکو گے۔

میں نے لکھا بھی ہے اور پڑھا بھی ہے اس سے جو مجھے معلوم ہوا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے:

① یہ صرف خطبات ہی نہیں بلکہ مستقل ایک تصنیف ہے۔ شاہ صاحب نے دوران تقریر جس آیت اور حدیث سے استدلال کیا ہے، وہ آیات اور احادیث اصل کتاب سے دیکھ کر من و عن لکھی گئیں ہیں۔ کیونکہ تقریر کو تحریر میں بدلنے کیلئے یہ ضروری تھا۔

② آیات کا ترجمہ حافظ عبد السلام بھٹوی حفظہ اللہ کا لگایا ہے جو اس وقت کے موجودہ تراجم میں سے ایک بہترین ترجمہ ہے۔

③ شاہ صاحب کے خطبات میں فضول اور لغو گفتگو میں نے نہیں سنی۔ یہ ایک مدلل اور قرآن واحادیث سے مزین خطبات ہیں، پنجابی کا مقرر ہونے کے باوجود پورے خطبات میں آپ کو کوئی شعر بھی نظر نہیں آئے گا۔

④ شاہ صاحب کا طرز استدلال عام روایتی انداز سے ہٹ کر محققانہ اور مناظرانہ ہے جس سے سامعین کو ایک نئی دلیل اور ایمانی لذت بھی حاصل ہوتی ہے۔

⑤ شاہ صاحب کسی بھی مضمون پر نئی دلیل پیش کر کے شروع تقریر میں پڑھی ہوئی آیت کو

پھر دہراتے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر نئی دلیل شروع میں پڑھی ہوئی آیت کے دعویٰ کے عین مطابق ہے۔

جس سے سامعین کو لذت محسوس ہوتی ہے کہ وہ ایک مضمون سماعت فرما رہے ہیں۔

اس کتاب پر میں نے محنت کی ہے یا نہیں کی مجھے آپ کو بتانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بہر حال جو خامی ہوگی وہ میری وجہ سے ہوگی اور جو کمال ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے شاہ صاحب کا ہوگا۔

یا اللہ اس کتاب کو میرے اور شاہ صاحب اور ہر پڑھنے والے کیلئے ذریعہ نجات بنا آمین۔

طیب محمدی

مدرس جامعہ شمس الہدیٰ ڈسکہ

۹/۱۲/۲۰۰۷

خطبات کا نام خطبات اہلحدیث کیوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے بسیار غور وفکر اور ساتھیوں سے مشورہ کے بعد اس کتاب کا نام:

"خطبات اہلحدیث"

رکھا ہے کیونکہ ان خطبات میں مسلک اہلحدیث کے دلائل کی دنیا میں برتری اور فوقیت نظر آتی ہے۔

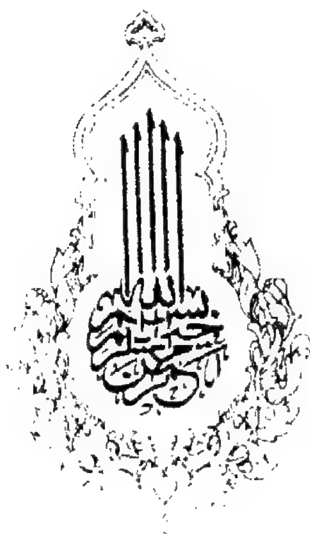
اور شاہ صاحب کو جو لفظ اہل حدیث سے محبت ہے اس کا بھی تقاضا یہی تھا کہ اس کا نام **خطبات اہلحدیث** ہی رکھا جاتا وہ اپنی ہر تقریر میں مسلک اہلحدیث پر گفتگو کرنے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

اور جو تحریر انہوں نے مجھے بھیجی ہے اس میں انہوں نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے اگر شریعت اجازت دے تو میں وصیت لکھ دوں کہ میرے کفن پر اہلحدیث لکھ دینا۔ چونکہ شریعت نے کفن پر لکھنے کا حکم نہیں دیا اس لیے میرا خیال ہے وہ یہ تو وصیت نہیں لکھیں گے البتہ میں ان کی اس خواہش اور جذبے کا احترام کرتے ہوئے ان کے خطبات کا نام "**خطبات اہلحدیث**" رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔

طیب محمدی

مدرس جامعہ شمس الہدیٰ ڈسکہ

۹/[illegible]/۲۰۰۷



مسنون خطبہ

«إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ ﷺ وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ»

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ لا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

---

① آل عمران : ۱۰۲/۳۔ ② النساء : ۱/۴۔ ③ الاحزاب : ۷۰/۳۳۔۷۱۔
④ صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب خطبتہ ﷺ فی الجمعۃ : ۱۵۳/۶۔ ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ۔ نسائی، کتاب صلاۃ العیدین باب کیف الخطبۃ۔ ابن ماجہ، باب اجتناب البدع والجدل۔ دارمی، باب اتباع السنۃ۔ مسند احمد : ۱۲۷/۴۔۱۲۶۔

"بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اس سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے بخشش مانگتے ہیں۔ ہم اپنے نفوس کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اپنے در سے دھتکار دے اس کے لیے کوئی رہبر نہیں ہو سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

حمد وصلوٰۃ کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں، دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔"

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس جان سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلایا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے ذریعے (جس کے نام پر) تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو قطع کرنے) سے ڈرو (بچو)۔ بے شک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔"

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایسی بات کہو جو محکم (سیدھی اور سچی) ہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔"



اہل حق کی نشانیاں

شاہ صاحب نے یہ خطبہ جامعہ محمدیہ چوک اہلحدیث گوجرانوالہ میں ارشاد فرمایا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿١١٩﴾

ترجمہ:۔ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ''

حضرات! جماعت کی اس عظیم علمی مسند پر کھڑا ہونا میرے لئے باعث فخر بھی ہے اور باعث سعادت بھی۔

خطبہ جمعہ کے لمحات بہت قلیل ہوتے ہیں۔ لہٰذا تمام اصحاب گذارشات پر غور فرمائیں تاکہ جو پیغام میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اچھی طرح بیان ہو سکے۔

حق والی جماعت

جامع ترمذی میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا

رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ مَا أَنَا عَلَیْهِ وَأَصْحَابِي
(ترمذی : کتاب الایمان ، باب ماجاء فی افتراق هذه الامة ۲٦٧١)

ترجمہ :۔ "سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر وہی حالت آئے گی جو بنو اسرائیل کی حالت تھی۔ بالکل ایسے جیسے جوتے کا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر بنو اسرائیل میں سے کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ زنا کیا تھا تو میری امت میں بھی ایسا (بدبخت) ہوگا جو یہ کام کرے گا۔ بے شک بنو اسرائیل بہتر (۷۲) جماعتوں میں تقسیم ہو گئے، جب کہ میری امت تہتر (۷۳) جماعتوں میں تقسیم ہوگی، سب کے سب آگ میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ (ایک) کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"۔

اس حدیث کے ساتھ صحیح بخاری کی حدیث بھی ملالیں

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي لَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى أَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ
(بخاری : کتاب العلم ، باب من یرد اللّٰه به خیرا ۔ حدیث ۷۱)

ترجمہ :۔ "سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرمادیتا ہے اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتا تو اللہ ہی ہے اور یاد رکھو کہ یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم (دین) پر قائم رہے گی تو جو شخص ان کا مخالف ہوگا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک

کہ قیامت آجائے"۔

دونوں حدیثوں میں کتنی مطابقت ہے اور دونوں حدیثوں میں ایک بات مشترک ہے کہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور ہمیشہ غالب رہے گی۔ یہ غلبہ تعداد کے اعتبار سے نہیں بلکہ دلائل کے اعتبار سے ہوگا۔ اور دلائل وہ ہیں جن پر نبی ﷺ اور صحابہ ﷢ تھے " مَا اَنَا عَلَیهِ وَاَصحَابِی "۔ اس وقت اللہ کی زمین پر اللہ کی توفیق سے اہلحدیث کو دلائل کا غلبہ حاصل ہے۔

حق واضح ہو چکا ہے

محترم احباب توجہ فرمائیں!

میں اپنی بات ان تک پہنچانا چاہتا ہوں جو تذبذب کا شکار ہیں۔

دنیا میں بے شمار گروہ موجود ہیں ان تمام میں حق والا گروہ کون ہے۔ کچھ لوگوں نے مغالطہ دلوں میں ڈال دیا ہے کہ دنیا میں حق واضح ہی نہیں ہو سکتا۔ قیامت کے دن ہی حق والا گروہ واضح ہوگا۔

یہ بات کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ کیونکہ تمام آسمانی کتابوں کے نازل ہونے کا مقصد اور خاص طور پر قرآن کے نازل ہونے کا مقصد ہی یہ ہے کہ حق و باطل کے درمیان فرق کیا جائے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ﴿۱﴾

(الفرقان: آیت نمبر ۱)

ترجمہ:۔ "بہت برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فیصلہ کرنے والی کتاب اتاری، تاکہ وہ جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو"۔

قرآن کو اللہ تعالیٰ نے فرقان کہا ہے۔ فرقان کا مطلب ہے حق اور باطل میں فرق

کرنے والا۔

اگر آج کوئی یہ دعویٰ کرے کہ قرآن کے نزول کے بعد بھی حق واضح نہیں ہوا تو بتاؤ کیا قرآن کے نزول کا مقصد ہی فوت نہیں ہو جاتا؟۔

محدثین کرام نے لمبے لمبے سفر کر کے رسول اللہ کی ایک ایک حدیث کو جمع کیا ہے اور وہ تمام احادیث کتب کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں جو حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے واضح ثبوت ہیں بہت افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو یہ تو کہتے ہیں کہ قرآن محفوظ ہے بخاری مسلم ترمذی ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ حدیث کی تمام کتب موجود ہیں قیامت تک باقی رہیں گی لیکن یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ حق پر کون ہے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ قرآن کے بھی خلاف ہے حدیث کے بھی خلاف ہے۔

دین آسان ہے

دوسرا مغالطہ یہ دیا گیا ہے کہ قرآن وحدیث کو سمجھنے کی لئے پچاس علوم پڑھنے ضروری ہیں۔ عام آدمی کو استطاعت ہی نہیں کہ وہ قرآن وحدیث سمجھ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کارد فرمایا۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲

(سورۃ الجمعۃ: ایت نمبر ۲)

ترجمہ:۔ ”وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا، جو ان کے سامنے اس کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، حالانکہ بلاشبہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے“۔

جس قوم کی طرف آپ ﷺ مبعوث ہوئے وہ امی لوگ تھے بالکل جاہل تھے۔ وہ دین

سمجھ گئے اور کائنات کو سمجھا بھی گئے، بکریوں کے چرواہے دین سمجھ بھی گئے اور سمجھا بھی گئے۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتَعْمِلُهُ عَلَى مَكَّةَ فَقَالَ مَنْ اسْتَعْمَلْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي فَقَالَ ابْنَ أَبْزَى قَالَ وَمَنْ ابْنُ أَبْزَى قَالَ مَوْلًى مِنْ مَوَالِينَا قَالَ فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى قَالَ إِنَّهُ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّهُ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ قَالَ عُمَرُ أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ

(صحیح مسلم: کتاب صلاۃالمسافرین، باب مقل من یقوم بالقرآن، حدیث:۸۱۷)

ترجمۃ:۔ عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ نافع بن عبدالحارث نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے (مقام) عسفان میں ملاقات کی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مکہ پر عامل بنایا ہوا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے جنگل والوں پر کس کو عامل بنایا انہوں نے کہا کہ ابن ابزیٰ کو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن ابزیٰ کون ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے غلام کو ان پر عامل کر دیا؟ انہوں نے کہا کہ وہ کتاب اللہ کے قاری ہیں اور علم الفرائض (یعنی قوانین وراثت جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف العلم قرار دیا ہے) خوب جانتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنو! تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اس کتاب کے سبب سے کچھ لوگوں کو بلند کرے گا اور کچھ لوگوں کو گرا دے گا۔"

یقیناً قرآن ہی جاہلوں کو عالم بناتا ہے۔ ہر طبقے کے انسان کو سمجھاتا ہے جتنا اس کو زیادہ

سمجھو گے اتنا ایمان زیادہ ہو گا۔ یقین زیادہ ہو گا۔

تیسرا مغالطہ یہ دیا گیا ہے کہ قرآن انتہائی مشکل ہے۔ اس کو سمجھنا آسان نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾

(سورة القمر، آیت نمبر ۲۲)

ترجمہ:۔ "اور بلا شبہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنادیا ہے، تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟"۔

بخاری میں حدیث ہے "اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ" "یقیناً دین آسان ہے"۔

(بخاری: کتاب الایمان باب الدین یسر، حدیث نمبر ۳۹)

قرآن بھی آسان ہے۔ حدیث بھی آسان ہے۔

نبی ﷺ بڑے آسان طریقے سے دین سمجھاتے تھے۔

عَنِ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَعِشْرِينَ وَمَرَّةً ثَلَاثِينَ

(بخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی لا نکتب، حدیث:۱۹۱۳)

ترجمہ:۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہم امی (ان پڑھ) لوگ ہیں، حساب کتاب نہیں جانتے، (انگلیوں کے اشارے سے بیان فرمایا کہ) مہینہ اس طرح اور کبھی اس طرح ہوتا ہے یعنی کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا۔"

آپ ﷺ نے کتنے آسان طریقے سے دین سمجھایا اصل بات اور مقصد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے انگلیوں پر گن کر بتادیا ہے۔

قرآن نے بھی کتنے آسان طریقے سے بات سمجھائی ہے۔

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ﴾

(سورۃ الفاطر، آیت :۱۹۔۲۲)

ترجمہ :۔ ”اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں۔ اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی۔ اور نہ سایہ اور نہ دھوپ۔ اور نہ زندے برابر ہیں اور نہ مردے۔ بے شک اللہ سنا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تو ہرگز اسے سنانے والا نہیں جو قبروں میں ہے“۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے کس علم کی ضرورت ہے؟ عام سادہ انسان بھی یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ روشنی اور اندھیرا برابر نہیں۔ سایہ اور دھوپ برابر نہیں۔ جب یہ بات ہر انسان سمجھ سکتا ہے تو پھر یہ بات بھی ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ زندہ اور مردہ برابر نہیں۔ کتنے سادہ اور عام فہم انداز میں قرآن نے ان کو عقیدہ کی بہت بڑی بات سمجھا دی ہے۔

مسلک اہلحدیث پر یقین

آیئے! اب قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلک اہلحدیث کو سمجھیں مسلک اہلحدیث کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قرآن و حدیث کا نام ہے۔ میں یہ بات اس لیے نہیں کہہ رہا کہ یہ میرا مسلک ہے بلکہ اس لیے کہہ رہا ہوں یہ سچا اور صحیح مسلک ہے۔ میں اس کے دلائل اور براہین پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ واقعتاً سچا اور صحیح مسلک ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے متعلق میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔ وحدہ لا شریک ہیں۔ اسی طرح مسلک اہلحدیث کے متعلق میرا یقین ہے کہ یہ سچا اور صاف

مسلک ہے۔ اتنا یقین ہے جتنا مجھے اپنے باپ اور ماں کے متعلق یقین ہے کہ فلاں میرا باپ ہے فلاں میری ماں ہے۔

تعصب چھوڑ دو

میں یہ بات تعصب اور ہٹ دھرمی کی بنا پر نہیں کہہ رہا۔ بلکہ دلائل اور براہین کی روشنی میں یہ بات کہہ رہا ہوں ہر انسان اگر ہٹ دھرمی، ضد، تعصب عناد کو ترک کر کے ان دلائل پر غور کرے تو اسے بھی یقین ہو جائے گا کہ مسلک اہلحدیث ایک سچا اور کھرا مسلک ہے۔

لیکن مصیبت یہ ہے کہ تعصب اور ہٹ دھرمی ہمارے اندر جذب ہو چکی ہے۔ ہر آدمی اپنے دماغ میں چند خاص مسائل بٹھا چکا ہے اور انہیں حرف آخر سمجھتا ہے۔ مسجد میں آکر خطیب کی بات سنے گا اگر خطیب کی بات اس کے دماغ کے مطابق ہو گی پھر تو ٹھیک ہے۔ اگر اس کی بات خطیب کی بات کے مطابق نہیں ہو گی پھر خطیب کی بات ہمارے ہاں غلط سمجھی جائے گی۔ اس کے مزاج کے خلاف بات ہو پھر اسے قبول نہیں کرے گا۔ غور نہیں کرے گا۔ بس خطیب کے خلاف نفرت کا اظہار کرے گا۔

سابقہ مطالعہ کی روشنی میں خطیب کی بات کو غلط کہے گا اور اپنے مطالعہ کو صحیح کہے گا۔ مزید مطالعہ نہیں کرے گا، غور و فکر نہیں کرے گا، تحقیق نہیں کرے گا۔

صحابہ کرام کامیاب و کامران صرف اس وجہ سے تھے کہ وہ گھر سے بالکل خالی ذہن ہو کر نبی پاک کی مجلس میں آتے تھے۔ آقا جو بات انہیں کہتے اسے صحیح اور حق سمجھتے تھے اپنی سوچ اور تمنا کو آقا کی بات پر قربان کر دیتے تھے۔

ہم اپنے گھر سے مخصوص فرقے کے مسائل لے کر آتے ہیں اس کے مطابق اگر ہمیں بات ملے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے۔

اہلحدیث خطیب کی ذمہ داری

اہلحدیث امام اور خطیب کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ بات کو بڑے احسن اور اچھے طریقے سے عوام کو سمجھائے۔ لچر اور آوارہ زبان استعمال نہ کرے اگر خطیب کی آوارہ زبان سے کوئی متنفر ہو گیا تو قیامت کے دن اس کا ہاتھ ہوگا اور خطیب کا گریبان ہوگا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں بڑے پیارے اور اچھے طریقے سے آپ کے سامنے دلائل پیش کروں۔ اہلحدیث کا امام صرف ایک مسجد کا امام اور خطیب نہیں بلکہ ساری کائنات کا خطیب ہے۔ کیونکہ اس کی دعوت قرآن وحدیث کی دعوت ہے۔

سامعین کی ذمہ داری

آپ بھی خالی ذہن ہو کر خطیب کی بات سنیں۔ حق کی تلاش کے لئے آپنے آپ کو تیار کریں۔ جس طرح سلمان فارسی رضی اللہ عنہ گھر سے حق کی تلاش کرنے کی غرض سے نکلے۔

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَدَاوَلَهُ بِضْعَةَ عَشَرَ لِمَنْ رَبٍّ إِلَى رَبٍّ.

(بخاری : کتاب المناقب : باب اسلام سلمان حدیث نمبر :٣٩٤٦)

ترجمہ :۔ "سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دس کے قریب مالکوں سے پھرتا رہا ہوں"۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ

مِنْ هٰؤُلَاءِ

(صحیح بخاری: کتاب التفسیر باب وآخرین منھم، حدیث نمبر ٤٨٩٨)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک روز) ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ سورہ جمعہ اتری، جب یہ آیت "اور دوسروں کے لیے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ......" نازل ہوئی تو میں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا، یہاں تک کہ میں نے تین مرتبہ پوچھا اور ہمارے درمیان سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے سر پر رکھا اور فرمایا "اگر ایمان ثریا (ستارے) کے پاس بھی ہوتا یعنی بہت ہی دور ہوتا) تو بھی ان اہل فارس میں سے ایک شخص یا کچھ لوگ (راوی کا شک) اس کو حاصل کر لیتے"۔

ہدایت چاند پر چلی جائے۔ ہدایت آسمان پر چلی جائے، ہدایت سورج پر بھی جائے، ایت پہاڑوں پر بھی جائے، جتنی مرضی دور چلی جائے، اگر حق کے متلاشی بن کر نکلو ے تو ضرور مل جائے گی۔

آیئے قرآن وحدیث کو پڑھیے اس پر غور فرمایئے۔ اللہ کی قسم مسلک اہلحدیث سچا اور اف نظر آئے گا۔ اگر قرآن وحدیث قیامت تک باقی رہنے والے ہیں تو لازم ہے ایک وہ بھی ایسا ہو جو قیامت تک باقی رہے۔ جو ان دو چیزوں کو مضبوطی سے تھامے۔ جو نبی ﷺ امت کو دے کر گئے ہیں۔

عَنْ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ سَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ هِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ

(موطا امام مالك: كتاب الجامع، حديث نمبر ١٦٦١)

ترجمہ:۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہوئے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت"۔

آیئے غور کیجیے!

سچے کون؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿١١٩﴾

(سورۃ التوبۃ: آیت نمبر ١١٩)

ترجمہ:۔"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ"

جو گروہ سچا ہے اس کے ساتھ مل جاؤ، سچا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿﴾

(سورۃ البقرۃ: آیت نمبر ١١١)

ترجمہ:۔"دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو"۔

دلیل قرآن ہے، دلیل محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ جس مسلک اور نظریے کے پاس دو دلیلیں ہوں گی وہ مسلک اور نظریہ سچا ہوگا۔

میں کہتا ہوں میرے مسلک میں ہر نظریے کے بارے ہر عمل کے بارے دلائل وجود ہیں، میرے مسلک نے اگر اللہ تعالیٰ کو عرش پر بلند مانا ہے تو دلیل کیا ہے؟

الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ ﴿﴾

(سورہ طٰہٰ، آیت نمبر: ٥)

پہلے دلیل ہے پھر مسلک ہے۔

اگر میرے مسلک نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بشر مانا ہے تو دلیل کیا ہے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۝

(سورة الکهف آیت نمبر:۱۱۰)

میرے مسلک کا عقیدہ ہے اللہ کے علاوہ کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔

دلیل کیا ہے؟

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

(سورة یونس آیت نمبر ۴۹)

ترجمۃ:۔ کہہ دے میں نہ اپنی جان کے کسی نفع کا مالک ہوں اور نہ نقصان کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوں تو بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ ایک ڈرانے والا ہوں اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں"۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

(سورة الاعراف: آیت ۱۸۸)

ترجمۃ:۔ "کہہ دے میں اپنی ذات کے لیے نہ کسی نقصان کا مالک ہوں اور نہ کسی نفع کا مگر جو اللہ چاہے۔ ہر امت کے لیے ایک وقت ہے، جب ان کا وقت آجاتا ہے تو وہ نہ ایک گھڑی پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے بڑھتے ہیں"۔

اہلحدیث کا عقیدہ ہے اللہ کے علاوہ کوئی عالم غیب نہیں۔ دلیل کیا ہے؟

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝

(سورۃ النمل ،آیت نمبر:٦٥)

ترجمہ:۔ ''کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے غیب نہیں جانتا اور وہ شعور نہیں رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے''۔

اہلحدیث کا عقیدہ ہے قبر پکی نہ بنائی جائے۔ قبر کا طواف نہ کیا جائے۔ قبر پر نذرو نیاز نہ دی جائے۔ قبر پر مجاور بن کر نہ بیٹھا جائے، قبر پر چراغ جلانا حرام ہے، اہلحدیث اس کے پورے دلائل رکھتا ہے۔ کوئی شخص آئے ہم اسے قرآن وحدیث کے مکمل دلائل دکھاتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ.

(ابو داؤد : کتاب الجنائز ، باب فی کراھیة العقود علی القبر ، حدیث:٣٢٢٨)

ترجمہ:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی ایک انگارے پر بیٹھے جو اس کے کپڑوں کو جلا دے اور اس کی کھال تک (اس کا اثر) پہنچے، تو بھی قبر پر بیٹھنے (یعنی مجاوری کرنے) سے بہتر ہے''

عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا.

(صحیح مسلم: کتاب الجنائز ، باب النھی عن الجلوس علی القبر ، حدیث:٩٧٢)

ترجمہ:۔ ''سیدنا ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ قبر پر بیٹھو اور نہ اس کی طرف نماز پڑھو''۔

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ

(صحيح مسلم: كتاب الجنائز ، باب الامر بتسوية القبر ، حديث ٩٦٩)

ترجمہ:۔ ابو الہیاج اسدی کہتے ہیں کہ مجھ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں اس کام کے لیے بھیجتا ہوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ ہر تصویر کو مٹا دو اور ہر اونچی قبر کو (زمین کے) برابر کر دو"۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ.

(صحيح مسلم كتاب الجنائز، باب النهي عن تخصيص القبر ، حديث ٩٧٠)

ترجمہ:۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے (مجاوری کرنے) اور اس پر عمارت (گنبد وغیرہ) بنانے سے منع فرمایا ہے"۔

اہلحدیث نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتا ہے۔ اہلحدیث نماز میں رفع الیدین کرتا ہے۔ اہلحدیث امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتا ہے۔ آیئے ہم سے مطالبہ کیجئے ان کے دلائل کیا ہے۔ ہم آپ کے سامنے ان باتوں کے دلائل پیش کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے واضح دلائل سے ہمارے موقف صحیح اور درست ثابت ہوں گے۔

لیکن اس کے برخلاف دنیا میں جتنے بھی گروہ اور فرقے ہیں وہ اپنے نظریے قرآن وحدیث سے پیش نہیں کر سکتے۔ لڑائی نہیں، فساد نہیں، بڑے پیار سے ہم پوچھتے ہیں، اپنا کلمہ ثابت کرو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَّلِيُّ اللّٰه۔ جو یہ کلمہ پڑھتا ہے وہ اپنی کتابوں سے ثابت کرے۔ امام علی امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہم نے اس کلمہ کو

پڑھا ہو۔ امام باقر امام تقی امام موسیٰ کاظم نے یہ کلمہ پڑھا ہو۔ نہیں پیش کر سکتا۔ نظریہ رکھے گا۔ عمل کرے گا لیکن دلیل پیش نہیں کر سکے گا۔ گھوڑے کی پوجا کرے گا دلیل نہیں رکھے گا۔ حسین کو پوجے گا لیکن دلیل پیش نہیں کرے گا۔ میدان کربلا کی مٹی سر کے نیچے رکھ کر سجدہ کرے گا لیکن دلیل پیش نہیں کرے گا۔ عرس کرے گا دلیل پیش نہیں کرے گا۔ روزہ رکھنے کی دعا پڑھے گا دلیل پیش نہیں کرے گا۔ نکاح کے وقت دولھا سے چھ کلمے پڑھائے گا لیکن دلیل پیش نہیں کرے گا۔ باقی سب گروہ اور فرقے عقیدہ رکھتے ہیں عمل کرتے ہیں لیکن دلیل پیش نہیں کرتے۔ اہلحدیث جو عقیدہ رکھتا ہے اور عمل کرتا ہے اس کی دلیل قرآن وحدیث سے پیش بھی کرتا ہے اہلحدیث دنیا پر اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے امین ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ

(موطا امام مالک : کتاب الجامع ، حدیث:١٦٦١)

ترجمہ :۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑیں ہیں جب تک ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت"۔

کون ہے وہ گروہ جو ہر چوک پر ہر چوراہے پر اعلان کر رہا ہے۔

اہلحدیث کے دو اصول

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۝

(سورۂ محمد : آیت :٣٣)

اور وہ گروہ کون ہے۔ جس نے دو کے ساتھ تیسری چیز ملائی ہے۔ دو میں سے ایک ہے یا دونوں کو چھوڑا ہے۔

اماموں کو ماننا

ایک شخص مجھے کہنے لگا کیا آپ اماموں کو نہیں مانتے ہیں میں نے کہا کون سے اماموں کو وہ کہنے لگا۔ امام شافعی، امام مالک، امام حنبل، امام ابو حنیفہ کو میں نے کہا بالکل ان کو مانتا ہوں۔ وہ کہنے لگا آپ کیسے مانتے ہیں۔ میں نے کہا بالکل اسی طرح مانتے ہیں جس طرح آپ مانتے ہیں کہنے لگا وہ کیسے؟ میں نے کہا آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو مانتے ہیں کیا دوسروں کو بھی مانتے ہیں۔ کہنے لگا بالکل مانتے ہیں۔ میں نے کہا دوسروں کو کیسے مانتے ہیں۔ وہ کہنے لگا امام شافعی کو مانتے ہیں لیکن تقلید نہیں کرتے، امام مالک رحمہ اللہ کو مانتے ہیں تقلید نہیں کرتے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو مانتے ہیں لیکن تقلید نہیں کرتے۔ میں نے کہا تیری بات سمجھ میں آگئی کہ اماموں کو تقلید کے بغیر بھی مانا جا سکتا ہے۔

تو امام شافعی کو ماننے بغیر تقلید کے اور تیرے ماننے میں کوئی فرق نہ آئے۔

تو امام مالک کو ماننے بغیر تقلید کے اور تیرے ماننے میں کوئی فرق نہ آئے۔

تو امام احمد بن حنبل کو ماننے بغیر تقلید کے اور تیرے ماننے میں کوئی فرق نہ آئے۔

میں اگر امام ابو حنیفہ کو بغیر تقلید کے مانوں تو میرے ماننے میں فرق کیسے آئے؟

جس طرح تو سب کو مانتا ہے لیکن تقلید صرف ایک کی کرتا ہے اسی طرح میں بھی سب کو مانتا ہوں اور اتباع صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی کرتا ہوں پھر میں نے اس سے کہا کیا سب امام حق پر ہیں۔ وہ کہنے لگا سب حق پر ہیں میں نے کہا پھر آپ نے رفع الیدین کے ترک پر کتاب کیوں لکھی۔ وہ کہنے لگے میں آپ کی بات نہیں سمجھا میں نے کہا امام شافعی حق پر تھے اور رفع الیدین کرتے تھے۔ آپ نے رفع الیدین کے ترک پر کتاب لکھی اس کا مطلب ہے آپ نے حق کے خلاف کتاب لکھی۔ امام شافعی آمین کہتے تھے۔ امام شافعی فاتحہ پڑھتے تھے۔ آپ ان کو حق بھی مانتے ہیں اور ان سے اختلاف بھی کرتے ہیں اس کا مطلب

ہے آپ حق سے اختلاف کرتے۔

عجیب بات ہے۔امام مالک رفع الیدین کریں تو انہیں حق پر تسلیم کرے۔

امام احمد بن حنبل رفع الیدین کریں تو انہیں حق پر تسلیم کرے۔

امام شافعی رفع الیدین کریں تو انہیں حق پر تسلیم کرے۔

امام بخاری رفع الیدین کریں تو انہیں حق پر مانے اور احترام بھی کرے۔

امام مسلم رفع الیدین کریں تو انہیں حق پر مانے اور احترام بھی کرے۔

امام ابوداؤد، امام ترمذی امام نسائی، حتی کہ پیر عبدالقادر جیلانی رفع الیدین کریں آپ انہیں حق پر مانیں ان کا احترام بھی کریں انہیں اللہ کا ولی بھی مانیں اگر ہم رفع الیدین کریں تو پھر ہم سے کیوں لڑتے ہو؟۔

اہلحدیث کا جرم کیا ہے؟ اہلحدیث کا قصور کیا ہے؟

کوئی ایک عمل بتاؤ جو اہلحدیث نے اپنی طرف سے بنایا ہو کوئی نظریہ کوئی عقیدہ پیش کرو جو اہلحدیث نے اپنی طرف سے بنایا ہو۔

جبکہ ہر فرقے اور گروہ کے بیسیوں مسائل میں اسی منبر پر کھڑے ہو کر بیان کر سکتا ہوں جو انہوں نے خود بنائے ہیں۔ خود ساختہ اذکار، خود ساختہ وظیفے خود ساختہ عمل اعمال، خود ساختہ عقائد اور افکار موجود ہیں۔ اگر بدعات سے پاک اور صاف عقیدہ ہے ہے تو وہ صرف اہلحدیث کا ہے۔

نہر اور سمندر کی مثال

ایک شخص کہنے لگا ہمارا تمہارا فرق یہ ہے کہ ہم نہر سے پانی پیتے ہیں اور آپ ڈریکٹ سمندر سے پانی پیتے ہیں۔ حنبلی، شافعی، مالکی، حنفی، یہ سب نہریں ہیں۔ سہروردی، قادری، چشتی، نقشبندی، یہ پھر نالے ہیں۔ ان سب کا مرکز ایک ہے۔ سمندر ایک ہے یعنی محمد

رسول اللہ ﷺ ہیں لہٰذا ان سب کا پانی پینا چاہیے۔

میں نے کہا اگر یہ سب نہریں ایک دریا سے نکلی ہیں تو پھر ان کا ذائقہ ایک کیوں نہیں۔ شافعی نہر کا ذائقہ اور ہے، حنبلی نہر کا ذائقہ اور ہے، مالکی نہر کا ذائقہ ہے۔ حنفی نہر کا ذائقہ اور ہے، ان کا ذائقہ کیوں نہیں ملتا۔

دو ہی صورتیں ہیں یا یہ نہریں ایک دریا سے نکلی نہیں یا رستے میں، کہیں سے ملاوٹ ہو گئی ہے۔ شریعت کا مسئلہ ہے پانی کا ذائقہ بدل جائے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ہم کہتے ہیں سب نہروں کا پانی پیوں لیکن دریا کے ذائقے سے ملا کر پیوں۔ نہروں کی صفائی کر کے پیوں۔ اصل ذائقہ نکال کر پیوں۔

اہلحدیث کا بچہ بچہ ان نہروں کی صفائی کرتا رہے گا۔ جب تک ان نہروں کا ذائقہ دریا کے ذائقہ سے نہیں ملے گا ہم ان شاء اللہ صفائی کرتے رہیں گے۔

ہمارے امام محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جو معصوم عن الخطاء ہیں۔ لہٰذا ہمارے مذہب میں بھی خطا نہیں کیونکہ ہمارے امام میں خطاء نہیں۔ تیرا امام خطاء سے پاک نہیں۔ تیرے امام سے غلطی ہوتی ہے۔ لہٰذا تیرے مسلک میں بھی غلطی ہے۔ تیرا مسلک بھی درست اور صحیح نہیں ہے۔

میرے امام محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ اپنی مرضی سے نہیں بولتے جب بولتے ہیں اللہ کی مرضی سے بولتے ہیں۔ اللہ کے حکم سے بولتے ہیں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝

(سورۃ النجم: آیت: ۳-۴)

ترجمہ:۔ "اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے"۔

دوسرے سب امام جب بولتے ہیں اپنی مرضی سے بولتے ہیں۔ امام شافعی بولتے ہیں اپنی مرضی سے بولتے ہیں۔ لکھاتے ہیں اپنی مرضی سے۔ امام احمد بن حنبل بولتے ہیں اپنی مرضی سے، لکھاتے ہیں اپنی مرضی سے، امام مالک بولتے ہیں اپنی مرضی سے لکھاتے ہیں اپنی مرضی سے، امام حسین بولتے ہیں اپنی مرضی سے، امام کاظم بولتے ہیں اپنی مرضی سے۔ امام تقی، بولتے ہیں اپنی مرضی سے۔

امام حسن عسکری بولتے ہیں اپنی مرضی سے، صرف ایک ہی ہستی ہے وہ جب بھی بولتی ہے اللہ کی مرضی سے بولتی ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

(سورة النجم، آیت نمبر ١-٤)

ترجمہ: ’’قسم ہے تارے کی جب گرے۔ بھکا نہیں تمہارا رفیق اور نہ بے راہ چلا۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے‘‘

صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے والے

’’آیئے! غور کیجیے جو زبان اللہ کی مرضی کے بغیر نہیں بولتی۔ اس زبان نے کیا فرمایا ہے۔ جو حدیث میں نے شروع میں آپ کے سامنے پیش کی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى

ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

(ترمذی: کتاب الایمان، باب ما جآء فی افتراق ھذہ الامۃ، حدیث:٢٦٤١)

ترجمہ:۔ "سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت پر وہی حالت آئے گی جو بنو اسرائیل کی حالت تھی۔ بالکل ایسے جیسے جوتے کا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر بنو اسرائیل میں سے کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ زنا کیا تھا تو میری امت میں بھی ایسا (بدبخت) ہوگا جو یہ کام کرے گا۔ بے شک بنو اسرائیل بہتر (۷۲) جماعتوں میں تقسیم ہو گئے، جب کہ میری امت تہتر (۷۳) جماعتوں میں تقسیم ہو گی، سب کے سب آگ میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ (ایک) کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"۔

اب جو گروہ صحابہ کو نہیں مانتا وہ جنت میں کیسے جائے گا۔ حق والا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ صحابہ سے محبت کی جائے، صحابہ کو مانا جائے۔ جو ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کے ایمان کا قائل نہیں، جو طلحہ زبیر، عبیدہ، عبدالرحمان، سعد اور سعید رضی اللہ عنہم کے ایمان کا قائل نہیں۔ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کا قائل نہیں۔ جو وائل بن حجر، مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے ایمان اور اور عظمت کا قائل نہیں۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کا قائل نہیں وہ تو پہلی فرصت میں ہی خارج ہو گیا۔ "ما انا علیہ واصحابی" کے معیار میں وہ پورا نہیں اترا۔ لہٰذا وہ خارج ہو گیا۔

باقی گروہ کا بھی موازنہ کرلو۔ اگر صحابہ حنفی ہیں تو حنفی سچے اگر صحابہ مالکی ہیں تو مالکی

سچے اگر صحابہ حنبلی ہیں تو حنبلی سچے۔اگر صحابہ شافعی ہیں تو شافعی سچے۔اگر صحابہ محمدی ہے تو محمدی سچے۔اور کوئی سچا نہیں ہو سکتا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

(سورة التوبہ: آیت: ۱۱۹)

ترجمہ:۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ"۔

افطاری جلدی سحری تاخیر سے

نبی نے فرمایا دو خصلتیں جس گروہ میں ہو گی وہ خیر سے ہو گی۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.

(صحیح بخاری: کتاب الصوم ،باب تعجیل الفطر ، حدیث:۱۹۵۷)

ترجمہ:۔ "سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: لوگ جب تک افطاری جلدی کرتے رہیں گے ہمیشہ خیر سے رہیں گے"۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ قَدْرُ مَا بَيْنَهُمَا قَالَ خَمْسِينَ آيَةً

(صحیح بخاری : کتاب الصوم ، باب قدرتم بین السحور...... حدیث ۱۹۲۱)

ترجمہ:۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کی، پھر صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں (راوی) نے کہا کہ (سحری اور نماز) دونوں کے درمیان کتنی دیر ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ پچاس

آیات کے موافق۔ (سحری سے فراغت اور نماز کی تکبیر کے درمیان تقریباً دس منٹ کا فاصلہ تھا)۔

لہٰذا غور کرو کون سحری میں تاخیر اور افطاری میں جلدی کرتا ہے۔ وہ گروہ صرف اور صرف اہلحدیث کا گروہ ہے۔ اور کوئی گروہ فرقہ سحری میں تاخیر اور افطاری میں جلدی نہیں کرتا۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾

(سورة التوبة:آیت:۱۱۹)

ترجمہ:۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ"

سلام اور آمین

دو سنتیں ایسی ہیں جن سے یہود و نصاریٰ حسد کرتے ہیں، بغض کرتے ہیں نماز میں آمین کہنا اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کہنا۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَسَدَتْكُمْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ

(ابن ماجه : كتاب اقامت الصلاة ، باب الجهر بآمين ، حديث: ٨٥٦)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہود کسی چیز پر تم سے اتنا حسد نہیں کرتے جتنا حسد وہ تمہارے سلام اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں"۔

اس کے ساتھ یہ حدیث بھی ملاؤ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میری امت کے لوگ یہود و نصاریٰ کے طریقے پر نہیں چلیں گے۔

یعنی مطلب یہ ہوا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک ان دو سنتوں سے حسد نہیں کیا جائے گا۔ وہ دو کون سی ہیں۔

۱۔ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنا۔

۲۔اونچی آمین کہنا۔

یہ دونوں سنتیں اہلحدیث میں موجود ہیں۔السلام علیکم والی سنت پر بھی اہلحدیث عمل کرتا ہے۔دوسروں نے اس سنت کو بدل دیا۔کوئی کہتا ہے۔المدینہ المدینہ جب آپس میں ملتے ہیں تو السلام علیکم کہنے کی بجائے المدینہ المدینہ کہتے ہیں۔حساب لگاؤ ان لوگوں کا۔

اور دوسرے لوگوں نے اسے اس طرح بدلا ہے کہ جب آپس میں ملتے ہیں۔السلام علیکم نہیں کہتے بلکہ یا علی مدد، یا علی مدد کہتے ہیں۔

آمین کہنے والی سنت پر بھی صرف اہلحدیث کا عمل ہے۔ نماز میں اونچی آواز سے آمین اہلحدیث کہتا ہے۔باقی سب اس سے حسد کرتے ہیں۔

تیسری سنت بھی ہے جس سے لوگ حسد کرتے ہیں وہ نماز میں صف بندی کرنا،اس پر بھی اہلحدیث کا عمل ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو کوئی قدم اتنا اچھا نہیں لگتا جتنا اچھا وہ قدم لگتا ہے جو صف درست کرنے کیلئے اٹھایا جائے۔

دوسرا کوئی گروہ بھی صف بندی کا اہتمام نہیں کرتا۔پاؤں سے پاؤں نہیں ملاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

(سورۃ التوبہ : آیت نمبر۱۱۹)

ترجمہ:۔"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ"

بنو تمیم والا عقیدہ

رسول اللہ کی ایک اور حدیث پر غور کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ

(صحيح بخاری : كتاب العتق ، باب من ملك من العرب ، حديث :٢٥٤٣)

ترجمہ :۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں (قبیلہ) بنی تمیم کے لوگوں سے محبت رکھنے لگا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ تین باتیں سنیں جو آپ ﷺ ان کی نسبت فرماتے تھے: "میری تمام امت میں سے دجال پر یہی لوگ زیادہ سخت ہوں گے۔" (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کہتے تھے کہ ان کے صدقات آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔" اور ان کے قبیلہ میں سے ایک لونڈی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں"۔

نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کے قریب دجال آئے گا اور اس کا مقابلہ بنو تمیم کریں گے۔ سب سے زیادہ مقابلے کرنے والے بنو تمیم ہوں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے ان کے ساتھ مل کر دجال کا مقابلے کرنے والے بنو تمیم ہوں گے۔

اس کا مطلب ہے بنو تمیم قیامت تک رہیں گے۔ اور حق پر رہیں گے۔ بنو تمیم آج

بھی مدینے کے اندر موجود ہیں۔ جاؤ جا کر ان کا عقیدہ دیکھو ان کا عمل دیکھو، وہ آپ کو اہلحدیث نظر آئیں، اہلحدیث کا عقیدہ نظر آئے گا۔ یہ حدیث اہلحدیث کی صداقت پر زبردست دلیل ہے۔ ٹھوس دلیل ہے۔

دجال کو قتل مؤمن کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مومن اور سچے لوگ ہوں گے۔

بنو تمیم سچے ہیں، حق پر ہیں۔ ان کا بھی وہی عقیدہ ہے جو پاکستان میں اہلحدیث کا عقیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾

(سورة التوبه :آیت نمبر: ۱۱۹)

ترجمہ:۔ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ“

مشرک حق پر نہیں ہو سکتا

کسی گروہ کے سچا ہونے کے لیے قرآن نے ایک نشانی بتائی ہے۔ جس گروہ کو پرکھنا ہو کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے تو دیکھو کیا اس گروہ میں شرک ہے اگر شرک ہے تو وہ گروہ حق پر نہیں ہو سکتا۔ اگر شرک نہیں تو وہ حق پر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿﴾

(سورة الانعام :آیت نمبر:۸۲)

ترجمہ:۔ ”جو لوگ یقین لے آئے اور نہیں ملادیا انہوں نے اپنے یقین میں کوئی نقصان انہی کے واسطے ہے دلجمعی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر“۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے سمجھا اس سے مراد عام ظلم ہے۔ جو گھروں میں عام حالات میں معمول کے مطابق ہوتا رہتا ہے۔ اس کی زد میں ہم میں سے ہر کوئی آجاتا ہے"۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.

(صحیح بخاری : کتاب الایمان ، باب ظلم حول ظلم ، حدیث ۲۳)

ترجمہ:۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کہ "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا۔" (الانعام:۸۲) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب (بہت گھبرائے) اور کہنے لگے کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ظلم نہیں کیا تو اللہ بزرگ و برتر نے یہ آیت "یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے"۔ (لقمان:۱۳) نازل فرمائی۔

جس جماعت کے عقیدے میں شرک نہیں وہ جماعت حق پر ہیں۔ پورے پاکستان میں دیکھیے کس جماعت میں شرک نہیں۔

اگر کسی جماعت میں شرک نہیں تو وہ صرف اہلحدیث جماعت ہے جس میں شرک نہیں۔ شرک سے پاک صرف اہلحدیث جماعت ہے۔

نبی اکرم نے اپنے آخری مرض میں فرمایا:۔ اللہ یہودیوں پر لعنت کرے انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا"۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ

يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْلَا ذٰلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا.

(صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی: ۱۳۹۰)

ترجمہ:۔ "سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی اس بیماری میں ارشاد فرمایا: جس میں آپ کی وفات واقع ہوئی: اللہ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر (کیونکہ) انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ آپ ﷺ فرماتی ہیں: اگر یہ خدشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر نمایاں کر دی جاتی۔ لیکن مجھے اس بات کا خدشہ تھا کہ آپ کی قبر سجدہ گاہ بنا لی جائے گی"۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

(موطا امام مالک: کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب جامع الصلاۃ)

ترجمہ:۔ "عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: اے میرے اللہ! میری قبر کو وثن (آستانہ، معبد) نہ بننے دینا کہ اس کی پوجا ہونے لگے۔ اللہ کا سخت غضب ہوا اس قوم پر جو اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتی ہے"۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اللہ میری قبر میلہ گاہ نہ بنے۔ آپ ﷺ کی دعا بھی ہے۔ حدیث بھی ہے۔ یہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ مدینہ میں جا کر دیکھئے۔ پیغمبر کی قبر موجود ہے لیکن سجدہ نظر نہیں آئے گا۔ قبر موجود ہے۔ چڑھاوا نظر نہیں آئے گا۔ قبر موجود ہے لیکن عرس میلہ نظر نہیں آئے گا۔ یہ میرا اور تیرا کمال نہیں۔ رسول اللہ کی دعا کا اثر ہے۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ جب یہ سب کچھ آپ مانتے ہیں تو پھر یہ کیوں نہیں مانتے کہ وہ لوگ سچے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی قبر کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائی۔ جن کی ذمہ داری لگائی۔ وہ قبر پر سجدہ نہیں ہونے دیتے۔ وہ قبر پر میلہ نہیں لگنے دیتے۔

وہ حفاظت کرنے والے اہلحدیث ہیں۔ اگر اہلحدیث کے علاوہ کسی کے پاس نبی پاک کی قبر کی حفاظت کی ذمہ داری ہوتی تو انہوں نے قبر کی مٹی بھی چاٹ کر کھالی ہوتی۔ پیغمبر کی قبر قیامت تک اسی طرح موجود رہے گی۔ یہ اہلحدیث کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَكُونُوا۟ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١١٩﴾

(سورۃ التوبہ :آیت نمبر ۱۱۹)

ترجمہ:۔ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ“

اہلحدیث کیوں اہل حق ہے۔

آپ نے ساعت فرمایا کہ بنو تمیم ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَإِذِ ٱبْتَلَىٰٓ إِبْرَٰهِۦمَ رَبُّهُۥ بِكَلِمَٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّى جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِى ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٢٤﴾

(سورۃ البقرہ : آیت:۱۲۴)

ترجمہ:۔ ”اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں کے ساتھ آزمایا تو اس نے انہیں پورا کر دیا۔ فرمایا میں ضرور تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ کہا اور میری اولاد میں سے بھی؟ فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا“۔

ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللہ میری اولاد میں امامت عطا فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو آپ علیہ السلام کی اولاد میں مشرک ہو گا اسے امامت نہیں دوں گا۔ یہ بات بھی ثابت ہو گی جن کا عقیدہ شرکیہ ہوا انہیں امامت نہیں ملے گی۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا تو اس وقت دعا کی:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

(سورة البقرہ: آیت نمبر: ۱۲۸)

ترجمہ:۔ "اے ہمارے رب! اور ہمیں اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت اپنی فرماں بردار بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریقے دکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی نہایت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

میدان عرفات میں ہر سال ایک امام صاحب حج کا خطبہ دیتے ہیں۔ آنکھوں سے نابینا ہیں ان کا تعلق بنو تمیم ابراہیم کی اولاد سے ہے۔ ساری دنیا ان کے پیچھے حج ادا کرتی ہے۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث سب ان کے پیچھے حج ادا کرتے ہیں۔ وہ امام المسلمین کہلاتے ہیں۔ اس امام کا جو عقیدہ ہے۔ وہی عقیدہ اہلحدیث کا پاکستان میں ہے۔

قیامت تک بیت اللہ کی چابی

دور جاہلیت میں عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیت اللہ کی چابی ہوتی تھی۔ مشرکین کے لئے عثمان رضی اللہ عنہ نے دور جاہلیت میں دروازہ کھولا۔ نبی ﷺ بھی بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتے تھے کہ جلدی سے عثمان رضی اللہ عنہ نے دروازہ بند کر دیا۔ آپ ﷺ نے کہا دروازہ کھول دو۔ اس نے کہا میں آپ کے لئے دروازہ نہیں کھول سکتا۔ آپ ﷺ نے اس وقت

دروازہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا عثمان رضی اللہ عنہ ایک وقت آئے گا۔ بیت اللہ کی چابی میرے ہاتھ میں ہو گی۔

آپ ﷺ کچھ دیر مکہ میں ٹھہرے رہے پھر ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے پھر آپ مکہ میں فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے۔ بہت بڑا لشکر آپ کے ساتھ تھا۔ تلواریں سونتی ہوئیں تھیں۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ کے دروازے کے سامنے آکر عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا چابی مجھے پکڑا دے۔ آپ ﷺ اندر داخل ہوئے چاروں کونوں میں اللہ اکبر کہا۔ بیت اللہ کو بتوں سے صاف کیا اور باہر نکلے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے جب نبی ﷺ کے ہاتھ میں چابی دیکھی تو مسلمان ہو گئے۔ ایک نشانی دیکھی تو مسلمان ہو گئے۔

میں نے آپ کے سامنے کتنی نشانیاں بیان کیں ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے چابی دیکھی تو مسلمان ہو گئے اور ساتھ منتظر بھی رہے تھے کہ آپ ﷺ چابی کس کو دیں گے؟

عباس رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول چابی مجھے دیں۔

علی رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول چابی مجھے دیں۔

اگر شیعہ مکتبہ فکر سے تعلق ہے تو تفسیر نمونہ اٹھائیے۔

اگر بریلوی مکتب فکر سے تعلق ہے تو ضیاء القرآن پیر کرم شاہ کی اٹھائیے۔ کنزالایمان نعیم الدین مراد آبادی کا حاشیہ اٹھائیے۔

اگر دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق ہے تو تفسیر ماجدی اٹھائیے۔

اگر جماعت اسلامی سے تعلق ہے تو تفسیر تفہیم القرآن اٹھائیے۔

اگر اہلحدیث مسلک سے تعلق ہے تو احسن البیان۔ تفسیر ابن کثیر اٹھائیے۔

تمام مسالک کی معتبر تفاسیر کے حوالے آپ کے سامنے رکھ دیے ہیں ان میں لکھا ہے آپ ﷺ سوچ رہے تھے کہ چابی عباس رضی اللہ عنہ کو دوں یا علی رضی اللہ عنہ کو دوں آسمان سے جبریل امین

آئے انہوں نے کہا۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾

(سورۃ النساء : آیت نمبر ۵۸)

ترجمہ:۔ "بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً اللہ تمہیں یہ بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے"۔

آپ ﷺ نے کہا اے عثمان رضی اللہ عنہ مت رو۔ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں چابی آپ کو دوں۔ یہ لے چابی، پھر آپ ﷺ نے ایک جملہ عثمان کو ارشاد فرمایا۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ یہ چابی قیامت تک تیری اولاد میں رہے گی۔

میں اس منبر پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جاؤ تحقیق کرو چابی جس خاندان کے پاس ہے۔ اس کا عقیدہ کیا ہے۔ بیت اللہ کی نگرانی کس خاندان کے پاس ہے۔ رب اکبر کی قسم! اس خاندان کا وہی عقیدہ ہے۔ جو پاکستان میں اہلحدیث کا عقیدہ ہے۔ پھر تسلیم کرو کہ آقا چابی اہلحدیث کو دے کر گئے ہیں اور یہ اعلان بھی کر گئے ہیں کہ قیامت تک تیرا خاندان باقی رہے گا۔

مسجد حرام کی امامت مسجد نبوی کی امامت، مسجد قباء کی امامت، مصلی رسول کی امامت، عرفات کی امامت، بیت اللہ کی چابی، یہ سب کچھ اہلحدیث کے پاس ہیں۔ اہلحدیث سچا گروہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿١١٩﴾
(سورة التوبه: آیت نمبر:۱۱۹)

ترجمہ:۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ"

رب۔ رسول۔ دین

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا
(صحيح مسلم: كتاب الايمان: حديث نمبر ٣٤)

ترجمہ:۔ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے ساتھ رب ہونے کے اعتبار سے راضی ہو گیا اور اسلام پر دین ہونے کے اعتبار سے راضی ہو گیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رسول ہونے کے اعتبار سے راضی ہو گیا۔"

یہ تینوں خوبیاں بھی صرف مسلک اہلحدیث میں موجود ہیں۔

کوئی شخص داتا ہجویری کا ذکر کرتا ہے۔ کوئی پیر بغداد والے کا کوئی کسی سرکار کا کوئی کسی سرکار کا، لیکن اہلحدیث ایک ہی بات کہتا ہے۔ رضیت باللہ ربا "میں اللہ کے داتا ہونے پر راضی ہو گیا ہوں"۔ میں اللہ کے گنج شکر ہونے پر راضی ہو گیا ہوں۔ میں اللہ کے مشکل کشا ہونے پر راضی ہو گیا ہوں۔

کوئی شخص فلاں امام کا ذکر کرتا ہے کوئی کسی سلسلے کا ذکر کرتا ہے۔ اہلحدیث ایک ہی بات کہتا ہے میں وبمحمد رسولا "میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا ہوں"۔

کوئی شخص فلاں مذہب کا نام لیتا ہے۔ کوئی حنفی، شافعی، دیوبندی، بریلوی کا ذکر کرتا

اہلحدیث کہتا ہے۔ وبالاسلام دینا، "میں اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا ہوں۔"
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

(سورة التوبة :آیت نمبر ۱۱۹)

ترجمہ:۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ"

کفر میں لوٹنا

ہر مسلک سے لوگ پلٹ رہے ہیں کوئی دیوبند سے تائب ہو رہا ہے کوئی بریلویت سے تائب ہو رہا ہے کوئی شیعیت سے تائب ہو رہا ہے لیکن جس نے اہل حدیث کو قبول کیا اور اس مسلک کو سمجھ گیا ہے ان شاء اللہ واپس نہیں پلٹتا۔ اہل حدیث مسلک کی صداقت کی زبردست اپیل ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ.

(صحیح بخاری : کتاب الایمان ، باب حلاوة الایمان : حدیث نمبر ١٦)

ترجمہ:۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (روایت کرتے ہیں) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ تین باتیں جس کسی میں ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی (امزہ) پائے گا۔ (۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نزدیک تمام کائنات سے زیادہ محبوب ہوں۔ (۲) جس کسی سے محبت کرے تو اللہ ہی کے لیے اس سے محبت

کرے۔(۳) کفر میں واپس جانے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو (ہر کوئی) برا سمجھتا ہے"

ہر مسلک سے لوگ پلٹ رہے ہیں۔ بریلویت سے کوئی اہلحدیث کی طرف آرہا ہے۔ دیوبندی کی طرف سے کوئی اہلحدیث کی طرف آرہا ہے۔ شیعیت سے لوگ تائب ہو رہے ہیں۔ لیکن اہلحدیث سے کوئی بھی کسی دوسرے گروہ کی طرف جانا اتنا ہی برا سمجھتا ہے جتنا آگ میں جانا برا سمجھتا ہے۔ یہ مسلک اہلحدیث کی صداقت پر ٹھوس دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

(سورة التوبه : آیت نمبر : ۱۱۹)

ترجمہ:۔"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ"

نبی ﷺ نے فرمایا:۔

اہلحدیث دنیا کے ہر کونے میں

عَنِ الْمِدَاد بِن الْاَسْوَد انه سَمِعَ رَسُول للهﷺ يَقُوْلُ لَا يَبقٰى عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ كَلِمَةَ الْاِسْلَام بِعَزِّ عَزِيْزٍ اَو ذِلِّ ذَلِيل -

(مسند احمد ، حدیث: ۲۳۳۰۲ ۔ مشکوٰۃ: کتاب الایمان)

ترجمہ:۔ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا زمین کی پشت پر جتنے بھی گھر ہیں خواہ مضبوط اینٹوں کا گھر یا کچا گھر ہے اللہ تعالیٰ اس میں اسلام کا کلمہ ضرور داخل کریں گے۔ خواہ عزت والا عزت سے

قبول کرلیں یا ذلت والا ذلیل ہو۔ اسلام کا کلمہ ضرور داخل ہو گا۔

شیخ بدیع الدین راشدی صاحب اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

میں ایک دفعہ بیرون ممالک دور دراز سفر پر گیا۔ کافی عرصہ کے بعد واپس آیا۔ شاگرد کراچی ایئرپورٹ پر مجھے لینے کیلئے آئے۔ شاگردوں نے کہا آپ ایک لمبا عرصہ باہر رہ کر آئے ہیں۔ کوئی انوکھی بات کوئی عجیب بات سنائیں جو آپ نے دیکھی ہو۔ اپنا مشاہدہ بیان فرمائیں۔

شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ علیہ صاحب فرمانے لگے۔ میں بڑے ممالک میں گیا ہوں۔ دنیا کے مختلف حصوں میں گیا ہوں۔ جہاں بھی گیا ہوں مجھے محمد عربی ﷺ کی یہ حدیث ضرور یاد آئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے دین حق کی بات ہر گھر کے اندر تک ضرور پہنچے گی۔ میں جہاں بھی گیا ہوں جس ملک میں گیا ہوں وہاں اہلحدیث کی جماعت کو ضرور پایا ہے۔ دنیا کے ہر کونے ہر علاقے میں پایا ہے۔ باقی دوسرے گروہ کہیں ہیں تو کہیں نہیں

حنفی ایک ملک میں ہیں تو دوسرے میں نہیں۔

شافعی ایک ملک میں ہے تو دوسرے میں نہیں۔

مالکی ایک ملک میں ہے تو دوسرے میں نہیں۔

حنبلی ایک ملک میں ہے تو دوسرے میں نہیں۔

لیکن اہلحدیث کو میں نے ہر ملک میں پایا ہے ہر جگہ پایا ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں پایا ہے۔

اس وقت مجھے بھی آقا کی یہ حدیث یاد آگئی۔

حق ہر گھر کے اندر پہنچے گا۔ دنیا کے ہر کچے پکے گھر میں حق کی آواز پہنچے گی۔ لہٰذا یہ

بھی ضروری ہے کہ دنیا کے ہر کونے میں اہل حق موجود ہوں۔

اگر شافعی رحمہ اللہ علیہ حق پر ہیں تو میرے اور تیرے ملک میں شافعی نہیں۔ کون دین حق پہنچائے؟

اگر مالکی حق پر ہے تو میرے اور تیرے ملک میں مالکی نہیں۔ کون دین حق پہنچائے؟

اگر حنبلی حق پر ہے تو اس ملک میں حنبلی موجود نہیں۔ کون دین حق پہنچائے؟

لیکن اہلحدیث دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ساری زمین میں موجود ہیں۔

میری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ ہر کچے اور پکے گھر میں دین حق کی آواز پہنچادیں۔

اور یہ میری بات یاد رکھنا کہ اب حق کی آواز ہر قبیلے تک پہنچ چکی ہے کوئی قبیلہ ایسا نہیں کوئی خاندان ایسا نہیں جس کا کوئی نہ کوئی فرد اہلحدیث نہ ہو۔ ہر قبیلے کا ایک نہ ایک فرد اہلحدیث ہو چکا ہے۔ الحمد للہ

طائف والوں کا عقیدہ

میرے استاذ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے طائف جانے کا موقعہ دیا۔

جب میں طائف پہنچا تو سورج غروب ہو رہا تھا۔ اذان کی آواز اللہ اکبر اللہ اکبر مجھے سنائی دی۔ تو فوراً مجھے رسول اللہ کی حدیث یاد آگئی:

أَنَّ عَائِشَةَ ـ رضى الله عنها ـ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ قَالَ " لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدُّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلاَلٍ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلاَّ وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ،

فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ، فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمِ الأَخْشَبَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلاَبِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا " .

(صحیح بخاری : کتاب بدء الوحی ، باب ذکر الملائکۃ ، حدیث نمبر :۳۲۳۱)

ترجمہ :۔ حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے بھی زیادہ سخت گذرا ہے؟ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے (اسلام کو قبول کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا۔ پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا، تب مجھ کو کچھ ہوش آیا، میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے اور میں نے دیکھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس میں موجود ہیں، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے بارے میں آپ ﷺ کی قوم کی باتیں سن چکا اور جو انہوں نے رد کیا ہے وہ بھی سن چکا۔ آپ ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ ﷺ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دے دیں۔ اس

کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد ﷺ! پھر انہوں نے بھی وہی بات کہی، آپ ﷺ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں) نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

جاؤ آج بھی جا کر دیکھو پورے طائف میں کوئی مزار نہیں طائف میں لوگ موجود ہیں ان کی نسل موجود ہے۔ نبی ﷺ کی دعا کی وجہ سے وہاں اللہ کی عبادت کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ جن لوگوں نے آپ پر ظلم کیا تھا ان کی نسل سے اللہ نے توحید والے لوگ پیدا کر دیے ہیں۔ آج وہ شرک نہیں کرتے۔ کسی مزار کو نہیں پوجتے۔ طائف آج شرک اور بدعت سے پاک ہے۔ جو طائف والوں کا عقیدہ ہے وہی عقیدہ پاکستان میں اہلحدیث کا ہے۔



مسلک اہلحدیث

صحیح بخاری کی روشنی میں

اہل حدیث کے ایک ایک عمل پر قرآن مجید وحدیث مبارکہ کے دلائل موجود ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلک اہلحدیث کیا ہے ؟ مذہب اہلحدیث کیا ہے؟ اس کا تعارف پیش کرنے کی کوشش کروں گا مسلک اہلحدیث کے تمام عقائد و نظریات اور اعمال کی بنیاد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر قائم ہے۔ یعنی اللہ کے علاوہ عبادت کے لائق کوئی نہیں محمد ﷺ کے علاوہ اطاعت کا لائق کوئی نہیں۔ اس کے علاوہ ہر گروہ اور فرقے نے یا تو کوئی تیسری چیز ساتھ ملائی ہے یا ان میں سے ایک چیز کو چھوڑا ہے۔ انسان گمراہ اس وقت ہوتا ہے جب قرآن و حدیث کو چھوڑے یا ان کے ساتھ کسی تیسری چیز کو ساتھ ملائے۔ دوسرے جتنے بھی فرقے ہیں کسی نے ان دو میں سے کوئی ایک چیز چھوڑ دی ہے یا پھر ان کے ساتھ کسی تیسری چیز کا اضافہ کیا ہے۔

جو کچھ آسمان سے نازل ہوا ہے وہ حق ہے اسکے علاوہ حق نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے:

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ

(سورۃ محمد : آیت نمبر :)

ترجمہ:۔ جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے ان کے رب کی طرف سے۔

اہل حق ہونے کیلئے ضروری ہے جو دعوت جو عقیدہ بھی آدمی اختیار کرے اسے اللہ کی وحی سے ثابت کرے اہلحدیث کا کوئی عقیدہ کوئی عمل ایسا نہیں جس کی دلیل اس کے

پاس آسمانی وحی کی صورت میں نہ ہو۔

حرج کیا ہے؟

میں نے ایک جگہ تقریر کی تقریر کے بعد میرے پاس چند ساتھی آگئے کہنے لے ہم نے آپ سے چند مسائل پوچھنے ہیں۔

میں نے کہا پوچھو، کہنے لگے آپ نے مسلک اہلحدیث پر تقریر کی ہے اور آپ نے ہمارے مذہب کو غلط کہا ہے۔

آپ یہ بتائیں ہمارا تمہارا کیا فرق ہے میں نے کہا ہمارا تمہارا بہت فرق ہے۔ تم نے بہت سارے مسائل دین میں نئے بنائے ہیں خود گھڑ۔ ے ہیں کہنے لگا کون کون سے میں نے کہا تم قبر پر اذان کہتے ہو۔ تیجا، ساتواں، چالیسواں تم کرتے ہو، میلاد تم مناتے ہو، شب برات مناتے ہو یہ ساری چیزیں دین میں نہیں تم نے خود اپنے پاس سے گھڑی ہیں۔ وہ نوجوان کہنے لگے ان میں حرج کیا ہے۔ میں نے کہا کوئی حرج نہیں؟ تم سارا دین نیا بناؤ اپنی طرف سے بناؤ پھر کہو کوئی حرج نہیں۔

کہنے لگے اس بات کو چھوڑو تم رفع الیدین کرتے ہو میں نے کہا ہاں ہم رفع الیدین کرتے ہیں۔ کہنے لگے کیوں کرتے ہو، میں نے کہا اس میں حرج کیا ہے؟

تیرا مسئلہ ہو تو حرج کیا ہے، میرا مسئلہ ہو تو کیوں کرتے ہو۔ مجھ سے دلیل کا مطالبہ وہ کرے جس کے اپنے مذہب میں دلیل ہو، جس کے پاس خود کوئی دلیل نہیں۔ وہ مجھ سے دلیل کا مطالبہ کیوں کرتا ہے۔

اور یاد رکھو اہل حدیث کے ایک ایک عمل پر قرآن مجید وحدیث مبارکہ کے دلائل موجود ہیں۔

دین میں کمی بیشی نہیں

اہلحدیث آسمانی وحی کے علاوہ کسی چیز کو دین تسلیم نہیں کرتا نہ اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہے اور نہ دین میں سے کوئی چیز چھپاتا ہے۔

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ . فَقُلْنَا هَذَا الرَّجُلُ الأَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ . فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ " قَدْ أَجَبْتُكَ". فَقَالَ الرَّجُلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ فَلاَ تَجِدْ عَلَىَّ فِي نَفْسِكَ . فَقَالَ " سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ ". فَقَالَ أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ، آللَّهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ" اللَّهُمَّ نَعَمْ". قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، آللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ" اللَّهُمَّ نَعَمْ". قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، آللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ نَصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ ؟ قَالَ"اللَّهُمَّ نَعَمْ". قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، آللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فُقَرَائِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "اللَّهُمَّ نَعَمْ".فَقَالَ الرَّجُلُ آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ.

(بخاری : کتاب العلم ، باب ماجاء فی العلم ، حدیث: ٦٣)

ترجمہ:۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم مسجد میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار

ہو کر آیا اور اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا۔ پھر پوچھنے لگا (بھائیوں) تم لوگوں میں محمد (ﷺ) کون سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اس وقت لوگوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا (حضرت) محمد (ﷺ) یہ سفید رنگ والے بزرگ ہیں جو تکیہ لگائے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ تب وہ آپ سے مخاطب ہوا کہ اے عبدالمطلب کے فرزند! آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہو میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔ وہ بولا میں آپ ﷺ سے کچھ دینی باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں اور ذرا سختی سے بھی پوچھوں گا تو آپ اپنے دل میں برا نہ مانیے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں جو تمہارا دل چاہے پوچھو۔ تب اس نے کہا کہ میں آپ کے رب اور اگلے لوگوں کے رب تبارک وتعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے دنیا کے سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ! پھر اس نے کہا میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ! پھر کہنے لگا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ سال بھر میں اس مہینہ رمضان کے روزے رکھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میرے اللہ! پھر کہنے لگا میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ہم میں سے جو مالدار لوگ ہیں ان سے زکوۃ وصول کر کے ہمارے محتاجوں میں بانٹ دیا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ! تب وہ شخص کہنے لگا جو حکم آپ ﷺ اللہ کے پاس سے لائے ہیں، میں ان پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کے لوگوں کا جو یہاں نہیں آئے ہیں بھیجا ہوا (تحقیق

حال کے لئے) آیا ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے میں بنی سعد بن بکر کے خاندان سے ہوں۔

اسی طرح ایک اور آدمی آیا اس نے نبی ﷺ سے ارکان اسلام کے متعلق پوچھا آپ ﷺ نے اسے جواب دیے جب وہ جانے لگا تو اس نے کہا:

لَا اَزِيْدُ هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ میں اس سے نہ زیادہ کروں گا اور نہ ہی کم کروں گا۔

تو نبی ﷺ نے فرمایا: اَفْلَحَ الرَّجُلُ اِلٰى صَدَقَ یہ آدمی کامیاب ہو گیا ہے اگر اس نے سچ کہا۔

ایک حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا۔

(صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ جس نے جنتی آدمی دیکھنا ہو وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔

اہلحدیث نے اپنے پاس سے نہ کوئی دعا بنائی ہے نہ کوئی وظیفہ بنایا نہ کوئی درود بنایا ہے، نہ کوئی نماز بنائی ہے، نہ رسم نکالی ہے۔

اس لئے اہلحدیث کا عقیدہ ہے۔ لَا اَزِيْدُ وَلَا اَنْقُصُ۔ دین میں نہ زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی ہو سکتی ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

(سورۃ الاحزاب : آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ: کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے سو یقیناً

وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

اہلحدیث کے متعلق دیوبندیوں اور بریلویوں کے دعوے

ہمارے اس ملک میں حنفیت کے دو گروہ موجود ہیں۔ ایک کہتا ہے آج سے سو سال پہلے اہلحدیث کا وجود نہیں تھا میں کہتا ہوں کیا اہل حق ہونے کیلئے سو سال پہلے ہونا ضروری ہے۔ یا امام ابو حنیفہ سے کوئی قول ہی پیش کیجئے کہ انہوں نے فرمایا ہو اہل حق ہونے کیلئے سو سال پہلے ہونا ضروری ہے۔

دوسرا گروہ ہے بریلویت کا اس گروہ کا ایک مفتی ہے احمد یار گجراتی اس نے ”جآء الحق“ میں صحیح بخاری کی ایک حدیث لکھی ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ فَتَغَيَّظَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا يُعْطِيهِ صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُهُ فَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي فَسَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ أُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَمَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ

لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.

(صحیح بخاری : کتاب التوحید ،حدیث: ۷۴۳۲)

ترجمہ :۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آنحضرت ﷺ نے اسے اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاثہ العامری اور زید الخیل الطائی میں تقسیم کردیا۔ اس پر قریش اور انصار کو غصہ آگیا اور انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نجد کے رئیسوں کو تو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک مصلحت کے لیے ان کا دل بہلاتا ہوں۔ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی تھی، دونوں کلے پھولے ہوئے تھے اور سر گٹھا ہوا تھا اس مردود نے کہا اے محمد! (ﷺ) اللہ سے ڈر۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس کی نافرمانی کروں گا تو پھر کون اس کی اطاعت کرے گا؟ اس نے مجھے زمین پر امین بنایا اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ پھر حاضرین میں سے ایک صحابی حضرت خالد رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا۔ پھر جب وہ جانے لگا تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایک لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کے صرف لفظ پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکال کر پھینک دیئے جائیں گے جس طرح تیر شکاری جانور میں سے پار نکل جاتا ہے، وہ اہل اسلام کو (کافر کہہ کر) قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میں نے ان کا دور پایا تو انہیں قوم عاد کی طرح نیست و نابود کر دوں گا۔

یہ حدیث لکھنے کے بعد احمد یار گجراتی لکھتا ہے یہ حدیث وہابیوں کی تاریخ بیان کرتی ہے وہ آدمی نجد کا تھا یہ سب نجدی اس کی نسل سے ہیں۔

میں کہتا ہوں چلو اتنا تو تسلیم کیا کہ وہابی نبی ﷺ کے دور میں تھے۔ پھر اس حدیث پر غور کرو یہ حدیث وہابیوں کی تاریخ نہیں وہابیوں کی نسل نہیں بلکہ تمہاری نسل کو بیان کر رہی ہے۔ نبی ﷺ تو نجدیوں کو مال دے رہے تھے مال تقسیم کر رہے تھے وہ آدمی باہر سے آیا تھا اس نے کہا اِتَّقِ یَا محمد اب تم بتاؤ یا محمد کون کہتا ہے کیا بریلویوں کے علاوہ اور بھی کوئی کہتا ہے؟

نبی ﷺ نے کہا اسے قتل نہیں کرنا اس کی نسل سے ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن حلق سے نیچے نہیں جائے گا ختم پڑھیں گے لیکن حق سے نیچے نہیں جائے گا شبینہ پڑھیں گے لیکن حلق سے نیچے نہیں جائے گا اہلحدیث قرآن پڑھتا ہے اس پر عمل بھی کرتا ہے یہ حدیث تمہاری نسل عیاں کرتی ہے۔

تقلید اور فرقہ واریت

ایک آدمی سے میں نے کہا تم تقلید کیوں کرتے ہو، کہنے لگا تقلید سے فرقہ واریت ختم ہوتی ہے انسان ایک امام کی پیروی کرتا ہے ادھر ادھر نہیں جاتا۔

میں نے کہا تقلید سے تو فرقہ واریت پیدا ہوئی ہے۔ دیکھو جتنے لوگ تقلید کرتے ہیں سب کے نظریات الگ الگ ہیں گروہ الگ الگ ہیں امام ایک ہے لیکن گروہ الگ الگ ہیں۔ بریلوی اور دیوبندی کا امام ایک ہے دونوں حنفی ہیں لیکن آپس میں ان کا کتنا اختلاف ہے پھر دیوبندیوں کے کتنے گروہ ہیں سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ۔

امام صاحب کو حلال حرام کرنے کا اختیار نہیں

وہ مجھے کہنے لگا تقلید کی وجہ سے کئی مسائل حل ہو جاتے ہیں جن کا حل قرآن و حدیث میں نہیں وہ مسائل امام صاحب نے حل کیے ہیں میں نے کہا کوئی ایک مسئلہ بتایئے

جو قرآن وحدیث میں نہ ہو اور امام نے حل کیا ہو۔ کہنے لگا بھینس کا دودھ اور گوشت کے حلال ہونے کی دلیل قرآن وحدیث میں نہیں میں نے کہا تم بتاؤ یہ بھینس کا دودھ کس نے حلال کیا ہے؟ کہنے لگا امام صاحب نے میں نے کہا قرآن کہتا ہے:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ:۔ "اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے تیرے لیے حلال کیا ہے اپنی بیویوں کی خوشی چاہتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے"۔

وہ کون سی آیت ہے جس میں اللہ نے حلال حرام کا اختیار امام صاحب کو دیا ہو، حلال حرام کا اختیار اللہ نے تو اپنے پیغمبر کو نہیں دیا۔

کہنے لگا پھر آیت کون سی ہے جس میں بھینس کا گوشت اور دودھ حلال ہو، میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ ۝

گھریلو جانور تمہارے لیے حلال کر دیے گئے ہیں۔ ماسوائے ان کے جن کی حرمت کا اعلان ہم نے کر دیا ہے۔

کہنے لگا گھریلو جانور اگر حلال ہیں تو پھر گدھا بھی حلال ہے؟ میں نے کہا نہیں وہ حلال نہیں کیونکہ نبی پاک ﷺ اسے حرام کر دیا ہے۔ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ اس کی حرمت کی تلاوت کر دی گئی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

(صحيح بخاري: كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، حديث: ٤٢١٧)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر پالتو گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت کی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ۝

(سورة النحل، آیت نمبر: ٦٦)

ترجمہ:۔ اور تمہارے واسطے چوپاؤں میں سوچنے کی جگہ ہے پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا خوشگوار پینے والوں کے لئے۔

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا دودھ بھی حلال ہے۔

حلال حرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

مکمل دین کون بتا رہا ہے؟

لوگو! اہلحدیث نے دین میں کمی پیشی نہیں کی۔ اہلحدیث نہ کوئی آیت چھپائی ہے نہ کوئی حدیث چھپائی مکمل دین اہلحدیث کے علاوہ کوئی بھی نہیں بتاتا۔ آج میں آپ کو وہ احادیث سنانا چاہتا ہوں جنہیں صرف اہلحدیث مانتا ہے اور کوئی بھی نہیں مانتا۔

جائیے اپنے اپنے مسلک کے علماء کے پاس انہیں پوچھیں، بتاؤں قرآن کے بعد سب سے صحیح ترین کتاب کون سی ہے؟ احادیث کی تمام کتب ہمارے لیے لائق عمل ہے۔ لیکن کتب احادیث میں سب سے اصح الکتاب صحیح بخاری ہے۔ پوری امت کا اتفاق ہے۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری ہے۔ لیکن مولوی صحیح بخاری کی احادیث کو نہیں مانتا۔ صحیح بخاری کا درس نہیں دے گا۔

صحیح بخاری شریف میں جب ایمان کی کمی بیشی کی حدیثیں آئیں گی تو مولوی کیا جواب دے گا۔

پوری شریعت لوگوں کے سامنے اہلحدیث ہی بیان کر سکتا ہے اور کوئی بھی بیان نہیں کر سکتا۔ یہ شرف صرف اہلحدیث کو اللہ نے عطا کیا ہے۔

ہمارے اندر ہزار خامیاں ہو سکتیں ہیں لیکن ہم نے قرآن وسنت کی کوئی بات آپ سے چھپائی نہیں کسی میں ردوبدل نہیں کیا۔

کوئی ایک صحیح مرفوع حدیث لائیے جسے اہلحدیث نہ مانتا ہو۔ اللہ کے فضل وکرم سے ایک حدیث بھی ایسی کوئی پیش نہیں کر سکتا۔

جبکہ دوسروں گروہ بے شمار حدیثیں تسلیم نہیں کرتے۔

بخاری میں حدیثیں موجود ہیں۔ مسلم میں حدیثیں موجود ہیں۔ ترمذی ابوداؤد نسائی میں حدیثیں موجود ہیں۔ لیکن مولوی نے اپنی قوم سے چھپائی ہوئیں ہیں۔ اس لیے تو مولوی بخاری کا درس نہیں دے گا۔ قرآن کا درس نہیں گا۔

فضائل اعمال کا درس دے گا۔ بہشتی زیور کا درس دے گا۔ کتابیں مخصوص کی ہوئیں ہیں درس دینے کیلئے۔ اپنے اپنے مسلک کے لئے مخصوص کتابیں رکھیں ہوئیں۔ صرف ان ہی کا درس دے گا۔

میں نے سرگودھا میں اپنی مسجد میں روزانہ درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ کسی صاحب نے میرے قریب والی مسجد کے مولوی صاحب کو کہا انہوں نے درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا ہے آپ بھی شروع کریں۔ مولوی صاحب کہنے لگے ہم آئندہ سے درس قرآن شروع کریں گے۔

اس نے اعلان کر دیا عشاء کے بعد درس قرآن ہوا کرے گا۔

جب اس مولوی صاحب نے درس شروع کیا تو میں نے کہا یہ مولوی صاحب ایک ہفتہ سے زیادہ درس نہیں دے سکتے۔ وہ واقعتاً ایسا ہوا کہ مولوی صاحب نے ہفتے کے بعد درس دینا چھوڑ دیا۔ بعض دفعہ منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہو جاتی ہے۔ مجھے ساتھی کہنے لگے مولوی صاحب نے درس دینا چھوڑ دیا ہے۔ آپ کو کیسے پتہ تھا کہ اس نے ہفتے بعد درس چھوڑ دینا ہے۔ میں نے کہا غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں میں غیب نہیں جانتا۔ مجھے تو صرف ایک بات کا علم ہے سارا قرآن تو اس کے مذہب کے خلاف ہے۔ وہ قرآن کا درس کیسے دے سکتا ہے۔ میں نے کہا جب وہ "مُفْلِحُوْنَ" تک پہنچے گا تو اس نے درس بند کر دینا ہے۔ آگے آیتیں اس کے خلاف آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور وہ واقعتاً ایسا ہوا۔

سارا قرآن ساری حدیثیں امت تک اہلحدیث کے علاوہ کوئی بھی نہیں پہنچا سکتا۔ یہ صرف اہلحدیث کا ہی خاصہ ہے۔

مولوی اپنے پاس سے حدیثیں گھڑ کر بیان کرتے ہیں۔ اور یہ رسول اللہ پر سب سے بڑا بہتان ہے۔

اس ہال میں میرا چیلنج ہے کوئی ایک آدمی ایک حدیث ایسی بتائے جس کی سند رسول اللہ ﷺ تک صحیح پہنچتی ہو اور اہلحدیث انہیں نہ مانتا ہو۔

لیکن میں آج آپ کو ایسی احادیث سنانا چاہتا جنہیں اہلحدیث کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا کتابیں ان کے گھروں اور مدرسوں میں موجود ہیں لیکن مانتے نہیں مانتا اہلحدیث ہے۔

اہلحدیث اور محدثین

ایک آدمی مجھے کہنے لگا اہلحدیث محدثین کو کہتے ہیں تم کوئی محدثین ہو۔ تمہارے گروہ میں ان پڑھ ہیں جاہل ہیں۔ وہ بھی اہلحدیث کہلواتے ہیں میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ ہمارے گروہ میں کئی ان پڑھ ہوں گے لیکن ہم اہلحدیث ہیں کیونکہ ہم محدثین سے پیار

کرتے ہیں۔ محدثین کے عقیدے کو صحیح سمجھتے ہیں۔ ہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پیار کرتے ہیں۔ محبت کرتے ہیں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کرتے ہیں۔ امام ترمذی امام نسائی، امام ابو داؤد، امام ابن ماجہ رحمہم اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اس لیے ہم اہلحدیث ہیں۔

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللَّهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(سورة التوبة، آیت نمبر ۱۰۰)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کر رکھی ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں انہی میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی۔

صحابہ کی پیروی کرنے والوں کو بھی اللہ نے صحابہ کے انعام میں شامل کیا ہے۔

ہم اہلحدیث اس وجہ سے ہیں کہ ہم نبی پاک کی ہر حدیث کو قابل عمل مانتے ہیں۔ بغیر تاویل و تحریف کے قابل عمل مانتے ہیں۔ تم حدیث کو اس وقت تک نہیں مانتے جب تک تمہارا امام اجازت نہ دے جس حدیث کو تمہارا امام کہے گا اسے مانو گے جسے کہے گا نہ مانو اسے نہیں مانو گے۔

علماء غفلت کا شکار ہیں

آج میں آپ کو وہ احادیث سنانا چاہتا ہوں جس پر صرف اہلحدیث کا عمل ہے۔ جاؤ وہ

حدیثیں اپنے مولویوں کو دکھاؤ وہ احادیث ان کتابوں میں موجود ہیں۔ مولویوں کو دکھاؤ ہو سکتا ہے وہ بھی مان جائیں۔ ویسے مولوی مانتا نہیں بعض دفعہ آدمی بھول بھی جاتا ہے۔ حدیث کتاب میں موجود ہوتی ہے لیکن غفلت ہو جاتی ہے جیسے احمد یار گجراتی نے جآء الحق میں لکھا ہے عبداللہ بن عمر کی رفع الیدین والی حدیث اہلحدیث بھی نہیں مانتے کیونکہ اس میں تیسری رکعت میں اٹھتے وقت رفع الیدین کا بھی ذکر موجود ہے اور تم تیسری رکعت میں اٹھتے وقت رفع الیدین نہیں کرتے۔ حالانکہ جنہیں وہ طعنہ دے رہا ہے وہ تو تیسری رکعت میں اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے ہیں اسے اتنا بھی علم نہیں کہ ہم تیسری رکعت میں رفع الیدین کرتے ہیں یا نہیں؟۔

ڈبل اذان اور غفلت

ہمارے محلے میں ایک نوجوان تھا اسے تحقیق کا شوق پیدا ہوا ہمارے محلے کے مولوی نے اسے بتایا کہ اہلحدیث اپنے آپ کو اہلحدیث کہلواتے ہیں لیکن حدیث کو مانتے نہیں اس نوجوان نے کہا کوئی ایک حدیث بتاؤ جسے اہلحدیث نہ مانتے ہوں میں ان کے پاس وہ حدیث لے جاتا ہوں اور پوچھ لیتا ہوں اس نے اسے دوہری اذان والی حدیث نکال دی اور کہا اہل حدیث اس کو نہیں مانتے۔ وہ حدیث لے کر میرے پاس آگیا اور کہنے لگا سنا ہے آپ حدیث نہیں مانتے، میں نے کہا کون سی حدیث نہیں مانتے اس نے دوہری اذان والی حدیث نکال کر مجھے دکھا دی۔ میں نے اسے کہا ادھر بیٹھ جاؤ۔ ابھی ظہر کی اذان ہوتی ہے تو تم دیکھ لینا۔ ظہر کا وقت ہوا میں نے مؤذن کو کہا تم نے آج دوہری اذان کہنی ہے اس نے دوہری اذان شروع کر دی میں نے اس نوجوان کو کہا تم حدیث کھول کر دیکھنا شروع کر دو واقعی اتنے کلمات ہیں جتنے حدیث میں موجود ہیں۔ جب مؤذن نے دوبارہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ پڑھا تو کہنے لگا تم تو حدیث پر عمل کرتے ہو۔ وہ دوہری اذان سن کر کہتا ہے آپ نے تو حدیث پر

عمل کر کے دکھادیا ہے، میں نے کہا تم کو کس نے کہا تھا، کہنے لگا یہی بات بتاتا ہوں مجھے آپ کے ہمسائے مولوی نے کہا تھا۔ میں نے اسے کہا اب یہی حدیث تم اس مولوی کے پاس لے جاؤ اور اسے کہو اس پر تم عمل کر کے دکھاؤ۔ وہ اس مولوی کے پاس گیا اسے جا کر کہا انہوں نے تو اس پر عمل کر کے دکھادیا ہے۔ اب تم عصر کی یا مغرب کی اذان دوہری دے کر اس پر عمل کرو۔ وہ مولوی کہنے لگا عمل کرنا کوئی ضروری ہے۔ عمل کرنا کوئی ضروری ہے۔ اس نوجوان نے کہا چلو یہ حدیث اپنے مقتدیوں کو ہی بتادو۔ تم عمل نہیں کرتے تو وہ ہی عمل کرلیں۔ مولوی کہنے لگا بتانا ضروری ہے۔ نوجوان کہنے لگا بس ایک ہی بات ہے، یا تم اس پر عمل کر کے دوہری اذان دو یا پھر میں جارہا ہوں۔ وہ نوجوان اہلحدیث ہو گیا مولوی دوہری اذان نہ کہہ سکا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

ترجمہ:۔ اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کردے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر۔

صحیح بخاری کی احادیث

اب آپ وہ احادیث سماعت فرمائیں جن پر صُرف اہلحدیث کا عمل ہے اور وہ احادیث سب کی سب صحیح بخاری میں موجود ہیں آج میں آپ کو صحیح بخاری سے احادیث سناؤں گا کیونکہ اہلحدیث بھی کہتا ہے قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے دیوبند بھی کہتا ہے قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے۔ بریلوی بھی کہتا ہے قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری ہے۔

رفع الیدین

صحیح بخاری میں رفع الیدین کرنے کی روایات موجود ہیں:۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولیٰ، حدیث:۷۳۵)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھاتے، اسی طرح جب رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھاتے اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے تھے۔ سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ وَيَفْعَلُ ذَلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَيَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع، حدیث: ۷۳۶)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے خبر دی، انہوں نے بتلایا کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر تحریمہ وقت آپ نے رفع یدین کیا۔ آپ کے دونوں ہاتھ اس وقت مونڈھوں تک اٹھے اور اسی طرح جب آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے اس وقت بھی رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اس وقت بھی کرتے۔ اس وقت آپ کہتے سمع اللہ لمن حمدہ. البتہ سجدہ میں آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هَكَذَا

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع حدیث: ۷۳۷)

ترجمہ:۔ حضرت ابو قلابہ سے کہ انہوں نے مالک بن حویرث صحابی کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرتے، پھر جب رکوع میں جاتے اس وقت بھی رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی کرتے اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

ان روایات پر اہلحدیث کا عمل ہے اور کوئی عمل نہیں کرتا۔

رفع الیدین کی احادیث اور روپڑی صاحب کا مناظرہ

مولانا روپڑی صاحب گوجرانوالہ ایک جگہ تقریر کرنے آئے انہوں نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ رفع الیدین کی چار سو احادیث موجود ہیں۔ ایک نوجوان اپنی چھت پر تقریر سن رہا تھا۔ یہ بات سن رات کے وقت کر اپنے مولوی کے پاس گیا اس کا دروازہ کھٹکھٹایا مولوی صاحب کو مل کر کہتا ہے آج روپڑی صاحب آئے ہیں اور وہ تقریر کر رہے ہیں

انہوں نے تقریر میں کہا ہے کہ رفع الیدین کی چار سو احادیث موجود ہیں۔ مولوی صاحب یہ بات سن کر کہنے لگے چار سو تو نہیں البتہ دس پندرہ آتیں ہیں۔

نوجوان بات سن کر واپس چلا گیا اور رات سوچتا رہا کہ پندرہ احادیث تو میرا مولوی بھی مانتا ہے اس نے صبح کی نماز مولوی صاحب کے پیچھے پڑھی۔ اور مولوی صاحب کو کہا آپ نے رات کو کہا تھا پندرہ احادیث رفع الیدین کی آتیں ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے ہاں پندرہ تو آتیں ہیں لیکن چار سو نہیں آتیں۔

بس یہ بات نوجوان کی سمجھ میں آگئی کہ پندرہ احادیث تو ہمارا مولوی بھی تسلیم کرتا ہے اور وہ اہل حدیث ہو گیا۔

اکہری تکبیر

اکہری تکبیر کی حدیث صحیح بخاری میں ہے پوری دنیا میں اہلحدیث کے علاوہ اسے کوئی نہیں مانتا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ فَذَكَرْتُ لِأَيُّوبَ فَقَالَ إِلَّا الْإِقَامَةَ

(صحیح بخاری : کتاب الاذان ، باب الاذان مثنیٰ مثنیٰ ، حدیث ٦٠٥)

ترجمہ :۔ "سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہیں اور تکبیر کے کلمات ایک ایک دفعہ کہیں سوا "قد قامت الصلوٰۃ" کے۔"

جاؤ یہ حدیث بریلوی کے پاس لے جاؤ، دیوبندی کے پاس لے جاؤ اس کو کہو اس پر عمل کر کے دکھا ایک دن ہی عمل کر لو۔ مولوی زہر کا پیالہ پی لے گا لیکن اکہری تکبیر والی حدیث پر عمل نہیں کرے گا ساری دنیا کو چاہئے کہ میرے نبی کی حدیث پر چل کر آئے

لیکن آپ بطور حجت ان کے پاس یہ حدیث لے جائیں اور انہیں دکھائیں شاید حدیث پر عمل کر لیں لیکن مولوی عمل نہیں کرتا۔ چلو مقتدی ہی کرلے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

ترجمہ:۔اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کر دے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر۔

پاؤں ملانا

صحیح بخاری میں نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے والی حدیث موجود ہے۔ لیکن اہلحدیث کے علاوہ اس کو ماننے کیلئے کوئی تیار نہیں۔

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ " أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ .

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب الزاق المنکب بالمنکب والمقدم بالمقدم فی الصف حدیث٧٢٥)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا، صفیں برابر کرلو۔ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں اور ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا کہ (صف میں) اپنا مونڈھا اپنے ساتھی کے مونڈھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا تھا۔

لیکن اہل حدیث کے علاوہ اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔

مولوی نبی پاک ﷺ کا معجزہ مانے گا آپ ﷺ آگے سے پیچھے بھی دیکھتے تھے، لیکن جس وجہ سے آپ ﷺ کا یہ معجزہ تھا اسے نہیں مانے گا۔ اس پر عمل نہیں کرے گا پاؤں

سے پاؤں نہیں ملائے گا۔

اذان کے بعد درود

صحیح مسلم میں اذان کے بعد درود پڑھنے کی حدیث موجود ہے لیکن مولوی اذان سے پہلے درود پڑھے گا بعد میں نہیں پڑھے گا۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو "ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ"۔

(مسلم حدیث ٣٨٤)

صحیح بخاری میں موجود ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ " مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ "

(صحيح بخارى : كتاب الاذان ، باب الدعاء بعد النداء ، حديث : ٦١٤)

ترجمہ:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ کہے اللھم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمود الذى وعدته.
اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

مولوی نے وارزقنا شفاعة یوم القیامه کے الفاظ اپنی طرف سے لگا لیے ہیں۔
نبی پاک نے نہیں فرمائے۔

آمین کہنا

صحیح بخاری میں آمین بالجہر کی حدیث موجود ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ آمِينَ

(صحیح بخاری، کتاب الاذان باب جهر الامام بالآمین ،حدیث: ۷۸۰)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ کیونکہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہو گئی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ آمین کہتے تھے۔

لیکن اہل حدیث کے علاوہ کوئی عمل نہیں کرے گا۔

صحیح بخاری میں ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے امامت کروائی انہوں نے نماز میں آمین کہی تو پیچھے والوں نے بھی آمین کہی جس سے مسجد میں گونج پیدا ہوئی" حَتّٰی اَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَجَّةً"

بخاری میں یہ حدیث موجود ہے۔ ظالمو کیوں نہیں اپنی قوم کو بتاتے کیوں لوگوں سے چھپاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ آمین کہنے سے پہلے تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

فاتحہ خلف الامام

صحیح بخاری میں فاتحہ خلف الامام والی روایت موجود ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب وجوب القراءۃ الامام والماسوم فی الصلوات کلھا حدیث ۷۵۶)

ترجمہ:۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے لیکن اہلحدیث کے علاوہ کوئی بھی نہیں مانتا۔ اہلحدیث کہتا ہے کوئی بھی نماز فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ ایک حدیث میں نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب میں اونچی قراءت کروں تو فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو۔

ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں فاتحہ پڑھنے سے منہ میں آگ پڑتی ہے۔ استغفر اللہ۔ محبوب تو فرماتے ہیں فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

بہت ہی پیاری حدیث

صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے میں تو اسے بڑی مظلوم حدیث سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اتنی پیاری حدیث ہے لیکن اس پر عمل اہل حدیث کے علاوہ کوئی نہین کرتا۔

وہ حدیث یہ ہے:۔

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنْ الْمُتَكَلِّمُ قَالَ أَنَا قَالَ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ

(صحیح بخاری ، کتاب الاذان ، باب فضل اللھم ربنا لك الحمد ،حدیث:۷۹۹)

ترجمہ:۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو

سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ایک شخص نے پیچھے سے کہا" رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ" آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا کہ کس نے یہ کلمات کہے ہیں، اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کو لکھنے میں وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔(اس سے ان کلمات کی فضیلت ثابت ہوئی)

پورے ملک میں کون ہے جو یہ کلمات پڑھتا ہے۔ اہلحدیث کے علاوہ یہ کلمات کوئی بھی نہیں پڑھتا۔ تقلید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو فرشتوں کی دعاؤں سے محروم کر دیا ہے۔ مسنون فضیلت والے کلموں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں محروم کر دیا ہے۔

افتتاح صلاۃ والی دعا

صحیح بخاری میں حدیث ہے:۔

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ هُنَيَّةً فَقُلْ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَا أَقُولُ اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِ الدَّنَسِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب یقول بعد التکبیر، حدیث:٤٤

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یوں کہا یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ آپ اس تکبیر اور قرات کے درمیان کی خاموشی کی بیچ میں کیا پڑھتے

ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں پڑھتا ہوں (ترجمہ) اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر جتنی مشرق اور مغرب میں ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسے سفید کپڑا میل سے پاک ہوتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو ڈال۔

اس پر بھی اہل حدیث کے علاوہ کوئی عمل نہیں کرتا۔

جائیے پورے ملک میں چکر لگاؤ، آپ کو اہلحدیث کے علاوہ کوئی بھی یہ دعا نہیں سنائے گا حتیٰ کہ مولوی بھی یہ دعا نہیں سنائے گا کسی حنفی نماز میں یہ دعا نہیں ملے گی۔ لیکن ہمارا بچہ ہی آپ کو سنائے گا۔ ہمارا بچہ جب نماز سیکھنا شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے یہ دعا یاد کرتا ہے۔ اللهم باعد بيني وبين خطاياي ...... لیکن اہلحدیث کے علاوہ اس حدیث پر بھی عمل کوئی نہیں کرتا۔

آٹھ تراویح

صحیح بخاری میں آٹھ رکعت تراویح کی حدیث موجود ہے لیکن اہلحدیث کے علاوہ نہ کوئی مانتا ہے نہ کوئی عمل کرتا ہے

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ ـ رضى الله عنها ـ كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلاَ فِي غَيْرِهَا عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلاَ تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاَثًا . فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ قَالَ " يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَىَّ تَنَامَانِ وَلاَ يَنَامُ قَلْبِي ".

(صحیح بخاری کتاب الجمعة باب قیام النبی باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث:١١٤٨)

ترجمہ:۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ (تراویح یا تہجد کی نماز) رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ آپ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ پہلی چار رکعت پڑھتے، تم ان کے حسن وخوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے بھی حسن وخوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، آخر میں تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔ میں نے ایک بار پوچھا: یا رسول اللہ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

مختار کل کون؟؟

صحیح بخاری میں حدیث ہے آپ نے اپنی بیٹی کو کہا اے میری بیٹی فاطمہ میرے مال سے مانگ لے لیکن قیامت کے دن میں تیرے کام نہیں آؤں گا۔

أَبَا هُرَيْرَةَ ـ رضى الله عنه ـ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ " يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ـ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا ـ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ، لاَ أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لاَ أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لاَ أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ".

(بخاری، کتاب الوصایا، باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب، حدیث:۲۷۵۳)

ترجمہ:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب (سورہ شعراء کی یہ آیت اللہ تعالیٰ نے

اتاری اور اپنے نزدیک ناطے والوں کو عذاب سے ڈرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریش کے لوگو! تم لوگ اپنی اپنی جانوں کو (نیک اعمال کے بدل) مول لے لو (بچالو) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا (یعنی اس کی مرضی کے خلاف میں کچھ نہیں کر سکتا) عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا، عباس عبدالمطلب کے بیٹے! میں اللہ کے سامنے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ صفیہ میری پھوپھی! اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ فاطمہ ؓ بیٹی تو چاہے میرا مال مانگ لے لیکن اللہ کے سامنے تیرے کچھ کام نہیں آؤں گا۔

اللہ کے علاوہ کوئی مشکل کشا نہیں۔ حاجت روا نہیں۔ نبی ﷺ نے غزوہ احد میں مشرکین کے خلاف بددعاء کی آپ ﷺ کے سر مبارک میں خود کی کڑیاں دھنس گئیں۔ آپ ﷺ کے دانت ٹوٹ گئے۔ خون سے سر بہتا جا رہا تھا۔ رکتا ہی نہیں تھا۔ فاطمہ بوریا جلا کر اس کی راکھ آپ ﷺ کے زخموں پر لگائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ وَكَسَرُوا رَبَاعِيَتَهُ۔

(صحيح مسلم كتاب الجهاد، باب غزوة احد، حديث: ۱۷۹۱)

اللہ تعالیٰ نے آیت اتار دی:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۱۲۸﴾

ترجمہ:۔ تیرا اختیار کچھ نہیں یا ان کو توبہ دے خدا تعالیٰ یا ان کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب! آپ کے اختیار میں نہیں۔ اختیار میرے پاس ہے ان میں سے کئی لوگوں نے مسلمان ہونا ہے تجھے پتہ نہیں مجھے پتہ ہے۔ خالد بن

ولید، عمرو بن عاص، ابو سفیانؓ سب احد کے بعد مسلمان ہوئے۔
آقا علیہ السلام تو ان کے خلاف بد دعا کر رہے تھے لیکن اللہ نے منع کر دیا۔

مسلک پر یقین

مسلک اہلحدیث اللہ کی نشانی ہے دنیا میں کوئی مسلک والا سینے پر ہاتھ مار کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے مسلک کا کوئی مسئلہ حدیث کے خلاف نہیں۔ لیکن اہلحدیث سینے پر ہاتھ مار کر کہتا ہے میرے مسلک کا کوئی بھی مسئلہ حدیث کے خلاف نہیں اگر مجھے کہو تو میں قرآن سر پر رکھ کر کہہ سکتا ہوں میرے مسلک کا کوئی مسئلہ حدیث کے خلاف نہیں۔

میرے مسلک کا کوئی عقیدہ کوئی عمل کوئی دعوت ایسی نہیں جو اللہ کے قرآن اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف ہو۔

لایئے چوک میں کھڑا ہو کر قرآن سر پر اٹھا کر میں یہ بات کہہ سکتا ہوں:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

ترجمہ:۔ اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کر دے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر۔



توحید اور علم غیب

جس کے پاس عقیدہ توحید نہیں۔اس کی کوئی نیکی قبول نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدہ توحید کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے سوال کیا۔ کیا ابن جدعان جنت میں جائے گا کیونکہ وہ صدقہ و خیرات بہت کرتا تھا۔

نبی ﷺ نے فرمایا ابن جدعان جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ اس کا عقیدہ توحید والا نہیں تھا۔

جس کے پاس عقیدہ توحید نہیں۔اس کی کوئی نیکی قبول نہیں۔

آج کے اس اجتماع میں ہر قسم کا آدمی موجود ہے۔دیوبندی۔ بریلوی حضرات بھی آئے ہوئے ہیں۔

سب ہمارے بھائی ہیں۔بڑے پیار سے، محبت سے تشریف رکھیں۔

چند گزارشات سماعت فرمائیں۔

میرا یہ اعلان ہے۔جو شخص مخلص ہو کر عقیدہ توحید کو سمجھنے کی کوشش کرے گا۔ان شاء اللہ اسے توحید ضرور سمجھ آئے گی۔اور جب توحید سمجھ آگئی تو یقیناً وہ شخص ضرور اہلحدیث ہوگا۔

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ۔اپنے خطابات میں

ارشاد فرمایا کرتے تھے:

کسی شخص کو میرے سامنے بٹھاؤ۔ میں اس کے سامنے اللہ کا قرآن ہی پڑھوں گا۔ قرآن کی بے شمار آیتیں اس کے سامنے رکھوں گا اسے شام کو میرے پاس سے لے جانا۔ اگر وہ شخص تعصب سے ہٹ کر میری گفتگو سنے گا تو اس کے پاس سوائے اہلحدیث ہونے کے اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

خیر خواہ خطیب

اب جو وقت آپ نے مجھے خطاب کیلئے دیا ہے۔ یہ وقت میرے پاس امانت ہے۔ میر اس وقت میں آپ کو اگر خالص کتاب و سنت مخلص ہو کر پیش نہ کروں تو میں اللہ کا بھی مجرم ہوں اور آپ کا بھی مجرم ہوں۔ میں نے اللہ کے پاس حاضر ہونا ہے۔ اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہے۔ قبر کی تنگی اور کشادگی میرے سامنے ہیں۔ حشر نشر کا معاملہ میرے سامنے ہے۔ میں ان ساری چیزوں کو اپنے سامنے رکھ کر آپ سے مخاطب ہوں۔ میں مکمل کوشش کروں گا آپ کے سامنے صحیح بات پیش کروں۔ عقیدہ توحید سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ آپ حضرات بھی مخلص ہو کر تعصب ضد ہٹ دھرمی چھوڑ کر میری گفتگو سنیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ صحیح بات ضرور سمجھائیں گے۔

ہم ہر شخص کے خیر خواہ ہے۔ جو راہ ہدایت کی فکر رکھتا ہے۔ اور جہنم کی آگ سے بچنا چاہتا ہے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرے پڑوسی کے گھر میں آگ لگی۔ اور میں اسے نہ بجھاؤں۔ یہ بعد میں دیکھا جائے گا کہ وہ کون ہے۔ بریلوی ہے۔ دیوبندی ہے شیعہ ہے۔

پہلے اس کے گھر کی آگ کو بجھاؤں گا۔ کیونکہ پڑوس کو آگ لگی ہے۔ میں اس چیز سے پوری طرح آگاہ ہوں کہ اگرچہ میرے پڑوس کے گھر دنیا کی آگ نہیں لگی لیکن شرک

وبدعت کے ذریعے جہنم کی آگ ضرور لگی ہوئی ہے کیا یہ میرا حق نہیں بنتا کہ میں اس آگ کو بجھاؤں۔

اگر مجھ میں اتنی استطاعت نہیں کہ میں آگ بجھا سکوں تو کم از کم اس آگ کو بجھانے کا طریقہ تو ضرور بتاؤں۔ یہی میری اس سے خیر خواہی ہے کہ میں اسے ایسا طریقہ ایسی لائن ضرور بتادوں جس سے یہ جہنم کی آگ سے بچ جائے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَا قَالَ فَذَلِكُمْ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنْ النَّارِ هَلُمَّ عَنْ النَّارِ هَلُمَّ عَنْ النَّارِ فَتَغْلِبُونِي تَقَحَّمُونَ فِيهَا

(صحیح مسلم : کتاب الفضائل ، باب شفقة علی امته ، حدیث :۲۳۸٤)

ترجمہ:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی کچھ احادیث بیان کیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اس آدمی کی طرف ہے جس نے آگ جلائی۔ جب اس کے آس پاس کا ماحول روشن ہو گیا تو یہ کیڑے مکوڑے اور آگ میں گرنے والے پتنگے اس میں گرنے لگے۔ وہ آدمی ان کو روکنے لگا (کہ اس میں نہ گرو) وہ اس پر غالب آجاتے ہیں (یعنی اس کے روکنے کے باوجود) اس آگ میں گرتے ہی جاتے ہیں۔ پس یہی میری اور تمہاری مثال ہے۔ میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر اس آگ سے پیچھے ہٹا رہا ہوں

کہ اس آگ سے دور رہو، اس آگ سے دور رہو اور تم ہو کہ میری ایک نہیں سنتے بلکہ میرے اوپر غالب آکر اس میں گرتے جاتے ہو"۔

اسی طرح محمد ﷺ کا کوئی امتی یہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص جہنم کی آگ میں چلا جائے۔ جس کو پتہ چل جائے کہ فلاں شخص آگ میں جا رہا ہے۔ اسے بچانے کی مکمل کوشش کرنی چاہیے اور پورے خلوص سے کرنی چاہیے۔

آیئے جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں۔ غور کریں۔

شرک سے پاک جماعت

جس جماعت میں شرک موجود ہے وہ جماعت حق پر نہیں ہو سکتی۔ میں نے ہر جماعت کو پرکھا ہے۔ ہر جماعت پر غور کیا ہے۔ ہر جماعت میں کسی نہ کسی رنگ سے شرک موجود ہے۔ پورے ملک میں اللہ کے فضل و کرم سے اگر کوئی جماعت شرک محفوظ ہے تو وہ صرف اہلحدیث ہیں۔

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ. قَالَ لَيْسَ كَمَا تَقُولُونَ لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ بِشِرْكٍ أَوَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

(صحیح بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا، حدیث نمبر: ۳۳۶۰)

ترجمہ:۔ علقمہ ﷺ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت اتری "جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی قسم کے ظلم کی ملاوٹ نہ کی" تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں ایسا کون ہوگا جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ واقعہ وہ نہیں جو تم سمجھتے

ہو "جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہ کی" (میں ظلم سے مراد) شرک ہے کیا تم نے لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو یہ نصیحت نہیں سنی کہ "اے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک بہت ہی بڑا ظلم ہے۔

اس آیت کو سامنے رکھ کر غور و فکر کرو۔ جس گروہ میں شرک نہیں ہوگا وہ گروہ سیدھے رستے والا ہوگا وہ گروہ ہدایت یافتہ ہوگا۔

اس ملک میں کوئی گروہ قبر کی پوجا کر رہا ہے۔ کوئی گروہ مٹی کی پوجا کر رہا ہے۔ کوئی درخت کی پوجا کر رہا ہے کوئی مردہ کی پوجا کر رہا ہے۔ کوئی زندہ کی پوجا کر رہا ہے۔

کسی نہ کسی طریقے سے ہر کوئی شرک کر رہا ہے۔ ہر قسم کے شرک سے اگر پاک ہے تو وہ اہلحدیث کا گروہ ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿82﴾

(الانعام آیت: ۸۲)

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو بڑے ظلم کے ساتھ نہیں ملایا یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔

عالم الغیب

میرے اندر ہزار خامیاں ہو سکتیں ہیں۔ میری جماعت میں سینکڑوں غلطیاں ہو سکتیں ہیں۔ خامیوں اور غلطیوں سے پاک کوئی نہیں۔ لیکن میرے عقیدے میں کوئی شرک نہیں۔ میرے عقیدے میں کوئی بدعت نہیں۔

اور شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کسی اور میں ماننا جس طرح وہ صفت اللہ تعالیٰ

میں موجود ہے اسی طرح دوسرے میں ماننا۔ مثلاً عالم الغیب اللہ کے علاوہ کوئی نہیں۔ تو اگر کسی دوسرے میں یہ صفت تسلیم کی جائے تو یہ اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿22﴾

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

میرا اعلان سن لو! کوئی عالم الغیب نہیں اللہ کے علاوہ۔

آج ہر کوئی کسی نہ کسی کو عالم الغیب سمجھے ہوئے ہے۔ جو کوئی یا رسول اللہ کے نعرے لگا رہا ہے وہ بھی عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں۔ میرے حالات سے واقف ہیں۔ اس لیے انہیں پکار رہا ہے کہ میری مدد کرو۔

جو یا علی کہہ رہا ہے وہ بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت علی میرے حالات سے آگاہ ہیں اسی لیے وہ کہہ رہا میری مدد کرو۔ کوئی پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو عالم الغیب سمجھ کر پکار رہا ہے کوئی کسی پیر کو عالم الغیب سمجھ رہا ہے۔ کہ فلاں شیخ میرے حالات واقعات سے خوب آگاہ ہیں۔

سنو اہلحدیث کا عقیدہ کیا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿22﴾

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور

کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا غیب جاننے والا کوئی نہیں۔ ظاہر بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ غیب بھی اللہ جانتا ہے۔

ایک درخت کے نیچے سارے ولی اکٹھے کر لو۔ سارے پیر ایک درخت کے نیچے اکٹھے کر لو۔ درخت کی ہر ٹہنی ان کے سامنے ہیں۔ سارا درخت سب کے سامنے ظاہر ہے۔ ان سے پوچھو گے بتاؤ اس درخت کے پتے کتنے ہیں کوئی ولی نہیں بتا سکتا کہ اس درخت کے پتے کتنے ہیں۔ ظاہر بھی اللہ جانتا ہے باطن بھی اللہ جانتا ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿59﴾

(سورۃ الانعام : آیت نمبر : ۵۹)

ترجمہ:۔ اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔ (سورہ الانعام آیت: ۵۹)

آپ ﷺ بتاتے ہی وحی سے ہیں

کوئی آدمی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ماضی اور مستقبل کے تمام واقعات بیان کیے ہیں۔

جواب:۔ میرے بھائی توجہ فرما! یہ سچ ہے آپ ﷺ نے آدم کے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ آپ ﷺ اس وقت وہاں موجود نہیں ہیں۔ نوح علیہ السلام کے واقعات بیان کیے

ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے واقعات بیان کیے ہیں موسیٰ علیہ السلام کا طور پر جانا بیان کیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا بیان کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل کے واقعات بھی بیان کیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین کی شہادت بیان کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کی صلح بیان کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت بیان کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے واقعات بیان کیے ہیں۔ لیکن یہ سب کے سب واقعات غیب نہیں۔ کیونکہ اللہ کا قرآن کہتا ہے:۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ﴿1﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ﴿2﴾ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿3﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿4﴾

(سورة النجم، آیت نمبر: ١ـ ٤)

ترجمہ:۔ قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے! کہ تمہارا ساتھی (رسول) نہ راہ بھولا ہے اور نہ غلط راستے پر چلا ہے۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے پہلے بولتے نہیں۔ وحی کے بغیر بولتے نہیں۔ جب وحی کے ذریعے آپ بتاتے ہیں تو پھر غیب نہیں رہتا۔

غیب کسے کہا جاتا ہے

غیب اسے کہتے ہیں۔ اگر آنکھوں سے دیکھنے کے بغیر بتایا جائے۔ غیب اسے کہتے ہیں اگر کان سے سنے بغیر بتایا جائے۔ غیب اسے کہتے ہیں اگر ناک سے سونگھنے کے بغیر بتایا جائے۔ غیب اسے کہتے ہیں اگر زبان سے چکھنے کے بغیر بتایا جائے۔ غیب اسے کہتے ہیں اگر ہاتھ سے چھونے کے بغیر بتایا جائے۔

جب کسی کے بتانے سے بتایا جائے تو اسے غیب نہیں کہتے۔ میرے سامنے یہ گلاس

پڑا ہوا ہے۔ آپ مجھ سے پوچھیں کہ اس گلاس میں پانی میٹھا ہے یا کڑوا ہے۔ میں چکھ کر بتاؤں تو یہ غیب نہیں یا مجھے کوئی بتائے کہ یہ پانی میٹھا ہے پھر میں آپ کو بتاؤں تو یہ غیب نہیں۔ غیب یہ ہے کہ میں اپنی طرف سے کسی کے بتانے کے بغیر بتاؤں۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سب کچھ بتا دیا تو یہ غیب نہیں رہتا۔ اللہ فرماتے ہیں۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿1﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿2﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿3﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿4﴾

(سورۃ النجم: آیت نمبر: ۱-۴)

ترجمہ:۔ قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے! کہ تمہارا ساتھی (رسول) نہ راہ بھولا ہے اور نہ غلط راستے پر چلا ہے۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

کوئی بھی عالم الغیب نہیں سوائے اللہ کے

میں مضمون کو آگے چلانا چاہتا ہوں۔ آدم علیہ السلام بھی عالم الغیب نہیں۔ نوح علیہ السلام بھی عالم الغیب نہیں۔ ابراہیم علیہ السلام عالم الغیب نہیں۔ یعقوب علیہ السلام اور یوسف بھی عالم الغیب نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بھی عالم الغیب نہیں

کوئی نبی عالم الغیب نہیں۔ کوئی ولی عالم الغیب نہیں۔ کوئی فرشتہ عالم الغیب نہیں۔ کوئی جن عالم الغیب نہیں۔

عالم الغیب صرف اللہ ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿65﴾

(سورہ النمل آیت: ٦٥)

ترجمہ:۔ کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے غیب نہیں جانتا اور وہ شعور نہیں رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿50﴾

(سورۃ الانعام: آیت نمبر: ٥٠)

ترجمہ:۔ کہہ دے میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اس کے پیچھے چلتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہہ کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے۔

فرشتوں کو علم غیب نہیں

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بتایا پھر انہیں تمام چیزوں کے نام بتائے پھر فرشتوں کو کہا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَي الْمَلٰۗىِٕكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِــُٔـوْنِىْ بِاَسْمَاۗءِ ھٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿﴾

(سورۃ البقرۃ: آیت نمبر ٣١)

ترجمہ:۔ اور سکھلا دیئے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے پھر سامنے کیا ان سب چیزوں کو فرشتوں کے پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر تم سچے ہو۔

فرشتوں نے کہا:۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿﴾

ترجمہ:۔ "انہوں نے کہا تو پاک ہے، ہمیں تو اس کے سوا کچھ علم نہیں جو تو نے ہمیں سکھایا، بے شک تو ہی سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔"

جھوٹے قصے نہ پڑھا کرو۔ جھوٹی کہانیاں نہ سنا کرو۔ ادھر اُدھر کی باتیں نہ سنا کرو۔ رب سچے کا قرآن سنا کرو مصطفیٰ ﷺ کی حدیث سنا کرو۔

جنات کو غیب کا علم نہیں

جن بھی غیب کا علم نہیں جانتے آج لوگوں نے بڑے جن مؤکل کیے ہوئی ہیں جو چوری بتا دیتے ہیں۔

ہمارے علاقے میں ایک عورت ہے جو چوری بتا دیتی ہے۔ اس عورت نے ایک جن مؤکل کیا ہے۔ ایک آدمی کی چوری ہو گئی۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ اس ملنگنی کے پاس آؤ جو چوری بتا دیتی ہے۔ اس آدمی نے پہلے تو کچھ پس و پیش کیا پھر کہنے لگا چلو۔

اس عورت کے پاس آئے۔ بڑھیا عورت تھی ملنگنی۔ اسے اپنی چوری کا واقعہ سنایا۔ دوران واقعہ اس کے گھر سے ایک بچی آئی اس نے کہا نانی اماں درانتی کہاں ہے مل نہیں رہی۔ اس نے کہا گھر کے کسی کونے میں ہو گی تلاش کر و مل جائے گی۔ وہ تھوڑی دیر بعد پھر آئی کہنے لگی درانتی نہیں مل رہی وہ نانی اماں کہنے لگی نہیں مل رہی تو میں کیا کروں مجھے تو علم نہیں۔ وہ لوگ جو چوری کا پوچھنے آئے تھے کہنے لگے چلو واپس چلتے ہیں۔ اسے تو درانتی کا علم نہیں اس نے ہمیں چوری کیا بتانی ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿22﴾

(سورۃ الحشر، آیت:۲۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور

کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

سلیمان علیہ السلام نے جنات کو کسی کام پر مامور کیا ہوا تھا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے۔ بیت المقدس کی تعمیر پر انہیں مامور کیا تھا۔ اور خود لاٹھی سے ٹیک لگا کر ان کی نگرانی کر رہے تھے۔ جنات دن رات عمل کرتے اور کام بھی پوری محنت سے کرتے کیونکہ سلیمان علیہ السلام انہیں دیکھ رہے تھے۔ اسی حالت میں سلیمان علیہ السلام کی موت واقع ہو گئی اور جنوں کو کوئی علم نہیں ہوا۔ لاٹھی پر ٹیک لگانے کی حالت ہی میں فوت ہونے کے بعد کھڑے رہے ہیں۔ جب زمین کے کیڑے نے لاٹھی کھانا شروع کیا۔ لاٹھی کو دیمک لگی اور سلیمان علیہ السلام نیچے گرے تب جنوں کو پتہ چلا کہ سلیمان علیہ السلام تو فوت ہو چکے ہیں۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿١٤﴾

(سورہ سبا آیت نمبر: ١٤)

ترجمہ:۔ پھر جب ہم نے اس پر موت کا فیصلہ کیا تو انہیں اس کی موت کا پتا نہیں دیا مگر زمین کے کیڑے (دیمک) نے جو اس کی لاٹھی کھاتا رہا پھر جب وہ گرا تو جنوں کی حقیقت کھل گئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے اس ذلیل کرنے والے عذاب میں نہ رہتے۔

جنات کہتے ہیں ہائے کاش!

ہم غیب جانتے ہوتے تو ہم اتنی محنت مشقت میں نہ لگے رہتے۔

لہٰذا پتہ چلا کوئی جن غیب نہیں جانتا۔ کوئی مؤکل غیب نہیں جانتا۔ سب جھوٹ بولتے ہیں۔ فلانا چوری بتاتا ہے۔ فلانا یہ بتاتا ہے وہ بتاتا ہے سب جھوٹ ہے۔ کوئی پیر فقیر

غیب نہیں جانتا۔ یہ آپ کے ایمان کے ڈاکوں ہے ان سے بچ جاؤ۔ اپنا عقیدہ بچالو۔ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جاننے والا۔ اگر اللہ کے علاوہ یہ غیب جانتے ہوتے چوری بتانے والے ہوتے تو پھر بتاؤ ملک میں چوریاں کون کرتا ہے؟ یہ چوریاں ڈکیتیاں کون کرتا ہے۔ دو ہی صورتیں ہیں یا تو یہ پیر فقیر منتھلیاں لیتے ہیں یا پھر یہ غیب نہیں جانتے۔ لہٰذا جان لو۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿22﴾

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

طارق جمیل کا ترجمہ

مولوی شریف کے دربار پر عرس کے موقعہ پر طارق جمیل نے خطاب کیا اور یا ایھا النبی کا ترجمہ کیا "اے غیب کی خبر بتانے والے نبی"۔ یہ کس کا ترجمہ ہے کیا یہ اہل حق کا ترجمہ ہے۔

طارق جمیل کی تقریر کے بعد اس دربار کے سجادہ نشین گدی نشین کے چند منٹ گفتگو کی اس میں اس نے کہا ہم لوگوں کو رائے ونڈ جانے سے منع کرتے تھے اب پتہ چلا ہے کہ ہمارا اور ان کا عقیدہ ایک ہے۔ لہٰذا رائے ونڈ جایا کرو۔ طارق جمیل نے ہمارے مغالطے دور کر دیے ہیں۔

ہم بھی کہتے ہیں واقعی تم دونوں ایک ہو۔

آج کے بعد اس مغالطہ میں کوئی نہ آئے۔

آپ کو پتہ ہے پچھلے سال وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی کی والدہ فوت ہوئیں۔ اس کی والدہ کی

وفات کے چالیس دن بعد طارق جمیل نے وہاں جا کر خطاب کیا۔ اور خطاب کے بعد دعا کی اس دعا میں کہا اے اللہ! وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی کی والدہ کو معاف کر دے۔ تجھے واسطہ ہے نبی کے خون کا۔

نبی کے خون کا واسطہ دینا یہ کون سی توحید ہے۔

اے اللہ! مجھے واسطہ ہے نبی کے اس خون کے قطرے کا جو احد کے میدان میں گرا تھا۔ پرویز الٰہی کی ماں کو معاف کر دے۔

یہ کیسی توحید ہے۔ کہاں گئی توحید؟

توحید پر قائم رہنا۔ اور خالص توحید کو اپنانا یہ صرف اہل حدیث کو شرف حاصل ہے۔ ہمارے عقیدے میں شرک نہیں ہمارے عقیدے میں بدعت نہیں۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی

اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔

سلیمان علیہ السلام کا لشکر جا رہا تھا۔ راستے میں چیونٹیوں کا گھر تھا۔ چیونٹیاں باہر نکلی ہوئیں تھیں۔ ایک چیونٹی سلیمان کا لشکر دیکھ کر کہتی ہیں۔

حَتّٰىٓ اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾

(سورۃ النمل آیت: ۱۸)

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر آئے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، کہیں سلیمان اور اس کے لشکر تمہیں کچل نہ دیں اور وہ خیال بھی نہ کرتے ہوں۔

چیونٹی کا عقیدہ ہے اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ چیونٹی کہتی ہے غیر شعوری میں

سلیمان علیہ السلام روند نہ ڈالے۔ یعنی جان بوجھ کر تو ہمیں نہیں روندیں گیں۔ لیکن غیر شعوری میں انہیں پتہ ہی نہ چلے اور وہ ہمیں روند ڈالیں۔

پتہ چلا کہ چیونٹی کا بھی عقیدہ یہی ہے اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔

چیونٹی کا چھوٹا سا سر ہے۔ اسے بات سمجھ میں آ گئی۔ لیکن مولوی کا اتنا بڑا سر ہے اسے بات سمجھ میں نہیں آئی۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿22﴾

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

ہدہد اور سیدنا سلیمان علیہ السلام

ایک اور چھوٹی سی سری والا پرندہ اس کا بھی عقیدہ یہی ہے کہ اللہ علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔ سلیمان نے پرندوں کی حاضری لگائی تو ہدہد کو غیب پایا تو بڑے غصے میں آ گئے کہنے لگے میں اسے بڑا سخت عذاب دوں گا یا اسے ذبح کر دوں گا ہاں البتہ واضح عذر کوئی پیش کرے گا تو ٹھیک ہے۔ سلیمان کو کوئی پتہ نہیں ہدہد کہاں ہے:

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾

(سورۃ النمل: آیت نمبر ۲۰)

ترجمہ:۔ اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہدہد کو یا ہے وہ غائب۔ اس کو سزا دوں گا سخت سزا، یا ذبح کر ڈالوں گا یا لائے میرے پاس

کوئی سند صریح۔

ہدہد سلیمان علیہ السلام کے پاس آکر کہتا ہے:

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝

(سورۃ النمل : آیت نمبر ۲۲)

ترجمہ:۔ "پس وہ کچھ دیر ٹھہرا، جو زیادہ نہ تھی پھر کہنے لگا میں نے اس بات کا احاطہ کیا ہے جس کا احاطہ تو نے نہیں کیا اور میں تیرے پاس سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں"۔

اے سلیمان علیہ السلام میں وہ جانتا ہوں جو آپ بھی نہیں جانتے ہدہد چھوٹے سے دماغ والا اسے بات سمجھ میں آگئی۔

لیکن بڑے دماغ والوں کو بڑے بڑے سر والوں کو بات سمجھ نہیں آتی۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿22﴾

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

قیامت کے دن پیغمبروں کا جواب

اب قرآن کی وہ آیت سنو جو تمام پیغمبروں کے متعلقہ ہے سب پیغمبروں کا عقیدہ ہے اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ

أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿109﴾

(سورہ المائدہ آیت: ۱۰۹)

ترجمہ: جس دن اللہ رسولوں کو جمع کرے گا پھر کہے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا؟ وہ کہیں گے ہمیں کچھ علم نہیں، بے شک تو ہی چھپی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

رسولوں سے پوچھا جائے گا تمہاری قومیں تمہارے بعد تمہیں پکارتی رہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ قوموں نے تمہیں کیا جواب دیا۔

رسول کہیں گے ہمیں کوئی علم نہیں۔

سب پیغمبروں کا عقیدہ ہے اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔

ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ساتویں سپارے میں ارشاد فرمادیا ہے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿50﴾

(سورہ الانعام: ۵۰)

ترجمہ: کہہ دے میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اس کے پیچھے چلتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہہ کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے۔

کتنے سادہ الفاظ ہیں ایک عام سوجھ بوجھ والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ آپ ﷺ

غیب نہیں جانتے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ خود فرما رہے ہیں:

لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ میں غیب نہیں جانتا۔

ایک دوسرے مقام میں فرمایا:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

(سورة الاعراف : آیت نمبر:۱۸۸)

ترجمہ:۔ "کہہ دے میں نہ اپنی جان کے کسی نفع کا مالک ہوں اور نہ نقصان کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ ایک ڈرانے والا ہوں اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔"

اگر میں غیب جانتا مجھے کبھی تکلیفیں پریشانیاں نہ آتیں مجھے مصائب نہ آتے۔

انبیاء اور اولیاء کی گستاخی یا غیب دانی

جو شخص عقیدہ رکھتا ہے نبی پاک ﷺ غیب جانتے ہیں۔ صحابہ کرام غیب جانتے ہیں۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہم غیب جانتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ غیب جانتے ہیں۔ وہ ان شخصیات کی عزت نہیں کرتا بلکہ توہین کرتا ہے۔

ایک آدمی مجھے کہنے لگا آپ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو نہیں مانتے۔ میں نے کہا کیا نہیں مانتے کہنے لگا آپ انہیں عالم الغیب نہیں مانتے۔ میں نے کہا تجھے پتا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ طبعی موت فوت ہوئے ہیں یا شہید ہوئے ہیں۔ کہنے لگا شہید ہوئے ہیں۔ میں

نے کہا کیسے شہید ہوئے ہیں۔ کہنے لگا نہیں زہر دیا گیا تھا۔ میں نے کہا نہیں زہر کا علم تھا یا نہیں۔ سوچ میں پڑ گیا بالآخر کہنے لگا علم نہیں تھا۔ میں نے کہا علم نہیں تھا تو پھر میرے والا عقیدہ ثابت ہو گیا۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿22﴾

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

اگر وہ کہے کہ علم نہیں تھا تو عالم الغیب والا عقیدہ ختم ہو گیا اگر وہ کہے کہ علم تھا یہ زہر ہے۔ زہر سمجھ کر پیا تھا تو پھر شہادت نہیں بنتی۔ کیوں کہ شہادت تب بنتی ہے جب علم نہ ہو کہ میں زہر پی رہا ہوں، جب علم ہو تو پھر خود کشی ہے، اور کسی ولی کے متعلق یہ کہنا کہ اس نے خود کشی کی ہے۔ یہ ولی کی توہین ہے۔ غیب دانی کا دعویٰ ولی کی توہین ہے۔ شہادت تب بنتی ہے جب عقیدہ ہو۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿22﴾

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

رسول اللہ کی عزت، عالم الغیب کی نفی میں

اللہ تعالیٰ کے متعلق عالم الغیب کا عقیدہ اور امام الانبیاء سے علم غیب کی نفی والا عقیدہ

ہم نے اس لیے اختیار کیا ہے کہ اس میں امام الانبیاء ﷺ کی عزت مقام محفوظ رہتا ہے۔

سب مسلک والوں کا عقیدہ ہے جب پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لی جائے۔ مجھے ذرا یہ تو سمجھاؤ کہ تیمم کی آیات نازل کب ہوئیں تھیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(سورۃ المائدہ : آیت نمبر : ٦)

ترجمہ:۔ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھو لو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھو لو اور اگر جنبی ہو تو غسل کر لو اور اگر بیمار ہو یا کسی سفر پر یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو، پھر کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو، پس اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے اور لیکن چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور تاکہ وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرے، تاکہ تم شکر کرو“

نبی ﷺ ایک سفر میں جا رہے تھے۔ اماں عائشہ ؓ بھی ساتھ تھیں۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ وہاں عائشہ صدیقہ ؓ کا ہار گم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ ؓ کو حکم دیا۔ عائشہ ؓ کا ہار گم ہو گیا تلاش کرو۔ صحابہ ؓ نے ہار تلاش کرنا شروع کر دیا۔ ادھر نماز کا وقت ہو گیا۔

اور صحابہ کے پاس پانی کوئی نہیں تھا۔ اور نہ اس جگہ کہیں پانی تھا۔

کچھ صحابہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا۔ تیری بیٹی نے ہار گم کر دیا ہے ادھر نماز کا وقت ہو گیا۔ نہ ہمارے پاس پانی ہے اور نہ اس جگہ پانی ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو گھونسہ لگایا اور ڈانٹا کہ تیری وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نماز جا رہی ہے۔ ابھی یہ باتیں ہو رہیں کہ آسمان سے وحی نازل ہوئی۔ کہ اگر پانی نہ پاؤ تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لو۔

صحابہ کرام ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہنے لگے آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کی وجہ سے کتنے ہی احکام نازل ہوئے ہیں۔ جس میں آسانیاں اور برکتیں ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے تیمم کر کے نماز پڑھی۔ ہار نہ ملا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا چلو ہم چلتے ہیں۔ جب قافلہ چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ اٹھایا تو نیچے سے ہار مل گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي

خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنْ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ

(صحيح بخاري : كتب التيمم ، باب ولم تجدو ماء ، حديث : ٣٣٤)

ترجمہ:۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ نے بتلایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض سفر (غزوۂ بنوالمصطلق) میں تھے۔ جب ہم مقام بیداءیاذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار کھو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش میں وہی ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے۔ لیکن وہاں پانی کہیں قریب میں نہ تھا۔ لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کام کیا؟ کہ رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں کو ٹھہرا دیا ہے اور پانی بھی کہیں قریب میں نہیں ہے اور نہ لوگوں ہی کے ساتھ ہے۔" پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ فرمانے لگے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں کو روک لیا حالانکہ قریب میں کہیں پانی بھی نہیں ہے اور نہ لوگوں کے پاس ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ والد ماجد (رضی اللہ عنہ) مجھ پر خفا ہوئے اور اللہ نے جو چاہا انہوں نے مجھے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا اس وجہ سے میں حرکت بھی نہیں کر سکتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ جب صبح کے وقت

اٹھے تو پانی کا پتہ تک نہ تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری اور لوگوں نے تیمم کیا اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اے آل ابی بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے“۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا۔ پھر ہم نے اس اونٹ کو ہٹایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے مل گیا۔

اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے تو پھر یہ سارا واقعہ ایک ڈرامہ بنتا ہے۔ حقیقت اس کی کچھ بھی نہیں بنتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ویسے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کو وہاں کھپاتے رہے کہ ہار تلاش کرو۔ نعوذ باللہ۔ یہ واقعہ دین تب بنتا ہے جب یہ عقیدہ اپناؤ۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿22﴾

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان

نبی ایک سفر سے واپس آرہے تھے۔ صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں نے تہمت لگائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ کے قریب پریشان رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیتے رہے عائشہ پریشان رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ علم تھا تو کیا آپ یہ سب کچھ جان بوجھ کر رہے تھے کیا ایسا کرنا پیغمبر کی شان کے لائق ہے۔

صحیح بخاری کی روشنی میں حضرت عائشہ کی زبان سے سارا واقعہ سنو:

ترجمہ:۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ قصہ بیان کیا، جب تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی لیکن

اللہ تعالیٰ نے خود انہیں اس سے بری قرار دیا۔

زہری نے بیان کیا (کہ زہری سے بیان کرنے والے، جن کا سند میں زہری کے بعد ذکر ہے) تمام راویوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا ایک ایک حصہ بیان کیا تھا، بعض راویوں کو بعض دوسرے راویوں سے حدیث زیادہ یاد تھی اور وہ بیان بھی زیادہ بہتر طریقہ پر کر سکتے تھے۔ بہر حال ان سب راویوں سے میں نے یہ حدیث پوری طرح محفوظ کر لی تھی جسے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے تھے۔ ان راویوں میں ہر ایک کی روایت سے دوسرے راوی کی تصدیق ہوتی تھی۔

ان کا بیان تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس کا پانسہ نکلتا، سفر میں وہی آپ کے ساتھ جاتی۔

چنانچہ ایک غزوہ کے موقع پر جس میں آپ بھی شرکت کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ ڈلوایا اور میرا نام نکلا۔ اب میں آپ کے ساتھ تھی۔ یہ واقعہ پردے کی آیت کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ خیر میں ایک ہودج میں سوار رہتی، اسی میں بیٹھے بیٹھے مجھ کو اتارا جاتا تھا۔ اس طرح ہم چلتے رہے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے، تو ایک رات آپ نے کوچ کروایا۔ میں یہ حکم سنتے ہی اٹھی اور لشکر سے آگے بڑھ گئی۔ جب حاجت سے فارغ ہوئے تو کجاوے کے پاس آ گئی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو میرا ظفار کے کالے نگینوں کا ہار موجود نہیں تھا۔ اس لئے میں وہاں دوبارہ پہنچی (جہاں قضاء حاجت کے لئے گئی تھی) اس عرصے میں وہ اصحاب جو مجھے سوار کراتے تھے، آئے اور میرا ہودج اٹھا کر میرے اونٹ پر رکھ دیا وہ یہی سمجھے کہ میں اس میں بیٹھی ہوں۔ ان دنوں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، بھاری بھر کم نہیں۔ گوشت ان میں زیادہ نہیں رہتا تھا کیونکہ بہت معمولی غذا کھاتی تھیں۔ اس لئے ان

لوگوں نے جب ہودج کو اٹھایا تو انہیں اس کے بوجھ میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ میں یوں بھی نو عمر لڑکی تھی۔ چنانچہ اصحاب نے اونٹ کو ہانک دیا اور خود بھی اس کے ساتھ چلنے لگے۔ جب لشکر روانہ ہو چکا تو مجھے اپنا ہار ملا اور میں پڑاؤ کی جگہ آئی۔ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اس لئے میں اس جگہ گئی جہاں پہلے میرا قیام تھا کہ جب وہ لوگ مجھے نہیں پائیں گے تو یہیں لوٹ کے آئیں گے۔ (اپنی جگہ پہنچ کر) میں یوں ہی بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔

صفوان بن معطل سلمی ثم زکوانی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے تھے (جو لشکریوں کی گری پڑی چیزوں کو اٹھا کر انہیں ان کے مالک تک پہنچانے کی خدمت کے لئے مقرر تھے) وہ میری طرف سے گزرے تو ایک سوئے ہوئے انسان کا سایہ نظر پڑا اس لئے اور قریب پہنچے پردہ کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ ان کے اناللہ پڑھنے سے میں بیدار ہو گئی۔ آخر انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے اگلے پاؤں کو موڑ دیا (تاکہ بلا کسی مدد کے میں خود سوار ہو سکوں) چنانچہ میں سوار ہو گئی، اب وہ اونٹ پر مجھے بٹھائے ہوئے خود اس کے آگے آگے چلنے لگے۔ اسی طرح ہم جب لشکر کے قریب پہنچے تو لوگ بھری دوپہر میں آرام کے لئے پڑاؤ ڈال چکے تھے۔ (اتنی ہی بات تھی جس کی بنیاد پر) جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا اور تہمت کے معاملہ میں پیش پیش عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) تھا۔

پھر ہم مدینہ آگئے اور میں ایک مہینے تک بیمار رہی۔ تہمت لگانے والوں کی باتوں کا خوب چرچا ہو رہا تھا۔ اپنی اس بیماری کے دوران مجھے اس سے بھی بڑا شبہ ہوتا تھا کہ ان دنوں رسول اللہ کا وہ لطف و کرم بھی میں نہیں دیکھتی تھی جن کا مشاہدہ اپنی پچھلی بیماریوں میں کر چکی تھی۔ پس اب آپ جب آتے تو سلام کرتے اور صرف اتنا دریافت فرما لیتے، مزاج کیسا ہے؟ جو باتیں تہمت لگانے والے پھیلا رہے تھے ان میں سے کوئی بات مجھے

معلوم نہیں تھی۔

جب میری صحت کچھ ٹھیک ہوئی تو (ایک رات) میں ام مسطح رضی اللہ عنہا کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ یہ ہماری قضاء حاجت کی جگہ تھی، ہم یہاں صرف رات ہی میں آتے تھے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب ابھی ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں بنے تھے۔ میدان میں جانے کے سلسلے میں (قضاء حاجت کے لئے) ہمارا طرز عمل قدیم عرب کی طرح تھا، میں اور ام مسطح بنت ابی رہم رضی اللہ عنہ چل رہے تھے کہ وہ اپنی چادر میں الجھ کر گر پڑیں اور ان کی زبان سے نکل گیا، مسطح برباد ہو میں نے کہا، بری بات آپ نے اپنی زبان سے نکالی، ایسے شخص کو برا کہہ رہی ہیں آپ، جو بدر کی لڑائی میں شریک تھا۔ وہ کہنے لگیں، اے! جو کچھ ان سب نے کہا ہے وہ آپ نے نہیں سنا، پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی ساری باتیں سنائیں اور ان باتوں کو سن کر میری بیماری اور بڑھ گئی۔ میں جب اپنے گھر واپس ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور دریافت فرمایا، مزاج کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے والدین کے یہاں جانے کی اجازت دیجئے۔ اس وقت میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تحقیق کروں گی۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے جانے کی اجازت دے دی اور میں جب گھر آئی تو میں نے اپنی والدہ (ام رومان رضی اللہ عنہا) سے ان باتوں کے متعلق پوچھا، جو لوگوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ انہوں نے فرمایا، بیٹی! اس طرح کی باتوں کی پروانہ کر، خدا کی قسم! شاید ہی ایسا ہو کہ تجھ جیسی حسین وخوبصورت عورت کسی مرد کے گھر میں ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، پھر بھی اس طرح کی باتیں پھیلائی نہ جایا کریں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! (سوکنوں کا کیا ذکر) وہ تو دوسرے لوگ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ رات میں نے وہیں گزاری، صبح تک میرے آنسو نہیں تھمتے تھے اور نہ نیند آئی۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیوی کو جدا کرنے کے سلسلے میں مشورہ کرنے کے لئے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ کیونکہ وحی (اس سلسلے میں) اب تک نہیں آئی تھی۔

اسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی بیویوں سے آپ کی محبت کا علم تھا۔ اس لئے اسی کے مطابق مشورہ دیا اور کہا آپ کی بیوی یا رسول اللہ ﷺ! واللہ، ہم ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں کی ہے، عورتیں ان کے سوا بھی بہت ہیں۔ باندی سے بھی آپ دریافت فرمالیجئے، وہ سچی بات بیان کریں گی۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا (جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی خاص خادمہ تھی) اور دریافت فرمایا، بریرہ! کیا تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے تمہیں شبہ ہوا ہو۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے ان میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس کا عیب میں ان پر لگا سکوں۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ نو عمر لڑکی ہیں آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں پھر بکری آتی ہے اور کھا لیتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی دن (منبر پر) کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی ابن سلول کے بارے میں مدد چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ایک ایسے شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیت اور تکلیف دہی کا سلسلہ اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ چکا ہے۔ اللہ کی قسم، اپنی بیوی کے بارے میں خیر کے سوا اور کوئی چیز مجھے معلوم نہیں۔ پھر نام بھی اس معاملے میں انہوں نے ایک ایسے آدمی کا لیا ہے جس کے متعلق بھی میں خیر کے

سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ خود میرے گھر میں جب بھی وہ آئے ہیں تو میرے ساتھ ہی آئے۔ (یہ سن کر) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ واللہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص (جس کے متعلق تہمت لگانے کا آپ نے اشارہ فرمایا ہے) اوس قبیلہ سے ہوگا تو ہم اس کی گردن مار دیں گے (کیونکہ سعد رضی اللہ عنہ خود قبیلہ اوس کے سردار تھے) اور اگر وہ خزرج کا آدمی ہوا، تو آپ ہمیں حکم دیں، جو بھی آپ کا حکم ہوگا ہم تعمیل کریں گے۔ اس کے بعد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے اب تک بہت صالح تھے۔ لیکن اس وقت (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بات پر) حمیت سے غصہ ہوگئے تھے اور (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے) کہنے لگے خدا کے دوام وبقا کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو، نہ تم اسے قتل کر سکتے ہو اور نہ تمہارے اندر اس کی طاقت ہے۔ پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی) اور کہا، خدا کی قسم! ہم اسے قتل کر دیں گے (اگر رسول اللہ ﷺ کا حکم ہوا) کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ تم بھی منافق ہو۔ کیونکہ منافقوں کی طرفداری کر رہے ہو۔ اس پر اوس وخزرج دونوں قبیلوں کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھنے ہی والے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جو ابھی تک منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ منبر سے اترے اور لوگوں کو نرم کیا۔ اب سب لوگ خاموش ہوگئے اور آپ بھی خاموش ہوگئے۔ میں اس دن بھی روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ نیند آتی تھی۔

پھر میرے پاس میرے ماں باپ آئے۔ میں دو راتوں اور ایک دن سے برابر روتی رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرے دل کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ ماں باپ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انصاری عورت نے اجازت چاہی اور میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ ہم سب

اسی طرح تھے کہ رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ جس دن سے میرے متعلق وہ باتیں کہی جا رہی تھیں جو کبھی نہیں کہی گئیں تھیں۔ اس دن سے میرے پاس آپ نہیں بیٹھے تھے۔

آپ ﷺ ایک مہینے تک انتظار کرتے رہے تھے۔ لیکن میرے معاملے میں کوئی وحی آپ پر نازل نہیں ہوئی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے تشہد پڑھی اور فرمایا، عائشہ! تمہارے متعلق مجھے یہ یہ باتیں معلوم ہوئیں۔ اگر تم اس معاملے میں بری ہو تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری برأت ظاہر کر دے گا اور تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہو اور اس کے حضور توبہ کرو کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جونہی آپ ﷺ نے اپنی گفتگو ختم کی، میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ اب ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے میرے متعلق کہیے۔ لیکن انہوں نے کہا، قسم اللہ کی! مجھے نہیں معلوم کہ آنحضرت ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ میں نے اپنی ماں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا، اس کے متعلق آنحضور ﷺ سے آپ ہی کچھ کہیے۔ انہوں نے بھی یہی فرمادیا کہ قسم اللہ کی! مجھے معلوم نہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے کیا کہنا چاہیے۔ میں نوعمر لڑکی تھی قرآن مجھے زیادہ یاد نہیں تھا۔ میں نے کہا اللہ گواہ ہے، مجھے معلوم ہوا کہ آپ لوگوں نے بھی لوگوں کی افواہ سنی ہیں اور آپ لوگوں کے دلوں میں وہ بات بیٹھ گئی ہے اور اس کی تصدیق بھی آپ لوگ کر چکے ہیں، اس لیے اب اگر میں کہوں کہ میں (اس بہتان سے) بری ہوں، اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں واقعی اس سے بری ہوں تو آپ لوگ میرے اس معاملے میں تصدیق نہیں کریں گے۔ لیکن اگر میں (گناہ کو) اپنے ذمہ لے لوں، حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں، تو آپ لوگ میری بات کی

تصدیق کردیں گے۔

قسم اللہ کی! میں اس وقت اپنی اور آپ لوگوں کی کوئی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے والد (یعقوب علیہ السلام) کے سوا نہیں پاتی کہ انہوں نے بھی فرمایا تھا"پس صبر جمیل" صبر ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم کہتے ہو اس معاملے میں میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے"۔

اس کے بعد بستر پر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور مجھے امید تھی کہ خود اللہ تعالیٰ میری براءت کرے گا۔ لیکن میرا یہ خیال کبھی نہ تھا کہ میرے متعلق وحی نازل ہوگی۔ میری اپنی نظر میں حیثیت اس سے بہت معمولی تھی کہ قرآن مجید میں میرے متعلق کوئی آیت نازل ہو۔ ہاں مجھے اتنی امید ضرور تھی کہ آپ کوئی خواب دیکھیں گے جس میں اللہ تعالیٰ مجھے بری فرمادے گا۔ اللہ گواہ ہے کہ ابھی آپ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے اور نہ اس وقت گھر میں موجود کوئی باہر نکلا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور (شدت وحی سے) آپ جس طرح پسینے پسینے ہو جایا کرتے تھے وہی کیفیت آپ کی اب بھی تھی۔ پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح آپ کے جسم مبارک سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ جب وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ ہنس رہے تھے اور سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا، وہ یہ تھا:

اے عائشہ! اللہ کی حمد بیان کر کہ اس نے تمہیں بری قرار دے دیا ہے۔

میری والدہ نے کہا بیٹی جا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر کھڑی ہو جا۔

میں نے کہا، نہیں قسم اللہ کی میں آپ کے پاس جا کر کھڑی نہ ہوں گی اور میں تو صرف اللہ کی حمد و ثنا کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی "جن لوگوں نے تہمت تراشی کی ہے۔ وہ تم ہی میں سے کچھ لوگ ہیں۔" جب اللہ تعالیٰ نے میری براءت میں یہ آیت نازل فرمائی، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے اخراجات قرابت کی

وجہ سے خود ہی اٹھاتے تھے کہا کہ قسم اللہ کی اب میں مسطح پر کبھی کوئی خرچ نہیں کروں گا کہ وہ بھی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں شریک تھا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"تم میں سے صاحب فضل و صاحب مال لوگ قسم نہ کھائیں۔ اللہ کے ارشاد غفور رحیم تک"۔ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

خدا کی قسم!بس میری یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کر دے۔ چنانچہ مسطح رضی اللہ عنہ کو جو آپ پہلے دیا کرتے تھے وہ پھر دینے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا ام المؤمنین) سے بھی میرے متعلق پوچھا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ زینب!تم عائشہ کے متعلق کیا جانتی ہو؟اور کیا دیکھا ہے؟انہوں نے جواب دیا میں اپنے کان اور اپنی آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں (کہ جو چیز میں نے دیکھی ہو یا سنی ہو وہ آپ سے بیان کرنے لگوں) خدا گواہ ہے کہ میں نے ان میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا۔عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہی میری برابر کی تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں تقویٰ کی وجہ سے بچالیا۔

(صحیح بخاری: کتاب الشهادات، باب تعديل النساء بعضهن بعضا، حديث:٢٦٦١)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن پریشان رہے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیتے رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا۔اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کئی دن روتی رہیں۔

کیا یہ سارا واقعہ ایک ڈرامہ تھا؟اس کا حقیقت سے کوئی تعلق بھی ہے کہ نہیں۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ویسے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیتے رہے۔عائشہ رضی اللہ عنہا ویسے ہی روتی رہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کیسے بچاؤ گے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کیسے بچاؤ گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت تب ہی بچتی ہے جب یہ عقیدہ اختیار کرو۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ

الرَّحِیۡمُ ﴿22﴾ تو یعقوب علیہ السلام کو خبر تھی اپنے بیٹے یوسف پر

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

حقیقت کا علم تب ہی ہوا ہے جب آسمان سے جبریل آئے ہیں۔

اسماعیل علیہ السلام کی قربانی اور غیب دانی

لوگو! ایک مسئلہ تو مجھے سمجھاؤ۔ اگر ابراہیم علیہ السلام کو بھی علم تھا کہ بیٹے نے ذبح نہیں ہونا۔ اور بیٹے اسماعیل کو بھی علم تھا کہ میں نے ذبح نہیں ہونا تو یہ سارا واقعہ قربانی بنا کر دیکھاؤ۔ قربانی تب بنے گی جب یہ عقیدہ ہو۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ﴿22﴾

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

قربانی تب بنتی ہے جب عقیدہ ہو کہ ابراہیم کو علم نہیں تھا اسماعیل کو علم نہیں وہ ذبح کرنے کے لئے بالکل تیار تھے اور اسماعیل لیٹ کر ذبح ہونے کو بالکل تیار تھے۔

زہر آلود بکری کا گوشت

خیبر کے موقعہ میں ایک یہودیہ عورت نے ایک کی دعوت کی۔ دستر خوان لگا دیا۔ آپ ﷺ تشریف لائے آپ کے ساتھ صحابہ کرام بھی تشریف فرما ہیں۔ دستر خوان پر اس نے زہر آلود گوشت رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے اس گوشت سے کھانا

شروع کر دیا۔ آپ تین چار لقمے کھا لیے۔ آسمان سے جبریل آمین آئے انہوں نے کہا آقا نہ کھایئے اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو بھی منع کر دیا۔ ایک صحابی نے کچھ لقمے زیادہ لے لیے وہ تڑپ کر شہید ہو گئے۔

بعض روایات میں اس طرح بھی ہے خیبر کی فتح کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مطمئن اور یکسو ہو چکے تو اسلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے آپ ﷺ کے پاس بھنی ہوئی بکری کا ہدیہ بھیجا۔ اس نے پوچھ رکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کون سا عضو زیادہ پسند کرتے ہیں، اور اسے بتایا گیا تھا کہ دستہ، اس لیے اس نے دستے میں خوب زہیر ملا دیا تھا اور اس کے بعد بقیہ حصہ بھی زہر آلود کر دیا تھا پھر اسے لے کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ کے سامنے رکھا تو آپ ﷺ نے دستہ اٹھا کر اس کا ایک ٹکڑا چبایا لیکن نگلنے کے بجائے تھوک دیا۔ پھر فرمایا کہ یہ ہڈی مجھے بتلا رہی ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے زینب کو بلایا تو اس نے اقرار کر لیا۔ آپ نے پتہ چھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا میں نے سوچا کہ اگر یہ بادشاہ ہے تو ہمیں اس سے راحت مل جائے گی اور اگر نبی ہے تو اسے خبر دے دی جائے گی۔ اس پر آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔

اس موقع پر آپ کے ساتھ حضرت بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے ایک لقمہ نگل لیا تھا جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہو گئی۔

روایات میں اختلاف ہے کہ آپ ﷺ نے اس عورت کو معاف کر دیا تھا یا قتل کر دیا تھا تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ پہلے تو آپ ﷺ نے معاف کر دیا تھا لیکن حضرت بشر رضی اللہ عنہ کی موت واقع ہو گئی تو پھر قصاص کے طور پر قتل کر دیا۔

آپ ﷺ کو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکلیف گوارہ نہیں تھی۔ کیا آپ ﷺ نے جانتے بوجھتے صحابہ رضی اللہ عنہم کو زہر کھلایا ہے۔ دستر خوان پر لانے والے نبی پاک ﷺ تھے۔ آپ کیسے

رحمۃ للعالمین بن گئے؟

کیا جب اس عورت نے زہر ملایا آپ ﷺ وہاں موجود تھے؟ حاظر ناظر تھے؟ جب اس نے دستر خوان پر گوشت رکھا آپ کو سب علم تھا؟ آپ نے جان بوجھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو گوشت کھلایا۔ یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے قاتل آپ ﷺ تھے؟ یا پھر یہ عقیدہ بنالو۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿22﴾

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ:۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔

ستر قراء کرام کی شہادت

رعل اور ذکوان قبیلے کے لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے انہوں نے کہا ہم اسلام قبول کر چکے ہیں آپ ہماری قوم کی اصلاح کیلئے کچھ قراء کرام عالم لوگوں کو بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے آپ ﷺ نے ان کے کہنے پر ستر قراء کرام ان کے ساتھ روانہ کر دیا انہوں نے اپنے علاقے میں جا کر انہیں قتل کر دیا۔ نبی ﷺ بہت پریشان ہوئے ایک مہینہ پورا آپ نے ان کے خلاف بددعا کی قنوت نازلہ کی۔ اگر آپ غیب دان تھے تو کیا آپ نے جانتے بوجھتے انہیں روانہ کیا ہے، اس سے بڑی گستاخی اور کیا ہو سکتی ہے کہ نبی پاک ﷺ کو ۷۰ ستر قراء کا قاتل قرار دیا جائے کیا یہ گستاخی نہیں؟

سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ـ رضى الله عنه ـ عَنِ الْقُنُوتِ، فِي الصَّلاَةِ فَقَالَ نَعَمْ ‏.‏ فَقُلْتُ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ ‏.‏ قُلْتُ فَإِنَّ فُلاَنًا

أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَهُ، قَالَ كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، أَنَّهُ كَانَ بَعَثَ نَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ، وَهُمْ سَبْعُونَ رَجُلاً إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَهْدٌ قِبَلَهُمْ فَظَهَرَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَهْدٌ، فَقَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ

(صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع، حدیث ٤٠٩٦)

ترجمہ:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت کے بارے میں پوچھا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟ انہوں نے کہا کہ رکوع سے پہلے۔ میں نے عرض کی کہ فلاں صاحب نے آپ ہی کا نام لے کر مجھے بتایا کہ قنوت رکوع کے بعد ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے غلط کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینے تک قنوت پڑھی۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو جو قاریوں کے نام سے مشہور تھی اور جو ستر کی تعداد میں تھے مشرکین کے بعض قبائل کے یہاں بھیجا تھا۔ مشرکین کے ان قبائل نے حضور اکرم ﷺ کو ان صحابہ کے بارے میں پہلے حفظ وامان کا یقین دلایا تھا لیکن بعد میں یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس جماعت پر غالب آگئے (اور غداری کی اور انہیں شہید کردیا) رسول کریم ﷺ نے اسی موقع پر رکوع کے بعد ایک مہینے تک قنوت پڑھی تھی اور اس میں ان مشرکین کے لئے بددعا کی تھی۔

آپ ﷺ کی عزت تب ہی محفوظ رہتی ہے جب یہ عقیدہ بناؤ کہ آپ ﷺ کو علم نہیں تھا کہ انہوں نے جاکر قتل کرنا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿22﴾

(سورہ الحشر آیت:۲۲)

ترجمہ:۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔



آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد

کیا کوئی آدمی لا الہ الا اللہ پڑھنے کے بعد محمد ابن عبداللہ پڑھے وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بارہ (۱۲) ربیع الاول کو بڑے جوش و خروش سے نعرے لگائے گئے آمد مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کی آمد ہوئی ہے۔ اور آپ ﷺ کی آمد مرحبا بھی ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے آپ ﷺ کی آمد کیوں ہوئی ہے؟

آپ ﷺ کی آمد کے صرف نعرے ہی لگائے گئے ہیں یا یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ کی آمد ہوئی کیوں ہے؟

آپ ﷺ کو بلانے کے لئے نعرے لگائے بھی گئے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے آپ کو کیوں بلاتے ہو۔ آپ کیوں مبعوث ہوئے؟ آمد مصطفیٰ کے بعد ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں، آپ کے حقوق ہم پر کیا ہیں؟ کیا صرف آمد مصطفیٰ کے نعرے لگانے سے ہی سارا کام ختم ہو جائے گا؟ نہیں، بلکہ آمد مصطفیٰ کا ایک مقصد ہے بعثت مصطفیٰ کا مقصد ہے۔ اور وہ یہ ہے: کہ آپ ﷺ کی اطاعت کی جائے آپ ﷺ مطاع بن کر آئے ہیں

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ......

(سورة النساء : آیت نمبر ٦٤)

ترجمہ:۔ ”اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے

اس کی فرماں برداری کی جائے"۔

رسول کی آمد کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے۔ ان کی اتباع کی جائے رسول کہا ہی اسے جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نبوت دے کر اس لیے بھیجیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات لوگوں تک پہنچائے۔ تبلیغ اور رسالت کا سلسلہ شروع کر دے۔

رسول کی تعریف

هُوَ بَشَرٌ بَعَثَهُ اللّٰهَ لِتَبْلِيْغِ الْاَحْكَام

وہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کی خاطر مبعوث فرمائے اس کو رسول کہتے ہیں رسول کی تعریف سے ہی یہ بات سمجھ میں آگئی کہ رسول کا مقصد لوگوں تک اللہ کی بات پہنچانا ہے اور رسول ہوتا ہی انسان ہے۔ رسول کی تعریف میں جن اور فرشتے اور نور کا لفظ نہیں آتا۔

آپ ﷺ کا سب سے بڑا کمال منصب رسالت ہے

ہم نے نبی کو محمد رسول اللہ ﷺ تسلیم کیا ہے۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ بشر ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر پیغامات بھیجنے کے لئے مبعوث کیا ہے۔

ہم نے نبی ﷺ کو عوام میں یہ متعارف کروایا ہے کہ آپ رحمت ہیں۔ آپ صاحب خلق عظیم ہیں۔ آپ بڑے بڑے معجزات کے مالک ہیں۔ ہم نے متعارف کروایا ہے کہ آپ کی ولادت کی بڑی خوشی ہے آپ کی زلفیں بڑی اعلیٰ ہیں۔ ہم نے متعارف کروایا ہے کہ آپ ﷺ کا حسن و جمال بڑا پیارا تھا۔ آپ ﷺ جیسا حسین و جمیل کوئی نہیں آپ صداقت و امانت کے پیکر تھے۔

لیکن ہم اس انداز سے آپ ﷺ کا تعارف ہی امت کو نہیں کروا سکے جو آپ ﷺ کا اصل مقام تھا جس مقصد کے لئے آپ ﷺ مبعوث ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کا اصل مقصدِ

بعثت کیا ہے۔

آپ ﷺ کے حسن وجمال کا تذکرہ کرنا کمال نہیں۔ کیونکہ اس کا تذکرہ مشرکین نے بھی کیا ہے۔ آپ ﷺ کی امانت ودیانت کا ذکر کرنا کمال نہیں اس کا تذکرہ مشرکین نے بھی کیا ہے کمال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد رسول اللہ ﷺ اللہ ثابت کیا جائے آپ کے رسالت والے مقام کو سمجھا جائے آپ ﷺ کے رسول ہیں۔ اور جس کو رسول تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس کے علاوہ کسی کی بات نہیں مانتے۔ پھر کسی اور کو بڑا نہیں مانتے۔ کوئی سرکار نہیں بنائی جاتی ہے۔

وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں جو آج ہزاروں سرکاریں بنا کر ان کی غلامی کر رہے ہیں۔

ہزاروں پیروں کے غلام ہیں۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ کل کائنات میں سرکار صرف ایک ہے آقا بھی ایک ہے۔ پیر بھی ایک ہے اور وہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ۔

آپ کے علاوہ ساری کائنات غلام ہے، غلام کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ سرکار کہلوائے کسی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ آقا کہلوائے، کسی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ مرشد کہلوائے۔ کسی کو کوئی حق نہیں حاصل کہ پیر کہلوائے۔ جو شخص یہ کہے کہ میں سرکار ہوں وہ دھوکے باز ہے جو شخص یہ کہے کہ میں پیر ہوں وہ دھوکے باز ہے۔

جو شخص کہے کہ میرے ہاتھ پر بیعت کرو وہ دھوکے باز ہے۔

قیامت تک سرکار محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

قیامت تک آقا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

گستاخ اہل حدیثوں کو کہا جاتا ہے۔ اور سرکاریں خود بنائیں ہوئیں ہیں، آج گستاخ اہل حدیثوں کو کہا جاتا ہے اور مرشد خود بنائے ہوئے ہیں۔ آج گستاخ اہل حدیثوں کو کہا جاتا ہے اور بیعت خود غیروں کی کرتے ہیں۔ آج گستاخ اہل حدیثوں کو کہا جاتا ہے اور امام خود

بنائے ہوئے ہیں۔

اس کائنات میں اگر کوئی سچا مذہب ہے تو وہ اہل حدیث ہے جس نے محمد ﷺ کے علاوہ نہ کسی کو آقا بنایا، نہ کسی کو سرکار بنایا، نہ کسی کو امام بنایا، امام بھی ایک ہے، سرکار بھی ایک ہے، مرشد بھی ایک ہے اور وہ ہے محمد رسول ﷺ۔

آج جتنے بھی گمراہ فرقے ہیں ان کی بنیادی خرابی یہ ہے کہ انہوں نے نبی کو وہ حیثیت نہیں دی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے۔ آپ کا حسن جمال۔ مقام، عظمت، شان بیان کرتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں۔ آپ واقعی حسن وجمال والے تھے آپ ﷺ کے دندان کا تذکرہ کریں گے، آپ ﷺ کے معجزات کا تذکرہ کریں گے، آپ ﷺ کے کمالات کا تذکرہ کریں گے۔ آپ ﷺ کی شان عظمت اور رفعت کا تذکرہ کریں گے۔ لیکن وہ چیز بیان نہیں کریں گے جس کی وجہ سے ہم مسلمان ہوئے ہیں۔

کیا کوئی آدمی لا الہ الا اللہ پڑھنے کے بعد محمد ابن عبداللہ پڑھے وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی لا الہ الا اللہ پڑھنے کے بعد یہ کہے کہ آپ کا حسن بہت تھا۔ آپ کا جمال بڑا تھا۔ آپ بڑے امین تھے۔ آپ بڑے سچے تھے۔ تو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

جب تک وہ یہ نہ کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔

اور جب محمد ﷺ کو رسول تسلیم کر لیا اور پھر ہم آپ کے مطیع ہو گئے۔ اب ہم سرکار نہیں بن سکتے۔ اب ہم مطیع ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ...... ﴿﴾

(سورۃ النساء : آیت نمبر : ٦٤)

ترجمہ:۔ "اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے

اس کی فرماں برداری کی جائے"۔

فرمان مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت

جب ہم نے تسلیم کر لیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اب آپ کی زبان کی بھی وہی اہمیت ہو گی جو قرآن کی ہے۔ آپ کی زبان قرآن کی تفسیر ہے۔

قرآن کے احکام کی وضاحت آپ ﷺ نے فرمائی ہے آپ نے اس کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔

اب قرآن کا مطلب و مفہوم وہ معتبر ہو گا جو رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبرئیل آپ کے دل پر نازل کیا ہے۔

نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ

(سورۃ البقرہ : آیت نمبر ۹۷)

ترجمۃ:۔ اس نے اسے آپ ﷺ کے دل پر نازل کیا ہے

جبریل بہت سارے فرشتوں کی معیت میں آتے۔ پہلے فرشتے نبی ﷺ کا گھیراؤ کرتے پھر درمیان میں جبریل بیٹھتے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے۔ فرشتے دائرہ اس لیے لگاتے تاکہ کوئی جن شیطان وغیرہ بات نہ اچک لے۔ آپ کے اردگرد صحابہ کا جم غفیر ہوتا لیکن جبریل کی آواز سوائے نبی کے کوئی نہیں سن سکتا تھا۔

یہ کمال ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا کہ صحابہ کی موجودگی میں بھی آپ کے علاوہ کوئی جبریل کی آواز نہیں سن سکتا تھا۔

پھر جب جبریل امین وحی کا پیغام پہنچا کر واپس چلے جاتے تو نبی ﷺ صحابہ کو وحی سنا دیتے۔ کہ مجھ پر یہ وحی نازل ہوئی۔ صحابہ کرام اسے فوراً قبول فرماتے۔ کسی صحابی نے یہ کبھی نہیں کہا تھا کہ جبریل آپ پر نازل ہوئے ہیں ہمیں تو پتہ نہیں چلا ہم کیسے تسلیم کریں۔

نہیں بلکہ صحابہ فوراً نبی ﷺ کی بات کو قبول کرتے کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کو رسول تسلیم کیا تھا۔ آپ کو رسول تسلیم کرنے کا مطلب بھی یہ ہے کہ آپ جو فرمائیں اسے فوراً قبول کیا جائے۔

جس طرح قرآن پاک پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح آپ کے فرامین پر عمل کرنا بھی ضروری ہے اس وقت جتنے بھی فرقے موجود ہیں ان کی بنیادی غلطی ہی یہ ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کو احادیث نبوی سے جدا کر کے الگ سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے مطلب اور مقصد کے حصول کے لئے تفسیریں کیں ہیں انہوں نے محمد ﷺ کی زبان کو وہ اہمیت نہیں دی جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زبان کو آپ ﷺ کی بات کو اہمیت دی ہے۔

آپ رسول اللہ ﷺ ہیں

صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ نے مشرکین کی طرف سے یہ شرط قبول فرمائی کہ جو آدمی مکہ والوں کی طرف سے ہمارے پاس آئے گا ہم اسے واپس کر دیں گے اور جو آدمی ہمارا ان کے پاس جائے گا ہم اسے واپس نہیں کریں گے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس شرط کو سن کر بڑے پریشان ہوئے اور رسول اللہ کے پاس آئے۔

فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ فَقَالَ بَلَى فَقَالَ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا أَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللَّهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللَّهُ أَبَدًا فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا فَنَزَلَتْ سُورَةُ الْفَتْحِ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُمَرَ إِلَى

آخِرِهَا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوَفَتْحٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ

(صحیح بخاری : کتاب الجزیة ، باب اثم من ماهد ثم غدر : حدیث :۳۱۸۲)

ترجمہ:۔ہم صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اگر ہمیں لڑنا ہوتا تو اس وقت ضرور لڑتے۔ عمر اس موقع پر آئے (یعنی حدیبیہ میں) اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں جائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کیوں نہیں! پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں کیوں دبیں؟ کیا ہم (مدینہ) واپس چلے جائیں گے، اور ہمارے اور ان کے درمیان اللہ کوئی فیصلہ نہیں کرے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی برباد نہیں کرے گا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے وہی سوالات کئے، جو نبی کریم ﷺ سے ابھی کر چکے تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ انہیں کبھی برباد نہیں ہونے دے گا۔ پھر سورۂ فتح نازل ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسے آخر تک پڑھ کر سنایا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا یہی فتح ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! بلاشک یہی فتح ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ رسول ﷺ کی اس بات کو سمجھ نہیں سکے تھے تہہ تک نہیں پہنچ سکے تھے کہ اس کا مطلب کیا ہے آپ نے فرمایا اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور یہی بات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی کہہ دی اے عمر! آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔انہ رسول اللہ۔

یعنی ہم نے آپ ﷺ کو اللہ کا رسول تسلیم کر لیا ھے تو اب ہمیں بولنے کا، افسوس کرنے کا، پریشان ہونے کا، کوئی حق نہیں اب ہم آپ ﷺ کی بات کو قبول فرمائیں گے۔

آج جتنے بھی گمراہ فرقے ہیں سب کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں محمد ﷺ کو وہ حیثیت ہی نہیں دی جو اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو دی ہے۔

بس آپ ﷺ کی زلفیں دیکھتے رہے ہیں۔ آپ کا حسن دیکھتے رہے ہیں۔ آپ کے کمالات و معجزات کو دیکھتے رہے ہیں۔ اس سے آگے گئے ہی نہیں۔ تاکہ لوگوں سے مال بٹورتے رہیں، اور انہیں حق بات کا پتہ ہی نہ چل سکے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

(سورۃ التوبہ : آیت نمبر ٣٤)

ترجمہ:۔ بس اے ایمان والو بہت سے عالم اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے، اور جو لوگ گاڑھ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنادے عذاب دردناک کی۔

صداقت کا اقرار، رسالت کا انکار

آپ ﷺ کی طاقت لامانت دیانت کے چرچے آپ کی نبوت سے پہلے بھی مشرکین میں عام تھے۔ مشرکین آپ کے ان اوصاف کو تسلیم کرتے تھے، لیکن آپ کو بحیثیت رسول اللہ تسلیم نہیں کرتے تھے۔

لفظ محمد رسول اللہ ﷺ پر اختلاف

جب ہم نے محمد ﷺ کو رسول تسلیم کر لیا ہے تو پھر ہم آپ ﷺ کے مطیع ہیں اب ہم آقا ﷺ نہیں ہو سکتے، سرکار نہیں بن سکتے، ہمارا کام صرف اطاعت کرنا ہے۔

صلح حدیبیہ میں جب صلح نامہ ہونے لگا تو علی رضی اللہ عنہ نے اوپر لکھا محمد رسول اللہ ﷺ۔ انہوں نے کہا یہ الفاظ یہاں سے کاٹ دیے جائیں اگر ہم نے یہ الفاظ تسلیم کر لیے پھر تو ہم نے آپ کو رسول اللہ تسلیم کر لیا اور اختلاف ختم ہو گیا۔ لہٰذا یہ الفاظ یہاں کاٹ دیے جائیں۔

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بَيْنَهُمْ كِتَابًا فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لَوْ كُنْتَ رَسُولًا لَمْ نُقَاتِلْكَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ امْحُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ فَمَحَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَصَالَحَهُمْ عَلَى أَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلُوهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ فَسَأَلُوهُ مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ فَقَالَ الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ

(صحیح بخاری کتاب الصلح، باب کیف یکتب هذا ما صالح، حدیث: ۲۶۹۸)

ترجمہ:۔ ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کی صلح (قریش سے) کی تو اس کی دستاویز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھی تھی۔ انہوں نے اس میں لکھا محمد اللہ کے رسول (ﷺ) کی طرف سے۔ مشرکین نے اس پر اعتراض کیا کہ لفظ محمد

کے ساتھ رسول اللہ نہ لکھو، اگر آپ رسول ہوتے تو ہم آپ سے لڑتے ہی کیوں؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو، علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں تو اسے نہیں مٹا سکتا، تو آنحضرت ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے وہ لفظ مٹا دیا اور مشرکین کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ (آئندہ سال) تین دن کے لئے مکہ آئیں اور ہتھیار میاں میں رکھ کر داخل ہوں، شاگردوں نے پوچھا کہ ﴿جلبان السلاح﴾ (جس کا یہاں ذکر ہے) کیا چیز ہوتی ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میان اور جو چیز اس کے اندر ہوتی ہے (اس کا نام جلبان ہے)

نبوت سے پہلے وہ آپ کو منصف بھی جانتے تھے، حجر اسود کو خانہ کعبہ میں رکھتے وقت انہوں نے آپ کو منصف تسلیم کیا۔

جب آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان کرنا چاہا تو آپ نے پہلے اپنی ذات کے متعلق سب سے پوچھا، بتاؤ آپ نے مجھے کیسا پایا ہے۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا آپ کو سچا پایا ہے آپ کو امین پایا ہے۔

نبوت سے پہلے انہیں آپ پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ نہ آپ کی زلفوں پر اعتراض تھا۔ نہ آپ کے حسن و جمال پر اختلاف تھا نہ آپ کے رخساروں کی چمک کا اختلاف تھا۔

انہیں اختلاف صرف آپکی رسالت سے تھا آپ کی نبوت سے تھا۔

جونہی آپ نے نبوت کا اعلان کیا، فوراً اختلاف رونما ہو گیا۔

محمد بن عبد اللہ کی حیثیت سے وہ آپ کو حکومت بھی دینا چاہتے تھے۔ آپ کو دولت بھی دینا چاہتے تھے۔

آپ غور فرمائیں، مشرکین مکہ کو محمد رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کیوں تھا۔

کیونکہ انہیں علم تھا، رسول تسلیم کرنے کے بعد اپنی خواہشات ختم ہو جاتیں ہیں۔
پھر لات ومنات کو چھوڑنا ہو گا پھر غیر اللہ کی پوجا نہیں کرنی پڑے گی۔
پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرنی ہو گی آج ہمیں اس حیثیت کا پتہ نہیں اس لیے ہم کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہیں اور مشرکین والے سارے کام بھی کرتے جاتے ہیں۔

لہٰذا پہلے تم آپ ﷺ کی اس حیثیت کو سمجھو اور اپنے رسم ورواج کو چھوڑو، اپنے بنائے ہوئے امام چھوڑو۔

رسول اللہ ماننے کے بعد پھر کسی بڑے کی بڑائی نہیں چلتی، جب ہم نے آپ ﷺ کو رسول اللہ ﷺ تسلیم کر لیا ہے پھر اختلاف کیوں۔ پھر اپنی مرضی کیوں پوری امت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ کی بات حرف آخر ہے۔

آپ ﷺ کا اصل مقام پہچانو جب ہم نے آپ کو رسول اللہ ﷺ تسلیم کر لیا ہے تو آپ کی بات سے انحراف اختیار کرنا مسلمان کا کام نہیں بلکہ منافق کا کام ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾

(سورة النساء، آیت نمبر : ٦١)

ترجمہ:۔ "اور جب ان سے کہا جائے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو، تو منافقین کو دیکھے گا کہ تجھ سے منہ موڑ لیتے ہیں، صاف منہ موڑنا"۔

غور کرو! جو قرآن کو تسلیم کرے لیکن رسول اللہ کو نہ مانے اللہ اسے بھی منافق کہہ رہے ہیں۔

سارے کمالات رسالت کے بعد

لوگو! مقام رسول پہچانو، لفظ رسول کی اتھارٹی پہچانو۔

ساری خوبیاں لفظ رسول میں ہے۔

حسن کا تذکرہ رسول کی وجہ سے۔

جمال کا تذکرہ رسول کی وجہ سے۔

کمالات کا تذکرہ رسول کی وجہ سے۔

صحابہ سے پیار رسول کی وجہ سے۔

اہل بیت سے پیار رسول کی وجہ سے۔

سارے مقامات لفظ رسول میں

ساری عظمتیں لفظ رسول میں

ساری ستائشیں لفظ رسول میں

جو اپنی مرضی کرتا ہے وہ لفظ رسول کو چیلنج کرتا ہے۔ جو اپنے باپ دادا کے طریقے کی پیروی کرتا ہے وہ لفظ رسول کو چیلنج کرتا ہے۔

جو اپنے امام کی بات مانتا ہے وہ لفظ رسول کو چیلنج کرتا ہے۔

جب ہم نے آپ کو رسول مان لیا ہے پھر اپنی مرضی ختم۔ اپنے اختیارات ختم۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ:۔ اور کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) کسی کام کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے

لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے سو یقیناً وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا"۔

اللہ تعالیٰ نے لفظ "امر" کو عام رکھا ہے نکرہ ہے معاملہ کوئی بھی ہو۔ خوشی کا ہو، غمی کا ہو۔ کاروباری ہو، ذاتی ہو، جماعتی ہو۔

ہر قسم کے معاملے میں مومن کا اختیار ختم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: " إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا "۔

اللہ اور رسول کی ذات ایک نہیں، ذات الگ الگ ہے، لیکن بات ایک ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

إِذَا قَضَى اللّٰهَ وَرَسُوْلِهٖ

أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ

مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

رسول کی بات اللہ کی بات ہے۔ اسی لیے رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

جو دعوت قبول کرے گا وہی کھائے گا

فرشتوں نے ایک مثال دے کر بات کو سمجھایا ہے:۔

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ

الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبْ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلْ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوا أَوِّلُوهَا لَهُ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ

ترجمہ:۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کے پاس کچھ فرشتے آئے۔ آپ سوئے ہوئے تھے۔ ایک کہنے لگا آپ سو رہے ہیں۔ دوسرا کہنے لگا (پھر کیا ہوا) آپ کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتا ہے۔ وہ کہنے لگے: اس نبی کی ایک مثال ہے، ان کے لئے وہ مثال بیان کردو۔ پھر ایک کہنے لگا وہ تو سوئے ہوئے ہیں۔ تو دوسرے نے کہا: بلاشبہ آپ کی صرف آنکھیں سوئی ہوئی ہیں جب کہ دل جاگ رہا ہے (لہٰذا وہ آپ کی بات سنیں گے، آپ بیان کریں) انہوں نے کہا: اس نبی کی مثال اس آدمی کی طرح ہے کہ مثلاً ایک آدمی ایک گھر تعمیر کرتا ہے، اس میں ایک دعوت (طعام) کا بندوبست کرتا ہے، پھر ایک آدمی کو بھیجتا ہے (کہ لوگوں کو اس کھانے کی دعوت دے)۔ اب جو آدمی اس دعوت دینے والے کی بات مان لیتا ہے وہ تو گھر میں داخل ہو جاتا ہے اور کھانا تناول کر لیتا ہے، جو اس دعوت دینے والے کی بات نہیں مانتا وہ نہ تو گھر میں داخل ہو پاتا ہے نہ کھانا کھا سکتا ہے۔

وہ پھر کہنے لگے: اب اس کی تشریح بھی کر دو تاکہ وہ اس مثال کو سمجھ سکیں ایک

کہنے لگا وہ تو سوئے ہوئے ہیں تو کوئی دوسرا بولا کہ آپ کی محض آنکھیں سوئی ہوئی ہیں دل بیدار ہے۔ وہ کہنے لگے: گھر سے مراد تو جنت ہے۔ دعوت دینے والے سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ (گھر بنانے والے اور کھانے کا بندوبست کرنے والے سے مراد اللہ تعالیٰ ہے) لہٰذا جو کوئی محمد ﷺ کی بات مانے گا اس نے گویا اللہ کی بات مانی۔ جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے تحقیق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ محمد ﷺ تو (اچھے اور برے، مسلمان اور کافر، جنتی اور جہنمی کے درمیان) فرق کرنے والے ہیں۔

اس کے ساتھ قرآن کو جوڑو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝

(سورة آل عمران، آیت نمبر: ۱۹۳)

ترجمہ: ”اے ہمارے رب! بے شک ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا جو ایمان کے لیے آواز دے رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ تو ہم ایمان لے آئے، اے ہمارے رب پس ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ فوت کر“۔

قیامت کے دن ایمان والے کہیں گے اللہ ہم نے تیرے منادی کی آواز کو لبیک کہا۔ تیرے رسول کی بات کو لبیک کہا۔ لہٰذا جو تو نے اس رسول کی زبان ہم سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کیجیے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا

فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۹۵

ترجمہ:۔ ”تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی کہ بے شک میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا۔ مرد ہو یا عورت، تمہارے بعض بعض سے ہیں۔ تو وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور انہیں میرے راستے میں ایذا دی گئی اور لڑے اور قتل کیے گے، میں ان سے ان کی برائیاں ضرور دور کروں گا اور ہر صورت انہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، اللہ کے ہاں سے بدلے کے لیے اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا بدلہ ہے“۔

آپ کی بات غلط نہیں ہو سکتی

نبی کی بات حرف آخر ہے۔ آپ کی بات میں شک نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، مجھے، ابو مرثد رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر بھیجا۔ ہم سب شہسوار تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگ سیدھے چلے جاؤ۔ جب روضہ خاخ پر پہنچو تو وہاں تمہیں مشرکین کی ایک عورت ملے گی، وہ ایک خط لئے ہوئے ہے جسے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے نام بھیجا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے جس جگہ کا پتہ دیا تھا ہم نے وہیں اس عورت کو ایک اونٹ پر جاتے ہوئے پالیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط لا۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھا کر اس کی تلاشی لی تو واقعی ہمیں بھی کوئی خط نہیں ملا۔ لیکن ہم نے کہا کہ

حضور ﷺ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ خط نکال ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔ جب اس نے ہمارا یہ سخت رویہ دیکھا تو ازار باندھنے کی جگہ کی طرف اپنا ہاتھ لے گئی۔ وہ ایک چادر میں لپٹی ہوئی تھی اور اس نے خط نکال کر ہم کو دے دیا۔ ہم اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے (یعنی حاطب بن ابی بلتعہ نے) اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں سے دغا کی ہے۔ حضور ﷺ مجھے اجازت دیں تا کہ میں اس کی گردن مار دوں لیکن حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ حاطب رضی اللہ عنہ بولے اللہ کی قسم! یہ وجہ ہرگز نہیں تھی کہ اللہ اور اس کے رسول پر میرا ایمان باقی نہیں رہا تھا۔ میرا مقصد تو صرف اتنا تھا کہ قریش پر اس طرح میرا ایک احسان ہو جائے اور اس کی وجہ سے وہ (مکہ میں باقی رہ جانے والے) میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔ آپ کے اصحاب میں جتنے بھی حضرات (مہاجرین) ہیں ان سب کا قبیلہ وہاں موجود ہے اور اللہ ان کے ذریعے ان کے اہل و مال کی حفاظت کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے سچی بات بتادی ہے اور تم لوگوں کو چاہیے کہ ان کے متعلق اچھی بات ہی کہو۔ حضرت عمر ﷺ نے پھر عرض کیا کہ اس شخص نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے دغا کی ہے۔ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن کا مار دوں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا یہ بدر والوں میں سے نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات کو پہلے ہی سے جانتا تھا اور وہ خود فرما چکا ہے کہ تم جو چاہو کرو، تمہیں جنت ضرور ملے گی" (یا آپ نے یہ فرمایا کہ) میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں

میں آنسو آگئے اور عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب فضل من شهید بدراً، حدیث ۳۹۷۳)

غور کرو صحابہ کو نبی کی بات پر کتنا یقین تھا اس عورت سے کہا خط نکال دے ورنہ تجھے ننگا کر دیں گے۔

تیری بات جھوٹی ہو سکتی ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی بات جھوٹی نہیں ہو سکتی۔

اس عورت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اتنے زیادہ یقین کی وجہ سے خط نکال دیا۔

آپ ﷺ کی ہر بات قابل تحریر

آپ کی زبان سے نکلا ہوا ہر حرف سچا ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما آپ کی ہر بات لکھتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا فَأَمْسَكْتُ عَنْ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْمَأَ بِأُصْبُعِهِ إِلَى فِيهِ فَقَالَ اكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ

(سنن ابی داؤد، کتاب العلم، حدیث: ٣٦٤٦)

ترجمہ:۔ ”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں جو چیز رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ لکھ لیا کرتا تھا تاکہ میں یاد رکھ سکوں مجھے قریش نے منع کر دیا۔ انہوں نے کہا تم جو رسول اللہ ﷺ سے سنتے وہ لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ ﷺ بشر ہیں آپ غصہ اور خوشی میں کلام کرتے ہیں میں لکھنے سے رک گیا اور اس کا ذکر رسول

اللہ ﷺ سے کیا آپ ﷺ نے فرمایا ہر چیز لکھ لیا کرو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے منہ سے حق کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا"۔

مصلح امت، سچی پیشین گوئی

آپ نے فرمایا میرا یہ بیٹا حسن ﷜ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا آپ کی یہ پیش گوئی کیسے پوری ہوئی:

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ نے بیان کیا کہ میں نے حسن بصری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ قسم اللہ کی! جب حسن بن علی ﷠ (معاویہ ﷜ کے مقابلے میں) میں پہاڑوں جیسا لشکر لے کر پہنچے، تو عمرو بن عاص ﷜ نے کہا (جو امیر معاویہ ﷜ کے مشیر خاص تھے) کہ میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مقابل کو نیست و نابود کیے بغیر واپس نہ جائے گا۔ معاویہ ﷜ نے اس پر کہا اور قسم اللہ کی وہ ان دونوں اصحاب میں زیادہ اچھے تھے، کہ اے عمرو! اگر اس لشکر نے اس لشکر کو قتل کر دیا، یا اس نے اس کو کر دیا، تو (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) لوگوں کے امور (کی جواب دہی کے لئے) میرے ساتھ کون ذمہ داری لے گا، لوگوں کی بیوہ عورتوں کی خبر گیری کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ لوگوں کی آل اولاد کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ آخر معاویہ ﷜ نے حسن ﷜ کے یہاں قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو آدمی بھیجے۔ عبد الرحمٰن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کریز، آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حسن بن علی ﷠ کے یہاں جاؤ اور ان کے سامنے صلح پیش کرو، ان سے اس پر گفتگو کرو اور فیصلہ انہیں کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ لوگ آئے اور آپ سے گفتگو کی اور فیصلہ آپ ہی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حسن بن علی ﷫ نے فرمایا، ہم بنو

عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور ہم کو خلافت کی وجہ سے روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی عادت ہو گئی ہے اور ہمارے ساتھ یہ لوگ ہیں یہ خون خرابہ کرنے میں طاق ہیں، بغیر روپیہ دیئے ماننے والے نہیں وہ کہنے لگے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو اتنا اتنا روپیہ دینے پر راضی ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ سے پوچھا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ ان دونوں قاصدوں نے کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ حضرت حسن نے جس چیز کے متعلق بھی پوچھا، تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ آخر آپ نے صلح کر لی، پھر فرمایا کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پہلو میں تھے، آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک اس حدیث سے حسن بصری کا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سننا ثابت ہوا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب قول النبی للحسن بن علی ابنی هذا سید: حدیث ۲۷۰٤)

آپ کی یہ حدیث اور پیشین گوئی کب پوری ہوئی، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور گزر گیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور گزر گیا، عثمان رضی اللہ عنہ کا دور گزر گیا، علی رضی اللہ عنہ کا دور گزر گیا، اب حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر لی، دو بڑے بڑے گروہوں کی آپس میں صلح ہو گئی کتنے سالوں بعد آپ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ آپ کی بات سچی ہے وہ جھوٹی نہیں ہو سکتی۔

اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ معاویہ اور حسن کی جماعتیں مسلمان تھیں کیوں کہ آپ نے فرمایا ہے: " اِنَّ ابنی هذا سید وَلَعلَّ اللّٰه ان یُصْلح بِهٖ بَیْن فِئَتَیْن عَظِیْمَتین مِن المُسْلِمِین "۔

کنگن سے پہلے مر نہیں سکتا

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی رات سو اونٹ کے لالچ میں آپ کا پیچھا کیا، جب سراقہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آیا تو اس کے گھوڑے کے گھٹنے زمین میں دھنس گے۔ اس نے آپ ﷺ سے امان مانگی آپ ﷺ نے اس کے لئے امان لکھوادی اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے سراقہ! تیری کیفیت اس وقت کیا ہوگی جب تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا کسریٰ بن ھرمز کے کنگن آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ھرمز کے کنگن کچھ عرصہ گزرا نبی ﷺ کی وفات کے بعد ایک دفعہ سراقہ رضی اللہ عنہ شدید بیمار ہوگئے طبیب نے کہا سراقہ رضی اللہ عنہ کا بچنا محال ہے لیکن سراقہ رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے میں اس مرض میں فوت نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے اور میں نے ابھی تک کسریٰ کے کنگن نہیں پہنے۔ چنانچہ سراقہ رضی اللہ عنہ اس مرض سے صحت یاب ہوگئے۔

چونکہ میرے پیغمبر (ﷺ) کی زبان سے نکلا ہوا جملہ غلط نہیں ہو سکتا پس اس لیے مجھے موت نہیں آسکتی۔

لوگو! رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی حیثیت اللہ کے قرآن والی حیثیت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝

(سورة النساء آیت: ۱۱۵)

ترجمہ:۔ "اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس کے لیے سیدھا راستہ خوب واضح ہو چکا اور ایمان والوں کے راستے کے سوا کسی اور کی پیروی کرے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ بری ٹھہرنے کی جگہ ہے"۔

دوسرے مقام میں اللہ فرماتے ہیں:۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۝

(سورۃ الاحزاب : آیت نمبر:٦٦)

ترجمہ:۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے، کہیں گے اے کاش کہ ہم نے اللہ کا کہنا مانا ہوتا اور رسول کا کہنا مانا ہوتا"۔

رسول کا انکار کرنے والا اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کاش میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝

(سورۃ الاحزاب ، آیت نمبر ٦٦)

ترجمہ:۔ "اور جس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا، کہے گا اے کاش! میں رسول کے ساتھ کچھ راستہ ہی اختیار کرتا"۔

رسول کو ماننے کے بعد انحراف کرنا منافق کا کام ہے:۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ۝

(سورۃالنساء ، آیت نمبر ٦١)

ترجمہ:۔ "اور جب ان سے کہا جائے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو، تو منافقین کو دیکھے گا کہ تجھ سے منہ موڑ لیتے

ہیں، صاف منہ موڑنا"۔

رسول اللہ کی حدیث اور سنت کا احترام کرو ورنہ وہ آدمی ذلیل ہو جاتا ہے جو رسول اللہ کی حدیث کا احترام نہ کرے۔

تجھ سے کلام نہیں کروں گا

لوگو! حدیث سے پیار کرو۔

اگر حدیث چھوڑو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ لَا تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَى بِهِ عَدُوٌّ وَلَكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ وَأَنْتَ تَخْذِفُ لَا أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا.

(صحیح بخاری : کتاب الذبائح ، باب الخذف ......حدیث نمبر٥٤٧٩)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کنکری پھینکتے دیکھا تو فرمایا کہ کنکری نہ پھینکو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا (انہوں نے بیان کیا کہ) آنحضرت ﷺ کنکری پھینکنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور کہا کہ اس سے نہ شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے البتہ یہ کبھی کسی کا دانت توڑ دیتی ہے اور آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔ اس کے بعد بھی انہوں نے اس شخص کو کنکریاں پھینکتے دیکھا تو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث تمہیں سنا رہا ہوں کہ آپ نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا کنکری پھینکنے کو ناپسند کیا اور تم اب بھی پھینکے جا رہے ہو، میں تم سے اتنے

دنوں تک کلام نہیں کروں گا۔

مخالف حدیث پر ڈانٹ ڈپٹ

صحابہ حدیث کا احترام کرتے ہیں ادھر حدیث آجاتی ادھر فوراً عمل کرتے۔

یہ حدیث مصطفیٰ کا احترام ہے

یہ حدیث مصطفیٰ کا حیاء ہے

صحابہ نے کس طرح حدیث مصطفیٰ کی حیاء کی۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمْ امْرَأَتُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا فَقَالَ فُلَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِذًا وَاللَّهِ أَمْنَعُهَا فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ ابْنُ عُمَرَ فَشَتَمَهُ شَتِيمَةً لَمْ أَرَهُ يَشْتِمُهَا أَحَدًا قَبْلَهُ قَطُّ ثُمَّ قَالَ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ إِذًا وَاللَّهِ أَمْنَعُهَا

(سنن دارمی ، المقدمه ، حدیث نمبر :٤٤٢)

ترجمہ:۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو وہ اسے منع نہ کرے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک بیٹے نے کہا اللہ کی قسم میں اسے منع کروں گا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے بہت برا کہا اتنا برا کہتے ہوئے میں نے کبھی نہیں دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو کہتا ہے میں منع کروں گا"۔

لوگو! حدیث سے پیار کرو۔ ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے۔ صحابی رسول مخالف حدیث کو کبھی برداشت نہیں کرتے تھے۔

حدیث سن کر ٹھکرانا مومن کا کام نہیں

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

(سورۃ الاحزاب ، آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ :۔ "کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے سو یقیناً وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا"۔

نبی ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو کہا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے شادی کر لو زینب نے کہا میں آپ کی ہر بات تسلیم کرتی ہوں لیکن زید سے نکاح والی بات تسلیم نہیں کرتی اللہ نے آسمان سے آیت اتار دی۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

(سورۃ الاحزاب ، آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ :۔ "کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے سو یقیناً وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا"۔

اے زینب رضی اللہ عنہا اگر تجھے زید رضی اللہ عنہ سے نکاح قبول نہیں تو ہمیں تیرا ایمان قبول نہیں۔
لوگو! آج ہم کتنی حدیثیں جھٹلاتے ہیں۔ وہاں تو ایک حدیث کی بات تھی ہم روزانہ

کتنی حدیثیں جھٹلاتے ہیں۔

ڈاڑھی پر ہی غور کرلو۔ صبح اٹھتے سب سے پہلے ڈاڑھی منڈاتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا، داڑھی بڑھاؤ، مونچھیں کٹاؤ ہم ڈبل نافرمانی کرتے ہیں داڑھی کٹاتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں۔

داڑھی بڑھانا رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے جب تو داڑھی منڈاتا ہے اس وقت یہ خیال کرلیا کر کہ میں صرف بال نہیں کٹواتا بلکہ سنت رسول ﷺ کو نالی میں پھینک رہا ہوں۔

لوگو! حدیث کا احترام کرو۔

رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴿۶۵﴾

(سورۃ النساء، آیت نمبر: ٦٥)

ترجمہ:۔ ”پس نہیں! تیرے رب کی قسم ہے! وہ مومن نہیں ہوں گے یہاں تک کہ تجھے ان جھگڑوں میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان پڑ جائیں، پھر اپنے دلوں میں اس فیصلے سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو تو نے کیا اور اسے تسلیم کرلیں، پوری طرح تسلیم کرنا“۔

زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت میرے اور ایک انصاری کے متعلق نازل ہوئی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہما۔ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِ، فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ " اسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ". فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ . فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ " اسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ، حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ". فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ إِنِّي لأَحْسِبُ هَذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ ﴿فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

(صحیح بخاری : کتاب المساقات ، باب سکر الانہار ، حدیث: ۲۳٦۰)

ترجمہ :۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک انصاری مرد نے زبیر رضی اللہ عنہ سے حرہ کے نالے میں جس کا پانی مدینہ کے لوگ کھجور کے درختوں کو دیا کرتے تھے، اپنے جھگڑے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ انصاری زبیر سے کہنے لگا پانی کو آگے جانے دو لیکن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس سے انکار تھا۔ اور یہی جھگڑا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش تھا۔ آنحضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (پہلے اپنا باغ) سینچ لے پھر اپنے پڑوسی بھائی کے لئے جلدی جانے دے۔ اس پر انصاری رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا، ہاں زبیر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پھوپھی کے لڑکے ہیں نا۔ بس رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے زبیر! تم سیراب کرلو۔ پھر پانی کو اتنی دیر تک روکے رکھو کہ وہ منڈیروں تک چڑھ جائے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! میرا تو خیال ہے کہ یہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہے "ہرگز نہیں، تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے، جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حاکم نہ تسلیم کرلیں۔"

لوگو حدیث کو معمولی نہ سمجھا کرو حدیث کو نہ جھٹلایا کرو۔ جب تک مصطفیٰ ﷺ کو دل وجان سے خوش ہو کر قبول نہیں کرے گا تب تک ایمان دار ہو ہی نہیں سکتا۔

حدیث کے بعد رائے

ایک آدمی نے امام مالک رحمہ اللہ سے فتویٰ پوچھا کہ اس مسئلہ کا کیا حل ہے امام مالک نے حدیث سنائی وہ کہنے لگا آپ کی رائے کیا ہے امام مالک یہ بات سن کر کھڑے ہو گئے اور آیت پڑھنی شروع کر دی:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(سورة النور، آیت نمبر: ٦٣)

ترجمہ:۔ "سو وہ لوگ جو اس کا حکم ماننے سے پیچھے رہتے ہیں ڈر جائیں کہ انہیں کوئی فتنہ آپہنچے یا انہیں دردناک عذاب آپہنچے"۔

جب حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم آجائے تو پھر رائے بیان کرنے والے کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے کہ اس پر اب اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے کسی نے مسئلہ پوچھا تو امام شافعی رحمہ اللہ نے اسے حدیث سنائی وہ کہنے لگا کیا اس حدیث پر آپ کا عمل ہے امام شافعی رحمہ اللہ غصے میں آگئے اور کہنے لگے کیا میں گرجا گھر سے آیا ہوں کہ میں حدیث پر عمل نہ کروں۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک دفعہ فرمایا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آجائے تو اسے فورا قبول کرو۔ میری رائے اگر اس کے مخالف ہو تو سمجھو میری عقل ختم ہو گئی ہے میری عقل چلی گئی ہے۔

حدیث آجائے پھر کسی اور کی بات نہیں چلتی۔ مجھے بتاؤ جو یہ کہے حدیث تو ٹھیک ہے لیکن ہمارے امام یہ کہتے ہیں اس پر کیا فتویٰ لگاؤ گے آج فتویٰ تم نے لگانا ہے۔ تم مفتی ہو۔ میں اتنے علماء کی موجودگی میں فتویٰ کیسے لگا سکتا ہوں۔ فتویٰ تم سے لگانا ہے۔

حدیث کی موجودگی میں جو امام کی مانے اس کو تم مسلمان نہیں سمجھتے اور جو حدیث مصطفیٰ کی موجودگی میں شیطان کی مانے داڑھی رکھنے کا حکم حدیث میں موجود ہے اور تم اس کی توہین کرتے ہو مجھے بتاؤ تم کیا ہو۔ اپنے اوپر بھی آج فتویٰ لگاؤ۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝

(سورۃ النور، آیت نمبر: ٦٣)

ترجمہ:۔ ”سو وہ لوگ جو اس کا حکم ماننے سے پیچھے رہتے ہیں ڈر جائیں کہ انہیں کوئی فتنہ آ پہنچے یا انہیں دردناک عذاب آ پہنچے“۔

بائیں ہاتھ سے کھانے والے کی سزا

صحیح مسلم میں حدیث ہے:۔

حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ

(صحیح مسلم: کتاب الاشربة، باب آداب الطعام، حدیث: ٢٠٢١)

ترجمہ:۔ سیدنا ایاس بن سلمہ بن اکوع ﷛ اپنے والد (سلمہ بن اکوع ﷛) سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”دائیں ہاتھ سے کھا۔“ وہ بولا کہ میرے سے نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کرے تجھ سے نہ ہو سکے۔ اس نے ایسا غرور کی وجہ سے کیا تھا (راوی) کہتا ہے کہ وہ (ساری زندگی) اس ہاتھ کو منہ تک نہ اٹھا سکا“۔

حدیث کے آگے بولنے کا اسے عذاب ملا سزا دنیا میں ہی مل گئی آج ہم بھی اسی طرح کھاتے ہیں کھڑے ہو کر کھاتے ہیں اور بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں۔

امام سے سبقت کرنا

رسول اللہ کی حدیث ہے امام سے پہلے سر نہ اٹھایا کرو۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ قَالَ أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ أَوْ لَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ

(صحیح بخاری : کتاب الاذان باب اثم من رفع رأسه ، حدیث نمبر : ٦٩١)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا کیا تم میں وہ شخص جو (رکوع یا سجدہ میں) امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ اس کا سر گدھے کے سر کی طرح بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی سی صورت بنا دے۔

ایک بہت بڑے محدث نے جب یہ حدیث پڑھائی۔ حدیث پڑھانے کے بعد اس نے کہا مجھے اس حدیث میں شک پیدا ہوا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کا سر گدھے کا بن جائے۔ اس نے تجربے کیلئے نماز میں اپنا سر امام سے پہلے اٹھایا اس کا سر اسی وقت گدھے کا بن گیا۔ پھر جب باہر آتا تو اپنا منہ ڈھانپ کر آتا اس ڈر سے کہ لوگ کہیں گے وہ گدھا آگیا۔

(مشکوٰۃ باب ما علی الماموم ، فصل اول آخری حدیث کے حاشیہ پر یہ واقعہ لکھا ہوا ہے درسی نسخہ)

لوگو! رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات میں شک نہ کیا کرو، ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے۔

اپنے! گھروں میں اسلام کا نفاذ پیدا کرو، رسول اللہ نے جو پیشین گوئیاں کی تھیں کہ قیامت کے نزدیک بے حیائی، برائی، بدکاری، زنا عام ہو جائے گا، کیا یہ سب کچھ عام نہیں

ہوا۔ ہمارے گھروں میں بے حیائی اور برائی عام ہے۔

لوگو! رسول کی زبان میں کوئی شک نہیں، ان شیطانی آلات کو گھروں سے نکالو ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے۔

رسول کی بات پر یقین کر و اپنے رسم و رواج سب ترک کر دو۔

☆......☆......☆......☆

بارہ (۱۲) ربیع الاول

صحابہ رضی اللہ عنہم کے غم اور ہماری خوشیاں

آج کی رات صحابہ کیلئے انتہائی پریشانی کی رات تھی کیونکہ یہ نبی ﷺ کی وفات کی رات تھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿144﴾

(سورة آل عمران : آیت نمبر :۱٤٤)

ترجمہ:۔اور محمد تو ایک رسول ہے، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

ذی وقار علماء کرام، بزرگو اور دوستو!

آج کی رات صحابہ کرام کیلئے انتہائی پریشانی کی رات تھی کیونکہ **12** ربیع الاوّل حضور نبی اکرم ﷺ کی وفات ہے۔

پوری امت کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاوّل کو ہے۔ حتی کہ ملفوظات میں مولانا احمد رضا خان نے بھی یہ بات لکھی ہے کہ آپ ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاوّل کو ہے تاریخ ولادت میں اختلاف ہے لیکن تاریخ وفات میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔

تاریخ پیدائش میں تاریخ میلاد میں اختلاف ہے بعض مؤرخین نے ۸ ربیع الاوّل اور اکثر مؤرخین نے ۹ ربیع الاوّل لکھا۔ بعض نے ۱۸ ربیع الاوّل لکھا بعض مؤرخین نے ۱۷ رمضان لکھا ہے اور بعض مؤرخین نے ۱۰ محرم لکھا ہے۔

پیر صاحب کی بات

حتیٰ کہ پیر عبد القادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں ۱۰ محرم تاریخ وفات لکھی جن کے متعلق ملفوظات میں مولانا احمد رضا خان نے لکھا ہے کہ پیر صاحب اس کائنات کے غوث ہیں اور غوث وہ ہوتا ہے جس سے زمین کی گہرائی سے لے کر آسمان کی بلندیوں تک کوئی چیز چھپی ہوئی نہ ہو۔ اس کی نظر لوح محفوظ تک ہوتی ہے۔

جس طرح کوئی آدمی اپنی ہتھیلی پر چھوٹا سا دانہ رکھ لے تو اس کے سامنے دانے کی مکمل کیفیت سامنے آجاتی ہے اس کی لمبائی موٹائی کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہوتی۔ اسی طرح غوث صاحب سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

یہ عبارت جب میں نے ملفوظات میں پڑھی تو سوچا پھر پیر صاحب کی بات صحیح ہونی چاہیے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی مشہور زمانہ کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے۔ کہ نبی ﷺ کی ولادت ۱۰ محرم کو ہوئی ہے۔

میری اور تیری بات غلط ہو سکتی ہے۔ لیکن تیرے نزدیک اس کی بات تو غلط نہیں ہو سکتی جس کے سامنے کائنات کی ایک ایک چیز ہو۔ اور اس کی نظر لوح محفوظ تک پہنچتی ہو۔

لہٰذا تم پیر صاحب کی بات تسلیم کر کے 10 محرم کو دونوں بھائی اکٹھے ہی جلوس نکال لیا کرو۔ تاکہ ایک ہی دن تم دونوں اپنا اپنا طریقہ اپنالو۔ وہ گھوڑا نکال لیا کریں اور تم بیل نکال لیا کرو۔

تخلیق اور میلاد

آیئے غور کیجیے!

میلاد نوری کا نہیں ہوتا۔ آج عید میلاد النبی منایا جاتا ہے۔ میلاد بڑا مشہور لفظ ہو چکا ہے۔ میلاد کا معنی ہے جائے ولادت۔ جہاں کوئی پیدا ہو۔ یا جس وقت کوئی پیدا ہو۔

میلاد اس کا ہوتا ہے جو ماں کے بطن سے پیدا ہو۔ فرشتوں کے لئے میلاد کا لفظ پورے قرآن میں کہیں بھی نہیں آیا۔

فرشتوں کی تخلیق ہوئی ہیں میلاد نہیں ہوئی۔

جب نبی ﷺ کی میلاد ہوئی ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا آپ بی بی آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ آپ کی والدہ تھیں۔ آپ کے والد تھے۔ دوسرے انسانوں کی طرح آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ لہٰذا آپ ﷺ نوری نہیں تھے میلاد کا عقیدہ بتاتا ہے آپ ﷺ نوری نہیں تھے۔ میلاد نوری کا نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ اللہ کے نور کے جزء اور حصہ نہیں تھے۔ میلاد والا عقیدہ ہمارا ہے آپ کا نہیں۔ آپ میلاد کے منکر ہیں۔ کیونکہ تم نبی پاک ﷺ کو نوری کہتے ہوں۔ اور نوری کا میلاد ہوتا نہیں۔

تمہارے نزدیک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی ہے ولادت نہیں ہوئی، لہٰذا تم میلاد کے منکر ہو۔

بہتان کا ایک نمونہ

گذشتہ رات میں لاہور گیا تھا وہاں ایک مولوی صاحب میلاد کے موضوع پر خطاب فرمارہے تھے اور بیان کر رہے تھے۔

وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ ۝ (البلد:۳)

صحیح ترجمہ:۔ اور جننے والے کی قسم اور اس کی جو اس نے جنا!۔

لیکن وہ حضرت صاحب بیان کر رہے تھے

''محبوب مجھے تیرے میلاد اور تیری ولادت والی رات کی قسم ہے۔''

نعوذ باللّٰہ من ذالك، استغفر اللّٰہ۔

کس لفظ کا ترجمہ ہے، ''محبوب'' اور کس لفظ کا ترجمہ ہے ''میلاد'' اور کس لفظ کا ترجمہ ہے ''ولادت کی رات''۔

پھر وہ مولوی کہتا ہے، میلاد منانا اللہ کی سنت ہے ہم کیوں نہ اللہ تعالیٰ کی اتباع میں میلاد منائیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت ہوتی ہے، اتباع ہوتی ہے کسی کے نقش قدم پر چلنا کسی کے کام افعال اپنانا۔

اتباع ہوتی ہے اس ذات کی جو نظر آئے، اتباع ہوتی ہے اس ذات کی جس کے اعمال ہمارے لیے نمونہ ہوں۔

اگر اللہ کی اتباع کرنی ہے تو پھر اللہ نے آسمان بنائے ہیں تم بھی آسمان بناؤ، اللہ نے زمین بنائی ہے تم بھی مین بناؤ، اگر اللہ کی اتباع کرنی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے درخت اگائے ہیں تم بھی درخت اگاؤ وغیرہ۔

عید کے دن روزہ

ایک آدمی کہنے لگا تم میلاد کیوں نہیں مناتے جبکہ حضور ﷺ نے خود میلاد منائی ہے۔ میں نے کہا اس کی دلیل کیا ہے۔ کہنے لگا حضور ﷺ ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ ہر سوموار کو روزہ کیوں رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس دن پیدا ہوں۔

مولوی کہنے لگا دیکھا ہے حضور ہر سوموار کو اپنا میلاد مناتے تھے تم ہمیں سال بعد میلاد نہیں منانے دیتے۔

میں نے کہا یہ بات ٹھیک ہے کہ حضور ﷺ نے ہر سوموار کو روزہ رکھا ہے۔ اور یہ بات بھی ٹھیک ہے آپ ﷺ سوموار کو پیدا ہوئے ہیں۔

مولوی صاحب غور کیجیے! بھائی صاحب غور کیجیے! آپ ﷺ نے اپنی پیدائش کے دن روزہ رکھ کر یہ بتایا ہے کہ میری پیدائش کے دن کو کوئی شخص عید کا دن نہ بنائے۔ کیونکہ عید کے دن مسلمان کا روزہ نہیں ہوتا۔ عید کے دن روزہ شیطان کا ہوتا ہے۔

خبردار! جس دن میں پیدا ہوا ہوں۔ اس دن میں روزہ رکھتا رہا ہوں تاکہ کوئی شخص اسے عید کا دن نہ کہے۔ آقا ﷺ تو پیدائش کے دن روزہ رکھیں اور تم آقا ﷺ کی پیدائش کے دن کیا کرتے ہو۔ تم تو دیگیں تقسیم کرتے ہو۔ حلوے پکاتے ہو۔ پوریاں کھلاتے ہو۔

قرآن بھی اور بدعت بھی

ایک مولوی صاحب (طاہر القادری) نے کتاب لکھی ہے۔ عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، اس کتاب کے شروع میں اس نے لکھا ہے۔ میں سب سے پہلے قرآن کے دلائل سے میلاد النبی ثابت کروں گا۔ پھر نبی ﷺ کی احادیث سے ثابت کروں گا۔ پھر آثار صحابہ سے ثابت کروں گا۔ ساری کتاب لکھ کر آخر میں لکھتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میلاد بدعت ہے لیکن یہ بدعت حسنہ ہے۔ بدعیت سیئہ نہیں میں نے کہا اس مولوی کو اتنا علم نہیں کہ جو مسئلہ قرآن سے ثابت ہو وہ بدعت نہیں ہوتا۔ جو مسئلہ حدیث سے ثابت ہو وہ بدعت نہیں ہوتا جو مسئلہ اثارِ صحابہ سے ثابت ہو وہ بدعت نہیں ہوتا۔

ابولہب نے میلاد منایا؟

ایک مولوی صاحب کہنے لگے ہمارے پاس عید میلاد النبی ﷺ منانے کی بڑی زبردست دلیل ہے۔ اتنی دنیا میلاد مناتی ہے کیا وہ ساری بغیر دلیل کے مناتی ہے۔ ہمارے پاس بہت بڑی دلیل ہے۔ میں نے دل میں سوچا کون سی دلیل ہوگی اس کے پاس؟

میں نے کہا کون سی دلیل ہے تیرے پاس۔ پیش کر کہنے لگا عید میلاد النبی تو ابو لہب نے بھی منائی تھی میں نے کہا وہ کیسے۔ کہنے لگا۔ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تھے۔ تو ابو لہب کی لونڈی ثویبہ نے آکر بتایا تھا۔ کہ آپ کے مرحوم بھائی کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے۔ تو ابو لہب نے اسی وقت ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا میں نے کہا ابو لہب نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ آپ تو اس سے بڑھ چڑھ کر کام کرتے ہیں۔ یعنی جو کام اور کسب تم کرتے ہو یہ تو اس نے بھی نہیں کیے تھے۔

اس نے تو ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ اب تمہارے پاس تو لونڈیاں نہیں۔ تمہارے پاس بیویاں ہیں انہیں ہی چھوڑ دو۔

وہ کہنے لگا ابو لہب نے میلاد منایا تھا تم کیوں نہیں مناتے۔ میں نے کہا ہم اس لیے نہیں مناتے کہ ابو لہب نے منایا تھا۔ ہم وہ کام کرتے ہیں، جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کریں۔ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کریں جو عثمان رضی اللہ عنہ کریں جو علی رضی اللہ عنہ کریں۔ تمہیں ابو لہب مبارک ہمیں ابو بکر عمر عثمان علی رضی اللہ عنہم مبارک۔

ابو لہب کے متعلق قرآن نے کہا ہے۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴿1﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿2﴾ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿3﴾ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿4﴾ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿5﴾

(سورۃ اللھب، آیت نمبر:۱۔۵)

ترجمہ:۔ ابو لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ خود ہلاک ہو گیا۔ نہ اس کے کام اس کا مال آیا اور نہ جو کچھ اس نے کمایا۔ عنقریب وہ شعلے والی آگ میں داخل ہو گا۔ اور اس کی بیوی (بھی آگ میں داخل ہو گی) ایندھن اٹھائے ہوئے۔ اس کی گردن میں مضبوط بٹی ہوئی رسی ہو گی۔

میلادی کہتے ہیں ابولہب کو جہنم میں اس انگلی سے دودھ آتا ہے جس انگلی کے اشارے سے اس نے لونڈی آزاد کی تھی۔ جیسا بچہ منہ میں فیڈر لگائے تو اسے دودھ ملتا ہے اسی طرح ابولہب کو انگلی سے دودھ ملتا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ مولویوں نے انگلی سے دودھ نکالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی کہہ دیا۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں۔ ہاتھوں میں انگلی بھی آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کافروں کو جہنم میں نہ ٹھنڈک پہنچی گی اور نہ پانی۔

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝ اِلَّا حَمِيْمًا وغَسَّاقًا ۝

(سورة النباء، آیت نمبر: ٢٤۔٢٥)

ترجمہ:۔ "نہ اس میں ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کوئی پینے کی چیز مگر گرم پانی اور بہتی پیپ"

لہٰذا تیری بات قرآن کے خلاف ہے۔

عیاشیوں پر حضور ﷺ نہیں آتے

بارہ ربیع الاوّل کو جشن منانے والو! رقص کرنے والو! جعلی داڑھیاں لگانے والو! ٹرک اور ٹرالیاں پر چڑھنے والو! بازاروں میں ناچنے والو! سہریاں لگانے والو! قالین بچھانے والو! یہ تو بتاؤ یہ جشن کس خوشی میں مناتے ہو؟۔ ایک مولوی صاحب کہنے لگے یہ سب کچھ حضور کی آمد پر کرتے ہیں میں نے کہا جہاں اتنا اسراف ہو فضول خرچی ہو وہاں تو حضور آتے ہی نہیں۔

حضور ﷺ اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر نہیں آئے تھے جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ڈیزائن والا

پردہ لٹکایا تھا، تیرے گھر کیسے آئیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَوَجَدَ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا فَلَمْ يَدْخُلْ قَالَ وَقَلَّمَا كَانَ يَدْخُلُ إِلَّا بَدَأَ بِهَا فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَآهَا مُهْتَمَّةً فَقَالَ مَا لَكِ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ فَلَمْ يَدْخُلْ فَأَتَاهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَاطِمَةَ اشْتَدَّ عَلَيْهَا أَنَّكَ جِئْتَهَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا قَالَ وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا [redacted] فَاطِمَةَ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ قُلْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ قُلْ لَهَا فَلْتُرْسِلْ بِهِ إِلَى بَنِي فُلَانٍ حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ وَكَانَ سِتْرًا مَوْشِيًّا

(سنن ابی داؤد : کتاب اللباس ، باب فی اتخاذ الستور ، حدیث ٤١٤٩)

ترجمہ:۔ابن عمر ﷠ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہ ﷝ کے گھر میں تشریف لے گئے، لیکن اندر نہیں گئے۔ اس کے بعد حضرت علی ﷛ گھر آئے تو فاطمہ ﷝ نے ذکر کیا (کہ آپ ﷺ گھر میں تشریف نہیں لائے) علی ﷛ نے اس کا ذکر جب آنحضرت ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کے دروازے پر دھاری دار پردہ لٹکا دیکھا تھا (اس لئے واپس چلا آیا) آپ نے فرمایا کہ مجھے دنیا (کی آرائش وزیبائش) سے کیا سروکار حضرت علی ﷛ نے آکر ان سے آپ کی گفتگو کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ مجھے جس طرح کا چاہیں اس سلسلے میں حکم فرمائیں (آنحضرت ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو)

آپ نے فرمایا کہ فلاں گھر میں اسے بھجوادیں۔ انہیں اس کی ضرورت ہے۔

نبی پاک ﷺ بیٹی کے گھر نہیں گئے۔ تیرے گھر میں کیسے آئیں گے تیری محفلوں میں کیسے آئیں گے جہاں سارے ہی شیطانی آلات ہوتے ہیں۔

تم نے جو کچھ کرنا ہے یہ سب کچھ غریب کے گھر پہنچادو۔ کسی غریب کی غربت ختم کرو، یہ سنت رسول ﷺ ہیں فضول خرچی کرنے سے رسول اللہ ﷺ ناراض ہوتے ہیں خوش نہیں ہوتے۔

آپ ﷺ کے لئے آخرت بہتر ہے

اور یہ بات بھی یاد رکھنا کہ حضور جب آخرت کو چلے گئے ہیں تو اب واپس دنیا میں نہیں آئیں گے تم جتنا مرضی بلالو کیونکہ قرآن نے کہا:۔

وَالضُّحٰى ﴿1﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿2﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿3﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿4﴾

(سورۃ الضحیٰ، آیت نمبر: ۱۔۴)

ترجمہ:۔ دھوپ چڑھنے کے وقت کی قسم! اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے! کہ نہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا اور نہ تجھے ناپسند کیا۔ اور یقیناً پیچھے آنے والی حالت تیرے لیے پہلی سے بہتر ہے۔

آخرت والی زندگی آپ کے لئے بہتر ہے۔ دنیا کی زندگی سے۔

نبی ﷺ پاک بہتر زندگی میں ہے مولوی نبی پاک کو گھٹیا زندگی کی طرف بلاتا ہے۔ اور قرآن اعلیٰ زندگی کی طرف بلاتا۔

نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا تھا۔

"خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ" مجھ سے اپنی عبادت کے طریقے سیکھ لو۔ ہو سکتا ہے آئندہ

سال میں تمہیں نہ مل سکوں۔

(نسائی : کتاب مناسک الحج ، باب الرکوب الی الحمار، حدیث ٣٠٦٣)

عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُولُ لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ

(صحیح مسلم : کتاب الحج : حدیث ١٢٩٧)

ترجمہ :۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوم نحر کو اپنی سواری پر بیٹھ کر کنکریاں پھینک رہے تھے اور فرما رہے تھے مجھ سے اپنے حج کے طریقے سیکھ لو ہو سکتا ہے میں اپنے اس حج کے بعد حج نہ کر سکوں۔

مرض کا آغاز

٢٩ صفر ١١ھ سوموار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے۔ واپسی پر راستے ہی میں سر میں درد شروع ہو گیا اور بخار اتنا تیز ہو گیا کہ سر پر بندھی ہوئی پٹی کے اوپر سے محسوس ہونے لگا۔ یہ آپ کی مرض الموت کا آغاز تھا۔ آپ نے اسی حالتِ مرض میں گیارہ دن نماز پڑھائی، مرض کی کل مدت ١٣ یا ١٤ دن تھی۔

میرے بھائی توجہ فرمایئے! بارہ ربیع الاول کا دن سارے کا سارا غمناک دن ہے کتنا افسوسناک دن ہے اس دن میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے مدینہ میں صف ماتم بچھ گئی آپ ٢٩ صفر سے لے کر بارہ ربیع الاول تک بیماری کی حالت میں رہے تیرہ دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار رہے ہر آنے والا دن کمزوری کی طرف جا رہا تھا۔

سات ربیع الاول کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو مسجد میں جمع ہونے کو کہا وفات

سے پانچ دن پہلے بخار بہت تیز ہو گیا، جس کی وجہ سے تکلیف بھی بڑھ گئی اور غشی طاری ہو گئی۔ آپ نے فرمایا: "مجھ پر مختلف کنوؤں کے سات مشکیزے بہاؤ تاکہ میں لوگوں کے پاس جا کر وصیت کر سکوں"۔ اس کی تکمیل کرتے ہوئے آپ ﷺ کو ایک لگن میں بٹھا دیا گیا اور آپ کے اوپر اتنا پانی ڈالا گیا کہ آپ ﷺ "بس، بس" کہنے لگے۔

حالت مرض میں خطاب

اس وقت آپ نے کچھ تخفیف محسوس کی اور مسجد میں تشریف لے گئے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی منبر پر فروکش ہوئے اور بیٹھ کر خطبہ دیا صحابہ کرام گرداگرد جمع تھے، فرمایا:

"یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنایا"

ایک روایت میں ہے:

"یہود و نصاریٰ پر اللہ کی مار کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا لیا" آپ نے یہ بھی فرمایا: "تم لوگ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے"۔

نبی ﷺ کے خطبہ پر غور کرو آپ نے بیماری کی حالت میں بھی یہ ضرور فرمایا کہ اللہ یہود و نصاری پر لعنت کرے پھر آپ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ لَا تَجعَلْ قَبرِیْ عِیدًا" اللہ میری قبر کو میلہ نہ بنانا"۔

نبی ﷺ کی قبر کے خاکے بنانے والو قبر کی مثیل بنانے والو، بتاؤ روضہ کی تصویر بنانا کون سا دین ہے؟ روضہ کو میلہ بنانا کون سا دین ہے؟ کیا یہ آپ ﷺ کے فرمان کی مخالفت نہیں ہے۔

أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ وَهُوَ كَذَلِكَ يَقُولُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا

(صحيح بخاري : كتاب الصلاة ، باب الصلاة في البيعة، حديث :٤٣٦)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو آپ اپنی چادر کو بار بار چہرے پر ڈالتے۔ جب کچھ افاقہ ہوتا تو اپنے مبارک چہرے سے چادر ہٹا دیتے۔ آپ نے اسی اضطراب و پریشانی کی حالت میں فرمایا: یہودی و نصاریٰ پر خدا کی پھٹکار ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ آپ یہ فرما کر امت کو ایسے کاموں سے ڈراتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے کہ قبروں کو اونچا نہ بناؤ، قبروں پر میلہ نہ لگاؤ، قبروں پر عرس نہ لگاؤ، صحیح مسلم میں حدیث ہے۔

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ.

(صحيح مسلم : كتاب الجنائز ، باب الأمر بتسوية القبر، حديث :٩٦٩)

ترجمہ:۔ ابو الہیاج اسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے اس مشن پر روانہ نہ کروں جس پر مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا؟ وہ مشن یہ ہے کہ کسی تصویر کو نہ چھوڑ مگر اسے مٹا دے اور کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑ مگر اسے برابر کر دے"۔

قبر پرستی اسلام میں جائز نہیں حرام ہے، قبر کی تصویر بنانا قبر کی تمثیل بنانا حرام ہے، قبر پوجنا شرک ہے، شرک اسلام میں جائز نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک نہیں کرنا اگرچہ

تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں، پھر بھی شرک نہیں کرنا، شرک مجبوری کی حالت میں بھی جائز نہیں۔

آپ ﷺ نے اللہ کے پاس جانا پسند کیا

آپ ﷺ نے منبر پر دوسری بات یہ ارشاد فرمائی: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ اللہ کے پاس آجائے یا دنیا میں ٹھہر لے تو اس بندے نے اللہ کے پاس جانا پسند کیا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ إِنْ يَكُنْ اللَّهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ

(صحیح بخاری: کتاب الصلاۃ، باب الخوخۃ والممر فی المسجد، حدیث: ٤٦٦)

ترجمہ:۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے رہنے میں اختیار دیا (کہ وہ جس کو چاہے اختیار کرے) بندے نے وہ پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے یعنی آخرت یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، میں

نے اپنے دل میں کہا کہ اگر خدا نے اپنے کسی بندے کو دنیا اور آخرت میں سے کسی کو اختیار کرنے کو کہا اور اس بندے نے آخرت پسند کر لی تو اس میں ان بزرگ کے رونے کی کیا وجہ ہے۔ لیکن یہ بات تھی کہ بندے سے مراد رسول اللہ ﷺ ہی تھے اور ابو بکر ہم سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آنحضور ﷺ نے ان سے فرمایا۔ ابو بکر آپ روئیے مت۔ اپنی صحبت اور اپنی دولت کے ذریعہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے آپ ہی ہیں اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔ لیکن (جانی دوستی تو اللہ کے سوا کسی سے نہیں ہو سکتی) اس کے بدلہ میں اسلام کی برادری اور دوستی کافی ہے۔ مسجد میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔

نبی پاک ﷺ نے فیصلہ کر لیا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے لیکن مولوی نے نبی پاک کو یہیں رکھنا چاہتا ہے مولوی کہتا ہے آقا آپ ﷺ نہ جائیں اگر آپ ﷺ چلے بھی گئے تو ہم نے ماننا نہیں کیونکہ ہماری روٹی لگی ہوئی ہے لوگوں کو یہی بتائیں گے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں

مولوی نبی ﷺ کی ازواج کو بیوہ بھی مانتا ہے لیکن آپ ﷺ کی وفات نہیں مانتا۔

مولوی نبی ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مانتا ہے لیکن آپ ﷺ کی وفات نہیں مانتا۔

مولوی نبی پاک ﷺ کی وفات پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رونا مانتا ہے لیکن آپ ﷺ کی وفات نہیں مانتا۔

مولوی نبی پاک ﷺ کی قبر اور روضہ مانتا ہے لیکن وفات نہیں مانتا۔

مولوی نبی پاک ﷺ کو غسل دینا مانتا ہے لیکن وفات نہیں مانتا۔

نبی ﷺ نے اس خطبہ میں ارشاد فرمایا جس نے مجھ سے کوئی بدلہ لینا ہو تو لے لے کسی

نے قرضہ لینا ہو تو لے لے۔

نبی ﷺ پھر گھر تشریف لے گئے آپ ﷺ کی بیماری زیادہ ہی ہوتی گئی۔

رسول اللہ ﷺ مرض کی شدت کے باوجود اس دن تک، یعنی وفات سے چار دن پہلے جمعرات تک تمام نمازیں خود ہی پڑھایا کرتے تھے۔ اس روز بھی مغرب کی نماز آپ ہی نے پڑھائی اور اس میں سورہ والمرسلات عرفا پڑھی۔

لیکن عشاء کے وقت مرض کا ثقل اتنا بڑھ گیا کہ مسجد میں جانے کی طاقت نہ رہی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے کہا؟ نہیں یارسول اللہ ﷺ سب آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں آپ نے فرمایا میرے لیے لگن میں پانی رکھو۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے غسل فرمایا اور اس کے بعد اٹھنا چاہا لیکن آپ پر غشی طاری ہو گئی پھر افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا، کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا نہیں یارسول اللہ، سب آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس کے بعد دوبارہ اور پھر سہ بارہ وہی بات پیش آئی جو پہلی بار پیش آچکی تھی کہ آپ نے غسل فرمایا، پھر اٹھنا چاہا تو آپ پر غشی طاری ہوی بالآخر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہلوا بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان ایام میں نماز پڑھائی۔ نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔

آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے مغرب کی نماز پڑھائی والمرسلات کی تلاوت کی نماز کے بعد آپ نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا میرے صحابہ الصلاۃ الصلاۃ نماز کا خیال رکھنا، ﴿وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ اپنی لونڈیوں کا خیال رکھنا ان پر زیادتی نہ کرنا۔

پھر آپ نے فرمایا مسجد نبوی ﷺ کے تمام دروازے بند کر دو سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا انصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے نیکی کرنا ان کی نیکیاں قبول کرنا اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرنا انہوں نے آپ کو جگہ دی انہوں نے اسلام میں میری مدد کی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کا اظہار کرنا اس نے مجھ سے پر بہت احسان کیے ہیں میں نے سب کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسان کے اس کے احسان کا بدلہ اللہ ہی دے گا۔

نبی ﷺ کی موجودگی میں امامت کروانا

آپ ﷺ یہ خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد گھر تشریف لے گئے آپ پر غشی کا دورہ ہوا پھر آپ کو افاقہ ہوا آپ ﷺ نے پوچھا کیا عشاء کی نماز ہو گئی ہے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے انتظار میں کھڑے ہیں۔

کیونکہ جہاں نبی ﷺ موجود ہوں کوئی جماعت نہیں کراتا۔

جاء الحق میں احمد یار گجراتی نے لکھا ہے کہ اب ہماری نماز نبی ﷺ کے پیچھے نہیں ہوتی کیونکہ نبی پاک ﷺ جو نماز عالم برزخ میں پڑھتے ہیں وہ نفلی نماز ہے اور متنفل امام کے پیچھے فرض نماز نہیں ہوتی۔

میں قربان جاؤں اس امت پر جس کی نبی ﷺ پیچھے نہیں ہوتی، جس کی نبی ﷺ پیچھے نہیں ہوتی اسے چاہئے کہ وہ کلمہ چھوڑ دے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کیا نماز ہو گئی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہیں وہ آپ کے منتظر ہیں آپ پر پھر غشی طاری ہو گئی، پھر افاقہ ہوا پھر آپ نے پوچھا کیا نماز ہو گئی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہیں وہ آپ کے منتظر ہیں آپ نے کوشش کی کہ مسجد میں آئیں آپ پر پھر غشی طاری ہوئی پھر افاقہ ہوا آپ نے فرمایا "مُرُوا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم

...وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ.

(صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب اهل العلم و الفضل احق بالامامة، حدیث ٦٧٨)

ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے اور جب بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ وہ نرم دل ہیں جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان کے لئے نماز پڑھانا مشکل ہوگا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی بات کہی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ تم لوگ صواحب یوسف کی طرح (باتیں بناتی) ہو۔ آخر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بلانے آیا اور آپ نے لوگوں کو نبی ﷺ کی زندگی میں ہی نماز پڑھائی۔

نبی ﷺ پہ غشی مولوی پہ خوشی

نبی پاک میں اتنی استطاعت نہیں کہ آپ نماز پڑھا سکیں آپ ﷺ پر غشی کے دورے ہیں اور تو خوشیاں منا رہا ہے پھر کہتا کیا ہے:

ے نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں
سوائے ابلیس کے سب خوشیاں منا رہے ہیں

میں کہتا ہوں کوئی شک نہیں اس میں۔ 12 ربیع الاوّل کو سوائے ابلیس کے مدینے میں کوئی بھی خوش نہیں تھا صحابہ رو رہے تھے اور شیطان خوش ہو رہا تھا۔

احمد یار گجراتی نے لکھا ہے:۔ ۱۲ ربیع الاوّل کو شیطان بھاگا بھاگا پھر رہا ہوتا ہے جبکہ تمام مسلمان خوشی منا رہے ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں واقعی شیطان بھاگا بھاگا پھر رہا ہوتا ہے۔ شیطان بھاگا بھاگا پھر رہا ہوتا ہے۔ بارہ ربیع الاوّل کو شیطان بازاروں میں بھاگا بھاگا پھر رہا ہوتا ہے۔ توجہ کیا کرو۔ کون بھاگا بھاگا پھر رہا ہوتا ہے۔

۹ ربیع الاوّل کو ۱۰ ربیع الاوّل ۱۱ ربیع الاوّل کو حتی کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو فجر کی نماز بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ تین دن ابو بکر صدیق نے پڑھائی۔ آقا کی طبیعت بہت ہی خراب ہو چکی تھی۔ ۱۲ ربیع الاوّل کو فجر کی نماز میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کو نماز کی حالت میں دیکھا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں سے دانتوں کی چمک نکلی۔

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ أَنَسٌ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ.

(صحيح بخاری : كتاب المغازی ، باب مرض النبی وفاته : حدیث :٤٤٤٨)

ترجمہ :۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پیر کے دن مسلمان فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے۔ آپ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ اٹھا کر صحابہ کو دیکھ رہے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں صف باندھے کھڑے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر ہنس پڑے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں آجائیں۔ آپ نے سمجھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، قریب تھا کہ مسلمان اس خوشی کی وجہ سے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر انہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنی نماز توڑنے ہی کو تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نماز پوری کرلو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر حجرہ میں چلے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف بڑھ گئی۔ اور آپ جانتے ہیں کہ پیغمبر کو دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔

اور اس زہر کا اثر بھی ظاہر ہونا شروع ہو گیا تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں کھلایا گیا تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے: اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) خیبر میں جو کھانا میں نے کھالیا تھا اس کی تکلیف برابر محسوس کر رہا ہوں۔ اس وقت مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس زہر کے اثر سے میری جان پر تکلیف ہو رہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی وصیت فرمائی فرمایا:

"اَلصَّلاَۃَ الصَّلاَۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ"

"نماز، نماز، اور تمہارے زیرِ دست" (یعنی لونڈی اور غلام) آپ نے یہ الفاظ کئی بار دہرائے۔

حالت نزع

پھر نزع کی حالت شروع ہو گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی اپنے اوپر ٹیک لگوا دی۔ ان کا بیان ہے کہ اللہ کی ایک نعمت مجھ پر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں، میری باری کے دن میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی۔ اور آپ ﷺ کی موت کے وقت اللہ نے میرا لعاب اور آپ ﷺ کا لعاب اکٹھا کر دیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن کی طرف دیکھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مسواک پکڑ کر اپنے دانتوں سے نرم کیا۔ نرم کر کے آقا ﷺ کو پکڑا دی وہ مسواک آپ ﷺ نے کی۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ نے آخری وقت میں میرا لعاب اور آقا ﷺ کا لعاب ملایا۔

مسواک سے فارغ ہوتے ہی آپ ﷺ نے ہاتھ یا انگلی اٹھائی، نگاہ چھت کی طرف بلند کی اور دونوں ہونٹوں پر کچھ حرکت ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان لگایا تو آپ ﷺ فرما رہے تھے: "ان انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کے ہمراہ جنہیں تو نے انعام سے نوازا۔ اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے۔ اے اللہ! رفیق اعلیٰ" آخری فقرہ تین بار دہرایا، اور اسی وقت ہاتھ جھک گیا۔ اور آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۱۲ ربیع الاوّل کو آقا ﷺ وفات پاگئے۔ مدینے میں کہرام مچ گیا۔ بارہ ربیع الاوّل کو مدینے کی حالت کیا تھی۔ اور گجرات کی حالت کیا ہے۔

پیغمبر کے گھر حالت کیا تھی اور اب مولویوں کی حالت کیا ہے۔ ابو بکر و عمر و عثمان و علی کی حالت کیا تھی اور اب مولویوں کی حالت کیا ہے۔

اللہ کی قسم اگر میرے سامنے ابو بکر عمر عثمان علی رضی اللہ عنہم کے آنسو نہ ہوتے تیرے سارے کام برداشت کر لیتا۔ لیکن میرے سامنے ابو بکر عمر عثمان علی رضی اللہ عنہم کے آنسو ہیں۔ مجھے حسن و حسین رضی اللہ عنہما روتے ہوئے نظر آئے ہیں۔ مجھے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنسو یاد آتے ہیں۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رونا اور ہنسنا

آقا ﷺ نے سکرات کی حالت میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آواز دی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا باپ کی چارپائی کے پاس کھڑی ہیں۔ آقا ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کان میں ایک بات کہی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رونا شروع کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری بات کہی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہنسنا شروع کر دیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بعد میں پوچھا آقا ﷺ نے کیا بات کہی تھی۔ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابا جان ﷺ نے پہلے کہا اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! اب تیری اور میری جدائی کا وقت قریب آگیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ تیری آخری ملاقات ہو۔ آئندہ کے بات میں تجھ سے نہ مل سکوں۔

"یہ بات سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رونا شروع کر دیا"۔

بارہ ربیع الاول کو فاطمہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہے اور مولوی جشن منا رہا ہے۔ تو خوشیاں منا رہا ہے۔ میں تیرا سب کچھ برداشت کر لیتا۔ لیکن میرے سامنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنسو ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہا اے بیٹی (رضی اللہ عنہا) نہ رو۔ آپ ﷺ نے تسلیاں دیں اور کہا جنت میں تم عورتوں کی سردار ہو گی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات

سن کر ہنسنا شروع کر دیا۔

حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ جَمِيعًا لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَام تَمْشِي لَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ خَصَّكِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنْ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِي قَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ فَأَخْبَرَتْنِي قَالَتْ أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدْ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ.

(صحیح بخاری: کتاب الاستئذان، باب مَنْ ناجیٰ بین یدی النّاس، حدیث:٦٢٨٥)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ ﷞ نے بیان کیا کہ یہ تمام ازواج مطہرات (حضور اکرم ﷺ کے مرض وفات میں) آنحضرت ﷺ کے پاس تھیں، کوئی وہاں سے نہیں ہٹا تھا کہ حضرت فاطمہ ﷞ چلتی ہوئی آئیں۔ خدا کی قسم ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے الگ نہیں تھی (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی) جب

حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوش آمدید کہا۔ فرمایا بیٹی! مرحبا! پھر آنحضرت ﷺ نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف انہیں بٹھایا۔ اس کے بعد آہستہ سے ان سے کچھ کہا اور حضرت فاطمہ ؓ بہت زیادہ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ تمام ازواج میں سے میں نے ان سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم میں صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی۔ پھر آپ ؓ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ اٹھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کا راز نہیں کھول سکتی۔ پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو میں نے حضرت فاطمہ ؓ سے کہا کہ میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتادیں انہوں نے کہ اب بتا سکتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب آنحضور ﷺ نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا کہ "جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے سال میں ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال مجھ سے انہوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے، اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا کیونکہ میں تمہارے لئے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں" بیان کیا کہ اس وقت میرا رونا جو آپ نے دیکھا تھا اس کی وجہ یہی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ نے میری پریشانی دیکھی تو آپ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی، فرمایا "فاطمہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو گی یا فرمایا کہ اس امت کی عورتوں کی سردار ہو گی۔"

حضرات! آپ اس حدیث پہ غور کریں فاطمہ ؓ اور عائشہ ؓ کا آپس میں کتنا پیار

ہے اور فاطمہ ؓ بیٹی ہونے کے لحاظ سے کتنا احترام کرتی ہیں آج ہمیں اس راز کا علم نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر ماں بیٹی میں محبت اور احترام نہ ہوتا۔ فاطمہ ؓ نے صرف ماں کا احترام اور حقوق کا خیال رکھتے ہوئے اپنی ماں کو رسول اللہ ﷺ کا راز بتایا ہے۔

آخری وقت

آپ ﷺ نے سکرات کی حالت میں لا اِلٰہ اِلاّ اللّٰہ کہا۔

آپ ﷺ پر موت کی بیہوشی طاری ہے اور لا اِلٰہ اِلاّ اللّٰہ کا ذکر کر رہے ہیں۔

أَنَّ أَبَا عَمْرٍو، ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللَّهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تُوُفِّيَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَأَنَّ اللَّهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ، دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ آخُذُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ، فَتَنَاوَلْتُهُ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ أُلَيِّنُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ، فَلَيَّنْتُهُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ ـ أَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ ـ فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ يَقُولُ " لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ". ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ " فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى " حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ .

(صحیح بخاری : کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، حدیث ٤٤٤٩)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ ؓ کے غلام ابو عمرو ذکوان ؓ نے کہ حضرت عائشہ ؓ فرمایا کرتی تھیں، اللہ کی بہت سی نعمتوں میں ایک نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر میں اور میری باری کے دن

ہوئی۔ آپ اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت میرے اور آپ ﷺ کے تھوک کو ایک ساتھ جمع کیا تھا کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ گھر میں آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی۔ حضور اکرم ﷺ مجھ پر ٹیک لگائے ہوتے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اس مسواک کو دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں، اس لیے میں نے آپ ﷺ سے پوچھا، یہ مسواک آپ ﷺ کے لیے لے لوں؟ آپ ﷺ نے سر کے اشارہ سے اثبات میں جواب دیا، میں نے وہ مسواک ان سے لے لی۔ حضور ﷺ اسے چبا نہ سکے، میں نے پوچھا آپ ﷺ کے لیے میں اسے نرم کر دوں؟ آپ ﷺ نے سر کے اشارہ سے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے مسواک نرم کر دی۔ آپ ﷺ کے سامنے ایک بڑا پیالہ تھا، چمڑے کا یا لکڑی کا (راوی حدیث) عمر رضی اللہ عنہ کو اس سلسلے میں شک تھا، اس کے اندر پانی تھا، آنحضرت ﷺ بار بار اپنے ہاتھ اس کے اندر داخل کرتے اور پھر انہیں اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ. موت کے وقت شدت ہوتی ہے پھر آپ ﷺ اپنا ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے "فی الرفیق الاعلی" یہاں تک کہ آپ ﷺ رحلت فرما گئے اور آپ ﷺ کا ہاتھ جھک گیا۔

آپ ﷺ کی سب سے پہلے آواز۔ سب سے پہلی دعوت قولو لا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ۔

آپ ﷺ کی آخری پکار لا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ۔

آپ ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن حجرے میں موجود ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں اکٹھے ہیں۔ بارہ ربیع الاول ظہر سے پہلے کا وقت ہے۔

حجرے سے آواز آئی۔ اے لوگو! آپ کے نبی ﷺ وفات پا چکے ہیں۔

مسجد نبوی میں کہرام مچ گیا۔ جہاں کوئی کھڑا تھا کھڑا رہ گیا۔ جہاں کوئی بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا۔ غم کی تصویر بن کر مدینہ ساکت ہو گیا۔

یہ وہی وقت ہے جب تو بھنگڑے ڈالتا ہے۔ یہ وہی وقت ہے جب تو جشن مناتا ہے۔ یہ وہی وقت ہے جب تو بازاروں میں نکلتا ہے۔

اللہ کی عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی وفات

عمر رضی اللہ عنہ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ حواس بے قابو ہو گئے۔ کہنے لگے۔ "وَاللّٰهُ مَامَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" اللہ کی قسم! رسول اللہ فوت نہیں ہوئے۔ یہ تو ویسے ہی جیسے موسیٰ طور پر گئے تھے اور چالیس راتوں کے بعد واپس آگئے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ دوبارہ واپس آئیں گے اور منافقوں کو سیدھا کریں گے۔

اتنی دیر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے۔ اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کے وجود پر سفید رنگ کی یمنی چادر ڈالی گئی تھی۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرے سے چادر ہٹائی۔ چہرے کا بوسہ دیا اور آنکھوں سے آنسو آگئے۔ فرمایا آقا ﷺ اللہ نے آپ کی زندگی بھی اعلیٰ بنائی ہے اور موت بھی اعلیٰ بنائی ہے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنسو بہائے۔ اور تم اس دن خوشیاں مناتے ہو۔ تم اس دن بھنگڑے ڈالتے ہو۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر دو موتیں نہیں طاری کرے گا۔ جو موت آپ کی آنی تھی وہ آگئی ہے۔

پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر دے دی اور مسجد نبوی میں تشریف لائے صحابہ کرام

مسجد میں کھڑے تھے۔لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ تھے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدھے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا:۔

"مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَمِنْكُمْ مَنْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ"

"جو کوئی تم میں سے اللہ کی عبادت کرتا تھا تو بیشک اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی اور جو کوئی تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں"۔

میں اپنی آنکھوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھ کر آیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت آچکی ہے۔

پھر ابو کر صدیق نے آیت پڑھی:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝

"بیشک آپ فوت ہونے والے ہیں اور بیشک وہ بھی فوت ہونے والے ہیں۔"

پھر دوسری آیت پڑھی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

(سورۃ آل عمران : آیت نمبر :۱۴۴)

ترجمہ:۔اور محمد تو ایک رسول ہے، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے۔ تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں، اور جو کوئی پھرے جائے گا الٹے پاؤں تو ہر گز نہ بگاڑے گا اللہ کا کچھ اور اللہ ثواب

دے گا شکر گزاروں کو۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں یوں لگا کہ یہ آیتیں ابھی آسمان سے نازل ہوئیں ہیں۔

تلوار نیام میں ڈال لی۔ ہر ایک کی زبان پر یہی آیت تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اس سے بہتر اور تابناک دن میں نے کبھی نہیں دیکھا اور جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس سے زیادہ قبیح اور تاریک دن بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا کا غم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرط غم سے فرمایا:

"یَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ، یَا اَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ، یَا اَبَتَاهُ اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاهُ"

"ہائے ابا جان! جنہوں نے پروردگار کی پکار پر لبیک کہا، ہائے ابا جان! جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔ ہائے ابا جان! ہم جبریل علیہ السلام کو صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی خبر دیتے ہیں۔"

صحابہ کی حالت پریشان اور غمزدہ ہو گئی۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی وفات کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ کسی نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

تمہیں کیا لگے۔ تم نے تو جشن منانا ہے تم نے تو بھنگڑا ڈالنا ہے۔ تمہیں تو عیاشی سے غرض ہے۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوأَنَّها
صُبَّتْ عَلَى الايَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَ

مجھ پر اتنی مصیبتیں آئیں اگر روشن دنوں پر آتیں تو وہ تاریک راتیں بن جاتے۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ ـ وَاكَرْبَ أَبَاهُ. فَقَالَ لَهَا " لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ" . فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا أَبَتَاهْ، أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ، يَا أَبَتَاهْ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ، يَا أَبَتَاهْ إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهْ . فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ ـ عَلَيْهَا السَّلَامُ ـ يَا أَنَسُ، أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ التُّرَابَ

(صحيح بخاری : كتاب المغازی ، باب مرض النبی ووفاته ، حديث :٤٤٦٢)

ترجمہ:۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ شدت مرض کے زمانے میں نبی کریم ﷺ کی بے چینی بہت بڑھ گئی تھی۔ حضرت فاطمہ الزہرا ﷺ نے کہا، آہ ابا جان کو کتنی بے چینی ہے۔ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا، آج کے بعد تمہارے اباجان کی یہ بے چینی نہیں رہے گی۔ پھر جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، ہائے ابا جان! آپ اپنے رب کے بلاوے پر چلے گئے، ہائے ابا جان! آپ جنت الفردوس میں اپنے مقام پر چلے گئے۔ ہم جبریل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔ پھر جب آنحضرت ﷺ دفن کر دیئے گئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا "انس! تمہارے دل رسول اللہ ﷺ کی نعش پر مٹی ڈالنے کے لیے کس طرح آمادہ ہوگئے تھے۔"

رسول اللہ ﷺ کی قبر

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمارا پروگرام تھا آپ ﷺ کی قبر بقیع کی قبرستان میں بناتے لیکن اس خیال سے نہ بنائی کہ آپ ﷺ کی قبر کی پرستش شروع کردیں گے قبر کی مٹی چاٹنی شروع کردیں گے اس وجہ سے قبر میرے حجرے میں بنائی تاکہ لوگ آپ کی قبر کو عبادت گاہ نہ بنائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ لَوْلَا ذَلِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خَشِيَ أَوْ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا

(صحيح بخاري : كتاب الجنائز، باب ماجآء في قبر النبي ، حديث ١٣٩٠)

ترجمہ :۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس مرض کے موقع پر فرمایا تھا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی یہود و نصاریٰ پر لعنت ہو۔انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بنالیا۔اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر بھی کھلی رہنے دی جاتی۔ لیکن ڈر اس کا ہے کہ کہیں اسے بھی لوگ سجدہ گاہ نہ بنالیں۔

میری جماعت کا موقف ہے کہ ساری دنیا کا غم ایک طرف اکیلے رسول اللہ ﷺ کی وفات کا غم ایک طرف۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کا غم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا غم ساری عمر رہا اتنا غم کسی کی وفات پر نہیں کرتیں تھیں جتنا رسول اللہ ﷺ کی وفات پر کیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، حدیث ٤٤٤٦)

ترجمہ:۔ حضرت نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان (سر رکھے ہوئے) تھے۔ حضور اکرم ﷺ (کی شدت سکرات) دیکھنے کے بعد اب میں کسی کے لیے بھی نزع کی شدت کو برا نہیں سمجھتی۔



خطبہ جمعہ

صحیح عقیدہ اور بشریت رسول ﷺ

کچھ صفات مثبت ہیں اور کچھ منفی ہیں دونوں پر ایمان لانا ضروری ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۗ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

(آل عمران آیت : ١٤٤)

ترجمہ :۔اور محمد تو ایک رسول ہے، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہر گز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

صحیح عقیدہ کی برکات

ذی وقار بزرگو دوستو!

یہ بات یاد رکھو جس شخص کا عقیدہ درست نہیں اس کی نجات ممکن نہیں، عقیدے کا صحیح اور درست ہونا تو انتہائی ضروری ہے اگر عقیدہ درست ہوا تو پھر ننانوے دفتر گناہ کے بھی معاف ہو جائیں گے۔

عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُولُ أَتُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ أَفَلَكَ عُذْرٌ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلَّاتِ فَقَالَ إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ فَطَاشَتْ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتْ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللَّهِ شَيْءٌ

(سنن ترمذی : کتاب الایمان ، باب فیمن یموت وھو یشھد ، حدیث ۲۶۳۹)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے میری امت میں سے ایک آدمی کو کھڑا کریں گے اور اس کے سامنے ننانوے رجسٹر پھیلا دیں گے ایک رجسٹر تا حد نگاہ وسیع ہوگا پھر اللہ تعالیٰ کہیں گے کیا تو ان میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرتا ہے کیا میرے کاتبین نے تجھ پر کوئی ظلم تو نہیں کیا تو وہ کہے گا نہیں اے میرے رب۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے کیا کوئی عذر پیش کرنا ہے تو کرلو۔ وہ کہے گا میرے پاس کوئی عذر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے۔ آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا، ایک چھوٹی سی پرچی نکالی جائے گی اس میں ہوگا اشھد ان لا الہ الا اِللّٰہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ اللہ تعالیٰ کہیں گے اس کا وزن دیکھو تو وہ کہے گا اے میرے رب یہ

چھوٹی سی پرچی اتنے بڑے رجسٹروں کے مقابلے میں کیا کرے گی، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تجھ پر آج ظلم نہیں ہو گا،ان رجسٹروں کو ایک پلڑے میں اور اس پرچی کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا تو وہ ننانوے رجسٹر ہلکے ہو جائیں گے اور وہ چھوٹی سی پرچی وزنی ہو جائے گی کیونکہ اللہ کے نام کے ساتھ کوئی چیز بھی ثقیل نہیں ہو سکتی۔

اہلحدیث مشرک نہیں

اس آدمی نے ساری زندگی شرک نہیں کیا ہو گا۔ عقیدہ توحید بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرو تمہیں عقیدہ صحیح اور درست ملا ہے۔ اللہ کی پوری زمین میں اہلحدیثوں کو مشرک کہنے والا کوئی نہیں۔ اہلحدیث مشرک نہیں ہو سکتا۔ اللہ کا بہت احسان ہے۔ کتنی بڑی گواہی ہے کہ پورے ملک میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو اہلحدیثوں کو مشرک کہے۔

دنیا توحید والوں کی وجہ سے قائم ہے

اللہ تعالیٰ کی غیرت کبھی گوارہ نہیں کرتی کہ مشرک کے لئے سورج طلوع کرے چاند روشن کرے جب دنیا میں ایک بھی توحید پرست باقی نہ رہے گا اللہ تعالیٰ قیامت برپا کردیں گے مشرکین کو اہلحدیث کا احسان مند ہونا چاہئے دنیا کا نظام اہل توحید کی وجہ سے قائم ہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللَّهُ اللَّهُ

(صحيح مسلم : كتاب الايمان ، باب ذهاب الايمان آخر الزمان ، حديث ١٤٨)

ترجمہ:۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہو گی حتیٰ کہ کوئی اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ ہو۔

توحید جنت کی گارنٹی

جس بندے کے دل میں لا الہ الا اللہ موجود ہے اور اس نے کبھی شرک نہیں کیا اس کی نجات یقینی ہو گی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ

(بخاری: كتاب الجنائز: باب ماجاء في الجنائز، حديث:١٢٣٨)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مرے کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراتا تھا تو وہ جہنم میں جائے گا اور میں نے کہا پھر جو اس حالت میں مرا کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں جائے گا۔

عمل قلیل، اجر کثیر

جس شخص کے پاس توحید موجود ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پکارتا نہیں، اس کے عقیدے میں شرک نہیں اس کی نجات یقینی ہے۔ خواہ اس نے اور کوئی عمل نہ بھی کیا ہو"۔

عَنْ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ قَالَ أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا

(صحيح بخاری: كتاب الجهاد، باب عمل صالح قبل القتال، حديث:٢٨٠٨)

ترجمہ:۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

ایک صاحب زرہ پہنے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں پہلے جنگ میں شریک ہو جاؤں یا پہلے اسلام لاؤں۔ آپ نے فرمایا اسلام لاؤ پھر جنگ میں شریک ہونا۔ چنانچہ وہ پہلے اسلام لائے اور اس کے بعد جنگ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کم کیا لیکن اجر بہت پایا۔

اس آدمی نے نماز نہیں پڑھی روزہ نہیں رکھا، زکوۃ نہیں دی، حج نہیں کیا رسول اللہ نے اسے جنتی کہا کیونکہ اس کے دل میں توحید کا اقرار تھا۔ نماز کا وقت ملا ہی نہیں روزہ کا وقت ملا ہی نہیں، حج کا موقعہ ملا ہی نہیں، نجات صرف کلمہ کی وجہ سے ہوئی۔

لوگو! ہم نے ہر شے توحید پر قربان کر دی ہے صرف لا الہ الا اللہ کی بنا پر، ہم نے غیر اللہ کے نام پر کھیریں نہیں کھائیں غیر اللہ کے نام پر بکرے نہیں کھائے۔ چڑھاوے نہیں چڑھائے۔ شیرینی نہیں کھائی۔ صرف اس وجہ سے کہ قیامت کے دن ہمارا نامہ اعمال اللہ کے سامنے کھلے تو صاف پتہ چلے کہ ہم نے لا الہ الا اللہ کلمہ سے غداری نہیں کی۔

یہ وہ عظیم عقیدہ ہے کہ صرف اس کے سمجھنے اور اقرار کرنے سے نجات مل جاتی ہے۔

آیئے ایک اور حدیث سماعت فرمایئے عمل اس نے بھی کوئی نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمادی۔

عَنْ أَنَس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمْ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنْ النَّارِ

(صحیح بخاری : کتاب الجنائز ، باب اذا اسلم الصبی ، حدیث ۱۳۵۶)

ترجمہ:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی لڑکا (عبدالقدوس) نبی

کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن وہ بیمار ہو گیا۔ آپ ﷺ اس کا مزاج معلوم کرنے کے لئے تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ وہیں موجود تھا۔ اس نے کہا کہ (کیا مضائقہ ہے) ابو القاسم ﷺ جو کچھ کہتے مان لے۔ چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا۔ جب آنحضرت ﷺ باہر نکلے تو آپ نے فرمایا کہ شکر ہے اللہ پاک کا جس نے اس بچے کو جہنم سے بچالیا۔

اہل حدیثو! بیمار کی بیمار پرسی کیا کرو۔ ہمسائے کی بیمار پرسی کیا کرو، رسول اللہ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت کسی کی بیماری پرسی کرے شام تک۔ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔

عَنْ سَعِيْد بن عَلاقَة قَالَ أَخَذَ عَلِيٌّ بِيَدِي قَالَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْحَسَنِ نَعُودُهُ فَوَجَدْنَا عِنْدَهُ أَبَا مُوسَى فَقَالَ عَلِيٌّ أَعَائِدًا جِئْتَ يَا أَبَا مُوسَى أَمْ زَائِرًا فَقَالَ لَا بَلْ عَائِدًا فَقَالَ عَلِيٌّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ

(جامع ترمذی: كتاب الجنائز، باب: ماجاء في عيادة المريض، حديث:٩٦٩)

ترجمہ:۔ سعید بن علاقہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا آؤ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کریں، جب ہم عیادت کرنے آئے تو وہاں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو پایا، علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ زیارت کرنے آئے ہیں یا عیادت کرنے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں عیادت کرنے آیا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کیلئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ اور جو شام کے وقت عیادت کرے تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کیلئے رحمت اور بخشش کی دعائیں کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغیچہ بنا دیا جاتا ہے۔

مریض کی عیادت کرنے والا جب تک مریض کی عیادت میں رہے گا وہ اس طرح سمجھے کہ جنت کے باغیچہ میں بیٹھا ہے

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِدُ الْمَرِيضِ فِي مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ

(صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب فضل عيادة المريض، حديث:٢٥٦٨)

ترجمہ:۔ ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مریض کی عیادت کرنے والا جنت کے باغیچے میں ہوتا ہے جب تک واپس نہ لوٹے۔

نبی ﷺ نے اس بچے کی عیادت کی اور اس پر کلمہ پیش کیا اس نے کلمہ پڑھا آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔

اس بچے کے پاس کوئی عمل نہیں صرف لا الہ الا اللہ ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَہ مِنَ النَّارِ ۔

توحید اللہ تعالیٰ کا حق ہے

یہ وہ عظیم عقیدہ ہے جس کے متعلق آپ نے فرمایا:۔

"جو شخص اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرے اللہ تعالیٰ پر فرض ہے کہ اسے جنت میں ضرور داخل کرے۔"

عَنْ مُعَاذٍ ـ رضی الله عنه ـ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ، فَقَالَ "يَا مُعَاذُ، هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ". قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ " فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لاَ يُعَذِّبَ مَنْ لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ". فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلاَ أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ " لاَ تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا " .

(صحیح بخاری : کتاب الجهاد و السیر، حدیث : ۲۸۵٦)

ترجمہ :۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جس گدھے پر سوار تھے، میں اس پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس گدھے کا نام عفیر تھا۔ آپ نے فرمایا اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کی لوگوں کو بشارت نہ دے دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگوں کو اس کی بشارت نہ دو ورنہ وہ خالی اعتماد کر بیٹھیں گے۔ (اور نیک اعمال سے غافل ہو جائیں گے)۔

تیرے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں پھر بھی اس کلمے سے غداری نہ کرنا تیرے جسم کو کاٹ دیا جائے پھر بھی اس کلمہ سے غداری نہ کرنا تیرے بچے ذبح کر دیئے جائیں پھر بھی اس کلمہ سے غداری نہ کرنا تیرا مال اولاد تباہ ہو جائے پھر بھی اس کلمے سے غداری نہ کرنا۔

مثبت اور منفی صفات

میں آپ کے سامنے ایک عقیدہ رکھنا چاہتا ہوں اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو بات سمجھ آجائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات ایسی ہیں جو اللہ کے لئے ثابت ہے جنہیں اللہ کے لئے ثابت کرنا ضروری ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ خالق ہے، رازق ہے، مالک ہے، رحیم، کریم ہے، ستّار ہے، غفّار ہے۔ سمیع ہے۔ بصیر ہے۔ علیم ہے۔

اور کچھ ایسی صفات ہیں جن کی اللہ سے نفی کرنا ضروری ہے مثلاً اللہ کی اولاد نہیں، اللہ تعالیٰ کسی کے بیٹے نہیں، اللہ تعالیٰ کی بیوی نہیں، اللہ تعالیٰ اونگھ سے پاک ہے اللہ تعالیٰ نیند سے پاک ہے اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ تھکاوت سے پاک ہے۔

اب اللہ تعالیٰ پہ کامل ایمان تب ہی ہو سکتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو تسلیم کیا جائے اور منفی صفات کی نفی بھی کی جائے اس طرح رسول اللہ ﷺ کی ذات کو تسلیم کرنا بھی دو طرح سے ہے، آپ ﷺ کی کچھ صفات ایسی ہیں جنہیں تسلیم کرنا ضروری ہے اور کچھ صفات ایسی ہیں جن کی آپ سے نفی کرنا ضروری ہے۔

مثلاً:۔ قرآن مجید میں ہے آپ ﷺ شاہد ہیں آپ ﷺ بشیر ہیں آپ ﷺ نذیر ہیں۔ آپ ﷺ مبشر ہیں آپ ﷺ سراجاً منیرا ہیں آپ ﷺ ساقی کوثر ہیں آپ ﷺ شافع محشر ہیں۔ تمام صفات آپ ﷺ کے لئے ثابت ہیں۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝

(سورۃ القلم، آیت نمبر:۱۔٤)

ترجمہ:۔ ''ن۔ قسم ہے قلم کی! اور اس کی جو وہ لکھتے ہیں ○ کہ تو اپنے رب کی نعمت سے ہرگز دیوانہ نہیں ہے ○ اور یقیناً تیرے لیے ایسا اجر ہے جو منقطع ہونے والا نہیں ○ اور بلاشبہ تو ایک بڑے خلق پر ہے''۔

آپ ساقی کوثر ہیں:۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۞ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۞ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۞
(سورۃ الکوثر: ۱۔۳)

ترجمہ:۔ بلاشبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی ○ پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر ○ یقیناً تیرا دشمن ہی لاولد ہے''۔

اللہ تعالیٰ آپ سے ناراض نہیں ہوئے، آپ ﷺ کی ہر موقع پر حفاظت کی، اعلیٰ مقام عطا کیا۔

وَالضُّحَىٰ ۞ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۞ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۞ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۞ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۞ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۞ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۞ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ۞ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۞ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۞ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۞
(سورۃ الضحیٰ، آیت نمبر ۱۔۱۰)

ترجمہ:۔ ''دھوپ چڑھنے کے وقت کی قسم! ○ اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے! ○ کہ نہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا اور نہ تجھے ناپسند کیا ○ اور یقیناً پیچھے آنے والی حالت تیرے لیے پہلی سے بہتر ہے ○ اور تیرا رب عنقریب تجھے ضرور (اتنا) عطا کرے گا کہ تو خوش ہو جائے گا ○ کیا اس نے تجھے یتیم نہ پایا، پس جگہ دی ○ اور تجھے راستے سے ناواقف پایا تو راستہ دکھا دیا ○ اور تجھے

تنگدست پایا تو غنی کر دیا○ پس جو یتیم ہے اس پر سختی نہ کر○ اور جو سوال کرنے والا ہے اسے مت جھڑک○ اور جو تیرے رب کی نعمت ہے اسے بیان کر○"۔

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کا سینہ کھول دیا۔

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ﴿٧﴾ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَب ﴿٨﴾

(سورة انشرح، آیت نمبر:١-٨)

ترجمہ:۔ "کیا ہم نے تیرے لیے تیرا سینہ نہیں کھول دیا؟○ اور ہم نے تجھ سے تیرا بوجھ اتار دیا○ جس نے تیری پیٹھ توڑ رکھی تھی○ اور ہم نے تیرے لیے تیرا ذکر بلند کر دیا○ کیونکہ یقیناً مشکل کے ساتھ ایک آسانی ہے○ بے شک اسی مشکل کے ساتھ ایک اور آسانی ہے○ تو جب تو فارغ ہو جائے تو محنت کر○ اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کر○"۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿﴾

(سورة الاحزاب، آیت نمبر:٤٥)

ترجمہ:۔ اے نبی! بے شک ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿﴾

(سورة الانبیاء، آیت نمبر:١٠٧)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر جہانوں پر رحم کرتے ہوئے۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

(سورۃ الاسراء، آیت نمبر:۷۹)

ترجمہ:۔ اور رات کے کچھ حصے میں پس اس کے ساتھ بیدار رہ، اس حال میں کہ تیرے لیے زائد ہے، قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے۔

یہ ساری صفات میرے مصطفیٰ ﷺ میں موجود ہیں ان کو تسلیم کرنا ایمان ہے۔

تین چیزوں کی نفی

اس طرح کچھ صفات ایسی ہیں جن کی آپ ﷺ سے نفی کی گئی ہے۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے:

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا أُمَّتَاهْ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعَرِي مِمَّا قُلْتَ أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْآيَةَ. وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام فِي صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ

(صحیح بخاری، کتاب: تفسیر القرآن، حدیث:۴۸۵۵)

ترجمہ:۔ مسروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے ایمان والوں کی ماں! کیا حضرت محمد ﷺ نے معراج کی رات میں اپنے

رب کو دیکھا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم نے ایسی بات کہی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیا تم ان تین باتوں سے بھی ناواقف ہو؟ جو شخص بھی تم میں سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو شخص یہ کہتا ہو کہ حضرت محمد ﷺ نے شب معراج میں اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے آیت **لا تدركه الابصار** سے لے کہ **من وراء حجاب** تک کی تلاوت کی اور کہا کہ کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ سے بات کرے سوا اس کے کہ وحی کے ذریعہ ہو یا پھر پردے کے پیچھے ہو اور جو شخص تم سے کہے کہ آنحضرت ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے تھے وہ بھی جھوٹا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے آیت **وما تدری نفس ما تکسب غدا** یعنی "اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا۔" کی تلاوت فرمائی۔ اور جو شخص تم میں سے کہے کہ آنحضرت ﷺ نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ بھی جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی **یاایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك** یعنی اے رسول! پہنچا دیئے وہ سب کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے۔ ہاں آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے تین چیزوں کی نفی کر دی ہے۔

ا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ ۲۔ آپ ﷺ کو کل کے متعلق علم نہیں کہ کیا ہو گیا۔ ۳: آپ نے وحی سے کوئی چیز چھپائی نہیں۔ جو ان تینوں چیزوں کے خلاف عقیدہ رکھے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔

کل کی خبر

آیئے ایک اور روایت سنیے:۔

عَنْ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولِي هَكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ

(صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب شهود الملائكة، حدیث:٤٠٠١)

ترجمہ:۔ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جس رات میری شادی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ اس کی صبح کو میرے یہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے، جیسے اب تم یہاں میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ چند بچیاں دف بجا رہی تھیں اور وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جن میں ان کے ان خاندان والوں کا ذکر تھا جو بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے، انہیں میں ایک لڑکی نے یہ مصرع بھی پڑھا کہ "ہم میں نبی ﷺ ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں۔" نبی ﷺ نے فرمایا یہ نہ پڑھو بلکہ جو پہلے پڑھ رہی تھیں وہی پڑھو۔

ہمارا اختلاف یہ ہے کہ مولوی یہ کہتے ہیں سب کچھ آپ ﷺ کے لئے ثابت کیا جائے آپ ﷺ سے کسی صفت کی نفی نہ کی جائے۔

جن صفات کی نفی کی گئی ہے ان کی نفی کیوں نہیں کرتے وہ عوام میں کیوں نہیں بیان کرتے تم اپنے گھروں میں قرآن کھول کر خود دیکھ کر پڑھ لینا ہم آپ سے کوئی چیز چھپانا نہیں چاہتے ایک صفت ایسی لایئے جو قرآن نے بیان کی ہو اور ہم اسے تسلیم نہ کریں۔

اور جس صفت کی قرآن آپ ﷺ سے نفی کرے اس کی نفی کرنا بھی ضروری ہے۔ اسے ثابت کرنا غلط ہے۔

لوگو! ہم نے قرآن نہیں بدلا ہم نے قرآن میں تحریف نہیں کی۔ ہم نے قرآن میں ردوبدل نہیں کیا۔

حد سے نہ بڑھو

نبی ﷺ نے فرمایا لوگو! میری شان نہ بڑھایا کرو۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ

(صحیح بخاری : کتاب احادیث الانبیاء، باب قوله واذكر في الكتاب مريم، حديث:٣٤٤٥)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے سنا تھا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو نصاریٰ نے ان کے مرتبے سے زیادہ بڑھادیا ہے۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لئے یہی کہا کرو (میرے متعلق) کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

لہٰذا اب میرا حق بنتا ہے کہ جو کہے نبی ﷺ مشکل کشا ہے۔ بس اس کا رد کروں جو کہے نبی ﷺ حاجت روا ہیں میرا حق بنتا ہے میں اس کی نفی کروں، جو کہے جو اللہ اور اس کا نبی ﷺ چاہے میرا حق بنتا ہے میں اس کی نفی کروں، جو کہے اللہ نبی وارث میرا حق بنتا ہے میں اس کی نفی کروں،

جو نعرہ حیدری مارے میرا حق بنتا ہے میں اس کی نفی کروں۔ جو یا غوث کا نعرہ مارے

میرا حق بنتا ہے میں اس کی نفی کروں۔ جو کہے: محمد ﷺ مشکل کشا ہیں تم کہو: جھوٹ بولتے ہو۔

جو کہے محمد ﷺ حاجت روا ہیں تم کہو جھوٹ بولتے ہو۔

جو کہے محمد ﷺ سب کچھ جانتے ہیں تم کہو جھوٹ بولتے ہو۔

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کیا کہتی ہیں۔

جو کہے آپ ﷺ کل کے متعلق جانتے ہیں تم کہو وہ جھوٹا ہے۔

جس کی زبان میں لا الہ الا اللہ کا ذکر جاری رہا اور غیر اللہ کی نفی کرتا رہا اس پر اس کی موت آگئی دخل الجنة ،

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجنة ، باب فی التلقین ،حدیث:۳۱۱۶)

ترجمۃ :۔ معاذ بن جبل بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کی آخری آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مخلوق میں سے کوئی اللہ کا جز نہیں

آو! میں قرآن سے ایک اور دلیل پیش کروں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝

(سورة الاخلاص ، آیت نمبر:۳)

ترجمۃ :۔ ”نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔“

میں نے یہ آیت اس لیے پڑھی ہے عیسائیوں نے کہا عیسیٰ اللہ سے پیدا ہوئے ہیں یہودیوں نے کہا عزیر اللہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٠﴾

(سورة التوبة : آیت نمبر:۳۰)

ترجمہ:۔ ”اور یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کا اپنے مونہوں کا کہنا ہے، وہ ان لوگوں کی بات کی ریس کر رہے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے کفر کیا۔ اللہ انہیں مارے، کدھر بہکائے جا رہے ہیں“۔

آج کے مولویوں نے کہا نور من نور اللہ محمد اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اللہ سے جدا ہوئے ہیں اور اللہ کے جز ہیں۔

آپ ﷺ آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں

میرا حق بنتا ہے کہ میں نفی کروں ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ اللہ کا کوئی جز نہیں۔ اللہ کا بیٹا کوئی نہیں۔ اللہ کا ہمسر کوئی نہیں۔ میرے محمد اللہ سے پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ آدم کی اولاد میں سے ہیں۔

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۤ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَاۗءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾

(سورة المريم، آیت نمبر: ۵۸)

ترجمہ:۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا نبیوں میں سے آدم کی اولاد سے اور ان لوگوں سے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا اور ابراہیم اور

اسرائیل کی اولاد سے اور ان لوگوں سے جنہیں ہم نے ہدایت دی اور چن لیا۔ جب ان پر رحمان کی آیات پڑھی جاتی تھیں وہ سجدہ کرتے اور روتے ہوئے گر جاتے تھے“۔

لوگو! ایک اور روایت پر توجہ کرو:

معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات پیغمبروں سے ہوئی ہر پیغمبر نے آپ ﷺ کا استقبال کیا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔ جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کھولو۔ اس نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل، پھر انہوں نے پوچھا کیا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا، ہاں میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں انہوں نے پوچھا کہ کیا ان کے بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا، جی ہاں! پھر جب انہوں نے دروازہ کھولا تو ہم پہلے آسمان پر چڑھ گئے، وہاں ہم نے ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان کے داہنی طرف کچھ لوگوں کے جھنڈ تھے اور کچھ جھنڈ بائیں طرف تھے۔ جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے تو مسکراتے اور جب بائیں طرف نظر کرتے تو روتے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا: مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح آؤ اچھے آئے ہو۔ صالح نبی اور صالح بیٹے! میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں جو جھنڈ ہیں یہ ان کے بیٹوں کی روحیں ہیں۔ جو جھنڈ دائیں طرف ہیں وہ جنتی ہیں اور بائیں طرف کے جھنڈ دوزخی روحیں ہیں۔ اس لئے جب وہ اپنے دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوشی سے مسکراتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رنج سے) روتے

ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ساتویں آسمان پر پھر میں ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا۔ انہوں نے فرمایا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح آؤ اچھے آئے ہو صالح اور صالح بیٹے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

ہر نبی نے کہا میرے بھائی مبارک ہو:۔مرحبا بالاخ الصالح

لیکن آدم علیہ السلام نے کہا:۔مرحبا بالابن الصالح

ابراہیم علیہ السلام نے کہا:۔مرحبا بالابن الصالح

نبی ﷺ نے کہا ابراہیم علیہ السلام کی شکل میرے ساتھ بہت ملتی ہے اگر ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنا چاہتے ہو تو مجھے ہی دیکھو لو "اَمّا اِبراھیم فانظُروا الی صاحِبِکُمْ"

مان لو آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہے۔ میرے نبی ﷺ کی شکل ابراہیم علیہ السلام جیسی اور حسن و حسین کی شکل میرے نبی ﷺ جیسی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چال میرے نبی ﷺ جیسی، پھر مان لے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝

(سورۃ الکھف، آیت نمبر: ۱۱۰)

ترجمۃ:۔ کہہ دے میں تو تم جیسا ایک بشر ہی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود برحق صرف ایک ہی معبود ہے تو جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو پس لازم ہے کہ وہ عمل کرے نیک عمل اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے"۔

جب قرآن مجید سے ہمیں یہ عقیدہ مل گیا ہے تو پھر ہم گستاخ کیسے ہم گستاخ نہیں

بلکہ قرآن والا عقیدہ ہمارا عقیدہ ہے اگر قرآن گستاخی کرتا ہے تو پھر کوئی بھی شان بیان نہیں کر سکتا۔

مسئلہ نور و بشر

لوگو یہ مسئلہ عقیدے کا ہے۔ ہمارا اختلاف لوگوں سے نور بشر کا نہیں۔ اختلاف نور من نور اللہ کا ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے آپ ﷺ بشر ہیں۔

آپ ﷺ بشر ہیں لیکن آپ ﷺ کی حدیث نور ہے۔

آپ ﷺ بشر ہیں لیکن آپ ﷺ کی ایک ایک ادا ہمارے لیے نور ہے۔

آپ ﷺ بشر ہیں لیکن آپ ﷺ پر جو قرآن نازل ہوا وہ نور ہے۔

ہمارا اختلاف اس سے ہے جو آپ ﷺ کو نور من نور اللہ کہتا ہے۔

مولوی کہتا ہے آپ ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں ہم کہتے ہیں آپ ﷺ آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں آپ ﷺ کی اولاد ہیں۔ آپ ﷺ کے دادا تھے، آپ ﷺ کا باپ تھا، آپ ﷺ کے سسرال تھے، آپ ﷺ کے ننھیال تھے آپ ﷺ کے دودھیال بھی تھے۔ جس کے سسرال، ننھیال، دودھیال ہوں وہ بشر ہوتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ۝

(سورۃ الفرقان، آیت نمبر:٥٤)

ترجمہ:۔ "اور وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر کو پیدا کیا پھر اسے خاندان اور سسرال بنادیا اور تیرا رب ہمیشہ بے حد قدرت والا ہے"۔

بشر کے سسرال ہوتے ہیں بشر کے ننھیال ہوتے ہیں بشر کے دودھیال ہوتے ہیں

بشر کے داماد ہوتے ہیں بشر کی بیٹیاں ہوتی ہیں۔ یہ سب کچھ میرے پیغمبر ﷺ کے رشتے دار تھے۔

میرے نبی ﷺ کی بیٹیاں تھیں وہ بھی بشر تھیں۔

میرے نبی ﷺ کے داماد تھے وہ بھی بشر تھے۔

میرے نبی ﷺ کے چچا تھے وہ بھی بشر تھے۔

میرے نبی ﷺ کے ننھیال تھے وہ بھی بشر تھے۔

میرے نبی ﷺ کے سسرال تھے وہ بھی بشر تھے۔

میرے نبی ﷺ کا سارا خاندان بشر ہے لہٰذا ماننا پڑے گا آپ ﷺ بھی بشر تھے۔

جب آپ ﷺ کی ماں آمنہ بشر ہے تو آپ ﷺ بشر کیوں نہیں ؟ جب آپ ﷺ کا باپ عبداللہ بشر تو آپ ﷺ بشر کیوں نہیں؟ جب آپ ﷺ کا دادا عبدالمطلب بشر ہے تو آپ ﷺ بشر کیوں نہیں جب علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بشر ہیں تو پھر آپ ﷺ بشر کیوں نہیں جب فاطمہ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا بشر ہیں تو آپ ﷺ بشر کیوں نہیں۔

لوگو! قرآن کی کتنی آیات ہیں جن کا انکار کیا جارہا ہے یہ اذان سے پہلے الصلاۃ والسلام علیك یانورًا من نور اللہ کہا جاتا ہے جب کہ رب کہتا ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝

(سورۃ الکھف، آیت: ۱۱۰)

ترجمہ:۔ کہہ دے میں تو تم جیسا ایک بشر ہی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود برحق صرف ایک ہی معبود ہے تو جو شخص اپنے رب کی

ملاقات کی امید رکھتا ہو پس لازم ہے کہ وہ عمل کرے نیک عمل اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے"۔

لوگو! اہل حدیث نے قرآن کا ترجمہ نہیں بدلا لوگوں نے ترجمہ بدل دیا ہے سیالکوٹ میں ایک مولوی تھا اس نے کہا قرآن میں کہیں بھی نہیں آیا کہ آپ بشر تھے لوگوں نے کہا ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کا کیا معنی کرو گے اس نے کہا اس کا ایسا معنی کروں گا جو کسی نے آج تک کیا ہی نہیں اس نے اس کا معنی بیان کیا اس مولوی نے نیا نکتہ بیان کیا ہے اس نے کہا ہے قرآن تو سمجھا ہی میں ہوں آج تک کوئی قرآن کو سمجھ ہی نہیں سکا اس نے کہا کہ ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ میں "اِنَّما" میں "ما" نافیہ ہے۔ اس کا معنی اے محبوب کہہ دیجئے میں نہیں ہوں بشر۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

میں نے کہا بتاؤ قرآن میں دوسرے مقامات پر بھی "اِنَّما" بیان ہوا ہے وہاں اس کا معنی کیا کرو گے

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(سورۃ البقرہ: آیت نمبر:۱۷۳)

ترجمہ:۔ اس نے تو تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز حرام کی ہے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے، پھر جو مجبور کر دیا جائے، اس حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ۔۔ بے شک اللہ بے حد بخشنے والا نہایت رحم والا ہے"۔

کیا اس کا ترجمہ بھی یہ کرو گے کہ:

"بیشک اللہ تعالیٰ نے نہیں حرام کیا خنزیر کا گوشت"۔

اور پھر اسی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

مولوی صاحب اس کا ترجمہ کیا کرو گے؟ کیا یہ ترجمہ کرو گے: "تمہارا اللہ ایک نہیں ہے۔ استغفر اللہ۔

لوگو! جو نبی ﷺ کی بشریت کا انکار کرتا ہے وہ اللہ کے قرآن کا انکار کرتا ہے اللہ فرماتے ہیں۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

(سورۃ الکھف، آیت: ۱۱۰)

ترجمۃ:۔ کہہ دے میں تو تم جیسا ایک بشر ہی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود برحق صرف ایک ہی معبود ہے تو جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو پس لازم ہے کہ وہ عمل کرے نیک عمل اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے"۔

عیسیٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کھانا کھاتے تھے

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿۱۴۴﴾

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر:۱۴۴)

ترجمۃ:۔ اور محمد تو ایک رسول ہے، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو

اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہر گز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

لوگو پریشان نہ ہوں توحید بیمار آدمی کو کڑوی لگتی ہے توحید میٹھی ہے لیکن سمجھنے والا بیمار ہے، بیمار آدمی کے منہ کا ذائقہ ہی کڑوا ہوتا ہے اسے میٹھی چیز بھی کڑوی لگتی ہے بیمار آدمی روتا ہے، چیختا ہے چلاتا ہے لیکن ڈاکٹر کا کام ہے مریض کے رونے کی طرف نہ دیکھے بلکہ اس کا علاج کرے آپریشن کرنا پڑے تو آپریشن بھی کر دے۔

توحید بیان کرنا اہلحدیث کی مجبوری ہے بیمار دل والوں کو شفا ملے گی۔

شفا آپریشن سے ملے گی۔

ڈاکٹر کا کام ہے اندر سے گند نکال دے۔

میں نے ان شاء اللہ آج گند نکال دینا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر:۱۴۴)

ترجمہ:۔اور محمد تو ایک رسول ہے، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہر گز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ

صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

(سورة المائدہ، آیت نمبر:۷۵)

ترجمہ:۔ "مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک رسول ہے، جس سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ ہے، دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ دیکھ ہم ان کے لیے کس طرح کھول کر آیات بیان کرتے ہیں پھر دیکھ کس طرح پھیرے جاتے ہیں"۔

عیسیٰ اللہ کے بیٹے نہیں عیسیٰ کی ماں مریم صدیقہ ہے۔

آگے اللہ نے عیسائیوں کو جواب دیا۔

عیسیٰ میرا بیٹا نہیں، اس کی ماں میری بیوی نہیں کیونکہ وہ دونوں کھانا کھاتے ہیں، میں کھانا نہیں کھاتا اگر میرا بیٹا ہوتا تو کھانا نہ کھاتا وہ کھانا کھاتے تھے، اللہ کے بیٹے نہیں۔ اسی طرح نبی پاک ﷺ بھی کھانا کھاتے تھے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝

(سورۃالفرقان، آیت نمبر:۷)

ترجمہ:۔ "اور انہوں نے کہا اس رسول کو کیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، اس کی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا کہ اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا"۔

جو کھانا کھائے وہ اللہ کا جز نہیں ہو سکتا ہے۔

ہمارے سرگودھا میں ایک مولوی صاحب آئے انہوں نے کہا ساری کائنات کا ٹرول میرے نبی کے پاس ہے پھر تقریر کے آخر میں کہنے لگا اب لوگ اکثر وہابی اس لیے

ہو رہے ہیں انہیں سعودیہ سے ریال آتے ہیں۔

میں نے آئندہ جمعہ میں اس کا جواب دیا اگر نبی پاک کے پاس کائنات کا کنٹرول ہے تو پھر نبی پاک ﷺ کو کہتے کیوں نہیں اے محبوب عاشق ہم ہیں، ریال انہیں دیتے ہو، اے محبوب عاشق ہم ہیں، مسجدیں ان کی بنواتے ہو، یارسول اللہ گھر ہمارے آتے ہو، اور پیسے انہیں دے کر آتے ہو، ہمارے گھر خالی ہاتھ آتے ہو، اور پھر ہمارے مولوی سے کرایہ بھی مانگتے ہو۔ (لاہور ماڈل ٹاؤن والے مولوی سے)

نبی ﷺ کی وفات

آپ ﷺ بشر تھے اسی لیے آپ ﷺ پر موت واقع ہوئی۔

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾

ترجمہ:۔ بے شک تو مرنے والا ہے اور بے شک وہ بھی مرنے والے ہیں"۔

نبی ﷺ پر موت آتی اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے جزء نہیں، اللہ کے حصے نہیں، اگر آپ اللہ کے جزء ہیں تو پھر آپ پر موت کیوں آئی ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿144﴾

(سورة آل عمران: آيت نمبر:144)

ترجمہ:۔ اور محمد تو ایک رسول ہے، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے موت کی نسبت نبی ﷺ کی طرف کی ہے۔ اگر موت نبی ﷺ کیلئے توہین ہوتی تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی موت کا لفظ نبی ﷺ کیلئے استعمال نہ کرتے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

(سورۃ الکہف، آیت نمبر: ۱۱۰)

ترجمہ:۔ کہہ دے میں تو تم جیسا ایک بشر ہی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبودِ برحق صرف ایک ہی معبود ہے تو جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو پس لازم ہے کہ وہ عمل کرے نیک عمل اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے"۔

ایک مولوی صاحب مجھے کہنے لگے کہ نبی پاک ﷺ پر موت ایک لحہ آئی ہے موت نبی پاک ﷺ کے قدم چومتی گئی اور چلی گئی میں نے کہا اگر نبی پاک ﷺ زندہ ہیں تو پھر آپ نبی پاک ﷺ سے امامت کیوں نہیں کرواتے۔ خود مولوی صاحب کیوں مصلے پر کھڑے ہوتے ہو؟

میں نے ایک مولوی صاحب سے کہا نبی پاک سوموار کے دن فوت ہوئے اور دو دن آپ کا جسد اطہر امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں پڑا رہا بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب آپ کو دفنایا گیا اس کے درمیانی عرصہ میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز پڑھی ہو۔ دنیا کی کوئی کتاب پیش کرو جس میں یہ لکھا ہو نبی پاک ﷺ نے منگل کی صبح فجر کی نماز پڑھی ہو، ظہر کی نماز پڑھی ہو عصر کی نماز پڑھی ہو مغرب کی نماز پڑھی ہو عشاء کی نماز پڑھی ہو پھر بدھ کی صبح فجر کی نماز پڑھی ہو۔ لایئے دنیا کی کوئی کتاب دکھایئے ایک صحیح روایت نہیں ملتی تو کوئی ضعیف ہی دکھا دیجئے ہماری نہیں ملتی تو اپنی ہی دکھا دیجئے کوئی کرتوت الکبیر ہی دکھا

دیجئے اگر نبی پاک ﷺ زندہ تھے تو پھر آپ ﷺ نے نمازیں کیوں نہیں پڑھیں۔

مجھے منوانا ہے تو نبی ﷺ کی وہ شان منواؤ جو اللہ نے بیان کیں ہیں۔

مجھے منواؤ کہ آپ ﷺ ساقی کوثر ہیں میں مانتا ہوں۔

مجھے منواؤ کہ آپ ﷺ شافع محشر ہیں میں مانتا ہوں

مجھے منواؤ آپ ﷺ رحمت للعالمین ہیں میں مانتا ہوں۔

مجھے منواؤ آپ ﷺ سراپا ہدایت ہیں میں مانتا ہوں۔

مجھے منواؤ آپ ﷺ معجزات اور کمالات والے ہیں میں مانتا ہوں۔

لیکن میں وہ کیسے مانوں جو اللہ نے آپ ﷺ کے اوصاف بیان نہیں کیے جو عظمت اللہ نے نہیں بیان کی وہ کیوں بیان کرتے ہو۔

آپ ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں لیکن اللہ کے جزء نہیں آپ ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں لیکن نور من نور اللہ نہیں۔

یا محمد ﷺ کی پکار

لوگو! اہلحدیث رسول اللہ کا گستاخ نہیں۔ گستاخ تو وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کو ادب سے پکارتا ہی نہیں۔ ہر وقت آپ ﷺ کا نام لے کر آپ ﷺ کو پکارتا رہتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن میں اپنے پیغمبر کا نام لے کر بالکل نہیں پکارا۔ یا محمد سے رسول اللہ ﷺ کو پکارنا یہ رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ علیہ کا مرزائیوں سے مناظرہ تھا جس جگہ مناظرہ تھا وہ مسجد اہلسنت بریلوی کی تھی مسجد کے اوپر لکھا تھا یا اللہ اور دوسری طرف لکھا تھا یا محمد ﷺ مرزائی مربی جب مناظرہ میں شیخ الاسلام کے قابو آگیا تو اس نے مولانا صاحب کو پھنسانے کے لئے یہ بات کہہ دی کہ یہ جو آپ کی مسجد میں یا اللہ اور یا محمد لکھا ہے

کیا یہ جائز ہے۔

مولانا صاحب نے سوچا کہ اگر میں کہوں جائز ہے تو اپنے گئے۔ اور اگر کہوں کہ ناجائز ہے تو جن کے ساتھ مل کر مناظرہ کر رہا ہوں وہ پریشان ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ الاسلام کے دماغ میں بات ڈال دی انہوں نے کہا ہاں جائز ہے۔ اور ہم نے کیوں لکھا ہے تمہیں پتہ ہے؟ وہ کہنے لگا نہیں مولانا صاحب کہنے لگے ہم نے اس لیے لکھا ہے تاکہ مرزائی یہ دیکھ کر جل جائے۔ وہ کہنے لگا وہ کیسے، شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کہا ہم نے لکھا ہے یا اللہ ہے یا محمد ہے تیسرا کوئی نہیں۔ اس کے بعد کچھ نہیں۔ یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نہیں۔

مرزائی مربی کہنے لگا یہ "یا" عربی کا ہے تم نے اسے اردو کا بنا دیا ہے۔ مولانا صاحب نے مجمع کو مخاطب کر کے کہا کیا تم میں ایسا کوئی شخص ہے جس نے حج کیا ہو کئی افراد کھڑے ہو گئے کہ ہم نے حج کیا ہے مولانا صاحب نے ان سے پوچھا تم مکے گئے ہو۔ مدینے گئے ہو۔ مسجد حرام دیکھی ہے مسجد نبوی دیکھی ہے کیا وہاں یہ لکھا تھا؟ سب کہنے لگے نہیں۔ وہاں نہیں لکھا تھا مولانا صاحب نے کہا مربی صاحب یہ ہے ہی اردو اور پنجابی کا عربی کا ہوتا تو وہاں لکھا ہوتا۔ یہ اردو کے مولویوں کا ایجاد کیا ہے۔

نوری کی موجودگی میں بشر کی ضرورت

اگر اللہ تعالیٰ نے نوری کو نبوت دینی تھی تو آدم کو کیوں بنایا۔ آدم کو بنایا ہی خلافت دینے کے لئے۔

وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ جَاعِلٌ فِى الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً ‌ؕ قَالُوۡٓا اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا وَيَسۡفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ‌ؕ قَالَ اِنِّىۡٓ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۰﴾

(سورۃ البقرہ، آیت نمبر: ۳۰)

ترجمہ:۔ ”اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ بے شک میں زمین میں ایک جانشین بنانے والا ہوں، انہوں نے کہا کیا تو اس میں اس کو بنائے گا جو اس میں فساد کرے گا اور بہت سے خون بہائے گا اور ہم تیری تعریف کے ساتھ ہر عیب سے پاک ہونا بیان کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا بے شک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے“۔

بشریت کی افضلیت

صحیح مسلم میں حدیث ہے: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بدھ کے دن پیدا کیا اور انسان کو جمعہ کے دن پیدا کیا۔ اور جمعہ کا دن سارے دنوں سے افضل دن ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقَالَ خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَام بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ

(صحی مسلم: کتاب صفة القیامة، حدیث:۲۷۸۹)

ترجمہ:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا، پھر فرمایا، ”اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا کیا (یعنی زمین کو) اور اتوار کے دن اس میں پہاڑوں کو پیدا کیا اور پیر کے دن درختوں کو پیدا کیا اور کام کاج کی چیزیں (جیسے لوہا وغیرہ) منگل کو پیدا کیں اور بدھ کے دن نور کو پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین میں جانور پھیلائے اور سیدنا آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن

عصر کے بعد بنایا، سب سے آخر مخلوقات میں اور جمعہ کی سب سے آخر ساعات میں عصر سے لے کر رات تک آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نوریوں کو بدھ کے دن پیدا کیا ہے نوریوں کو بنایا بدھ کے دن اور انسان کو بنایا جمعہ کے دن جس طرح جمعہ سارے دنوں سے افضل ہے اسی طرح انسان ساری مخلوقوں سے افضل ہے۔

اب بھی جو نوری کو افضل تسلیم کرے وہ بد وہی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ

(صحیح بخاری : کتاب احادیث الانبیاء ، باب قوله واذکر فی الکتاب مریم ،حدیث:۳۴۴۵)

ترجمہ:۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو نصاریٰ نے ان کے مرتبے سے زیادہ بڑھادیا ہے۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لئے یہی کہا کرو (میرے متعلق) کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

نبی نے خود کہا ہے مجھے اللہ کا بندہ کہو۔

تم اس وقت مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک نبی پاک کے بندہ ہونے کا اقرار نہ کرے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُ ۔

معراج اور عبدیت

ایک مولوی کہنے لگا ٹھیک ہے آپ ﷺ بشر تھے لیکن معراج سے پہلے پہلے جب آپ معراج پر گئے تو نوری بن گئے میں نے کہا مولوی تو قرآن نہیں پڑھتا کہنے لگا وہ کیوں

میں نے کہا اللہ نے معراج کے موقع پر ہی کہا ہے معراج کرانے کے بعد کہا ہے:۔

سُبْحَانَ اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِىْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

(سورۃ الاسراء، آیت نمبر:۱)

ترجمہ:۔پاک ہے وہ جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک لے گیا جس کے ارد گرد کو ہم نے بہت برکت دی ہے، تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بلاشبہ وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے"۔

یہاں اللہ نے بعبدہ کہا ہے، اپنے بندہ کو سیر کرائی، جب اللہ نے آسمانوں پر آپ ﷺ کو وحی کی تو فرمایا:

﴿فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى﴾

(سورۃ النجم، آیت نمبر:۱۰)

ترجمہ:۔"پھر اس نے وحی کی اس (اللہ) کے بندے کی طرف جو وحی کی"۔

اس آیت میں بھی اللہ نے ﴿بعبدہ﴾ کہا ہے۔

آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے

ایک مولوی کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو کہا ہے کہ آپ کہیں میں بشر ہوں لیکن ہمیں کہنے کا حکم نہیں میں نے کہا مولوی تم نے بڑا نکتہ بیان کیا ہے۔ کیا اللہ نے اپنے پیغمبر کو جھوٹ بولنے کا حکم دیا ہے، آپ ﷺ بشر نہ ہوں اور اللہ کہے تم کہو میں بشر ہوں؟

نبتا مولوی کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں نور کہنے کا حکم دیا ہے؟ اور پھر کیا نور من نور اللہ کہنے کا حکم دیا ہے؟

نبی کیلئے رَجُلٌ کا لفظ

مولوی کہنے لگا کوئی امتی دکھاؤ جس نے آپ کو بشر کہا ہو میں نے کہا امتی بھی ایسا دکھاؤں گا جس جیسا امتی کوئی نہیں۔

عقبہ بن ابی معیط کافر لعنتی نے نبی اکرم ﷺ کی گردن پر کپڑا ڈال کر بل دیئے۔ جس سے آپ ﷺ کی آنکھیں باہر کو آنے لگیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور عقبہ کو دھکا دیا پھر کہا:

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ؕ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝

(سورة الغافر، آیت نمبر:۲۸)

ترجمۃ:۔ "کیا تم ایک آدمی کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے "میرا رب اللہ ہے" حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیلیں لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو تمہیں اس میں سے کچھ نہ کچھ حاصل ہو جائے گا جس کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے۔ بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے بڑھنے والا، سخت جھوٹا ہو"۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کو رجل کہا جو صرف بولا ہی بشر کے لیے جاتا ہے۔

روضہ کس کا؟

میں نے کہا بتاؤ مدینے میں روضہ کس کا ہے؟ کہنے لگے نبی پاک ﷺ کا۔ میں نے کہا پھر مان لو کہ آپ ﷺ بشر تھے۔ کبھی نوری کا بھی روضہ ہوا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿144﴾

(سورة آل عمران ، آیت نمبر:١٤٤)

ترجمہ:۔ اور محمد تو ایک رسول ہے، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

میں نے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بنے ہیں یا نہیں کہنے لگا بنے ہیں میں نے کہا کیوں بنے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہی نہیں ہوئے تو پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ کیسے بن گئے عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ کیسے بن گئے پھر مان لو

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿144﴾

(سورة آل عمران ، آیت نمبر: ١٤٤)

ترجمہ:۔ اور محمد تو ایک رسول ہے، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا خون

احد کے میدان میں آپ کے دانت شہید ہوئے سر میں چوٹیں آئیں، خون نکلا۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَشُجَّ فِي رَأْسِهِ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُولُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ وَكَسَرُوا رَبَاعِيَتَهُ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

(صحیح مسلم : کتاب الجھاد ، باب غزوۃ احد ، حدیث:۱۷۹۱)

ترجمہ:۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دانت احد کے دن ٹوٹا اور سر پر زخم لگا۔ آپ ﷺ خون کو صاف کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: "اس قوم کی فلاح کیسے ہوگی جس نے اپنے پیغمبر کو زخمی کیا اور اس کا دانت توڑا، حالانکہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا تھا۔" اس وقت یہ آیت اتری: "تمہارا کچھ اختیار نہیں اللہ تعالیٰ چاہے ان کو معاف کرے اور چاہے عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں"۔ (آل عمران : ۱۲۸)

اگر آپ ﷺ بشر نہیں تھے پھر سر سے خون کیوں نکلا کیا کبھی نوری کے سر سے بھی خون نکلا ہے۔

پھر مان لو:۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿144﴾

(سورۃ آل عمران: آیت نمبر:۱۴۴)

ترجمہ:۔اور محمد تو ایک رسول ہے، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہر گز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا سایہ

ایک مولوی کہنے لگا اگر آپ بشر تھے تو پھر آپ کا سایہ کیوں نہیں تھا میں نے کہا کہاں لکھا ہے آپ کا سایہ نہیں تھا؟

مولوی کہنے لگا آپ نوری تھے اس لیے آپ کا سایہ نہیں تھا میں نے کہا یہ بالکل ہی گپ ہے نوریوں کا بھی سایہ ہوتا ہے۔

حدیث صحیح بخاری میں ہے

عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ أَبْكِي وَيَنْهَوْنِي عَنْهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِي فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْكِينَ أَوْ لَا تَبْكِينَ مَا زَالَتْ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ

(صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت،حدیث:١٢٤٤)

ترجمہ:۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں ان کے چہرے پر پڑا ہوا کپڑا کھولتا اور روتا تھا۔ دوسرے لوگ تو مجھے اس سے روکتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ آخر میں چچی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ روؤ! یا چپ

رہو۔ جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں ملائکہ تو برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔

میں نے کہا: مولوی! اس سے بھی واضح حدیث سن اللہ کا بھی سایہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمْ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

(صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد، حدیث: ٦٦٠)

ترجمہ:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات طرح کے آدمی ہوں گے۔ جن کو خدا اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اول انصاف کرنے والا بادشاہ، دوسرے وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا، تیسرا ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے، چوتھے دو ایسے شخص جو اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد یہی محبت ہے، پانچواں وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برے ارادہ سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ شخص جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ساتواں وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو

یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي

(صحيح مسلم : كتاب البر والصلة ، باب في فضل الحب في الصه، حديث:٢٥٦٦)

ترجمہ:۔ "سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میری بزرگی اور اطاعت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے؟ آج کے دن میں ان کو اپنے سایہ میں رکھوں گا اور آج کے دن میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے"۔

ان دونوں حدیثوں میں ہے اللہ تعالیٰ اپنا سایہ عطا کریں گے: فِيْ ظِلِّهِ اپنا سایہ عطا کریں گے۔

مولوی صاحب ذرا غور سے سنو! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی سایہ تھا کہنے لگا کہاں آتا ہے میں نے کہا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور بالکل نماز کی حالت میں اپنا ہاتھ اچانک آگے بڑھایا مگر پھر جلد ہی پیچھے ہٹا لیا ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاف معمول نماز میں نئے عمل کا اضافہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ میرے سامنے ابھی ابھی جنت پیش کی گئی میں نے اس میں بہترین پھل دیکھے تو جی میں آیا کہ اس میں سے کچھ اُچک لوں مگر فوراً

حکم ملا کہ پیچھے ہٹ جاؤ میں پیچھے ہٹ گیا پھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی۔

"حَتّٰی رَاَیْتُ ظِلِّی وَظِلَّلکُمْ"

(مستدرك حاكم ٤/٤٥٦)

اس کی روشنی میں میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا۔ دیکھتے ہی میں نے تمہاری طرف اشارہ کیا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ علیہ نے تلخیص مستدرک میں فرمایا:

"هذا حديث صحيح" یہ حدیث صحیح ہے۔ اسی طرح مسند احمد ۶ / ۱۳۲، ۶ / ۳۳۷ طبقات الکبریٰ ۸ / ۷ / ۱۲، مجمع الزوائد ۴ / ۳۲۳ پر ایک حدیث میں مروی ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک اونٹ تھا اور وہ بیمار ہو گیا جب کہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس دو اونٹ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایک زائد اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دے دو تو انہوں نے کہا میں اس یہودیہ کو کیوں دوں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔ تقریباً تین ماہ تک زینب رضی اللہ عنہا کے پاس نہ گئے حتی کہ زینب رضی اللہ عنہا نے مایوس ہو کر اپنا سامان باندھ لیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

"فَبَیْنَمَا اَنَا یَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ اِذَا اَنَا بِظِلِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُقْبِلٌ"

ترجمہ:۔ "اچانک دیکھتی ہوں کہ دوپہر کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک آرہا ہے۔"

ماں کہہ رہی ہے سایہ میں نے دیکھا ہے بیٹے کہتے ہیں کوئی نہیں تھا بیٹے کہتے ہیں ہم نے ماننا نہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا پھر مان لو

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿144﴾

(سورة آل عمران، آیت نمبر: ١٤٤)

ترجمہ:۔اور محمد تو ایک رسول ہے، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہر گز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿110﴾

(سورة الكهف، آیت نمبر: ١١٠)

ترجمہ:۔ کہہ دے میں تو تم جیسا ایک بشر ہی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود برحق صرف ایک ہی معبود ہے تو جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو پس لازم ہے کہ وہ عمل کرے نیک عمل اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے"۔

قبر میں نجات

قبر میں نجات نہیں ہونی جب تک نبی کو بشر نہیں مانو گے کئی بندے کہتے ہیں مولویوں کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے نور بشر کی لڑائی میں پڑے رہتے ہیں میں کہتا ہوں قبر میں سوال ہی یہ ہونا ہے پہلا سوال من ربك دوسرا سوال ہوگا "مَا تَقُوْلُ فِى هٰذَا الرَّجُلِ" تیرا اس آدمی کے متعلق کیا خیال ہے اس بشر کے متعلق کیا خیال ہے۔

(جامع ترمذی: حدیث نمبر: ١٠٧١)

اگر یہ کہے گا فرشتو ہماری طرف کوئی بشر کوئی آدمی آیا ہی نہیں۔ ہماری طرف تو نور آیا ہے۔

تیرا جواب غلط ہو جائے گا تو مارا جائے گا۔

جنت کا ایک ہی محل ایک ہی بندے کیلئے

ایک اور حدیث پر غور کرو نبی پاک ﷺ نے فرمایا:۔

إِذَا سَمِعْتُمْ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ

(صحیح بخاری : کتاب الاذان ، باب الدعاء عند الصلاء ،حدیث ٦١٤)

ترجمہ:۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم مؤذن کی اذان سنو، تو وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو۔ کیونکہ جو کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو اور وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں ایک کو دیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا اور جو کوئی میرے لیے وسیلہ (مقام محمود یعنی جنت کا ایک محل) طلب کرے گا تو اسکے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔“

جنت کے اس محل میں اللہ کے بندوں میں ایک بندے نے جانا ہے اگر تو نبی پاک ﷺ کو بشر نہیں ماننا تو پھر جنت کے اس مقام وسیلہ میں کون جائے گا آقا ﷺ تو

فرماتے ہیں وہ محل اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو ملے گا۔

کافروں کا اعتراض

نوح علیہ السلام سے نبی پاک ﷺ تک تمام کافر یہی کہتے رہے اللہ نے کوئی نوری پیغمبر کیوں نہیں بھیجا۔

یہ پیغمبر تو ہماری طرح بشر ہیں کیا ہم ان کی اطاعت کریں۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝

(سورۃ ابراھیم، آیت نمبر: ۱۰)

ترجمہ:۔ ”ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ کے بارے میں کوئی شک ہے، جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے؟ تمہیں اس لیے بلاتا ہے کہ تمہارے لیے تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں ایک مقرر مدت تک مہلت دے۔ انہوں نے کہا تم نہیں ہو مگر ہمارے جیسے بشر، تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے روک دو جس کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے، تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لاؤ۔“

انہوں (کافروں) نے کہا:

﴿قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾

پیغمبروں نے جواب دیا:

﴿اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ

يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(سورۃ الابراھیم ، آیت نمبر:۱۱)

ترجمہ:۔"ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم نہیں ہیں مگر تمہارے جیسے بشر اور لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اور ہمارے لیے کبھی ممکن نہیں کہ تمہارے پاس کوئی دلیل اللہ کے اذن کے سوا لے آئیں اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ ایمان والے بھروسا کریں"۔

کافروں نے پیغمبروں کی اطاعت اس وجہ سے نہیں کی کہ یہ بشر ہیں نوری ہوتے تو ہم اطاعت کرتے بشر کی اطاعت ہم نے نہیں کرنی۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل ، ایت نمبر: ۹٤)

ترجمہ:۔اور لوگوں کو کسی چیز نے نہیں روکا کہ وہ ایمان لائیں، جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اس بات نے کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے ایک بشر کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے کہا اے محبوب ان کو جواب دو!

قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل ، ایت نمبر: ۹۵)

ترجمہ:۔کہہ دے اگر زمین میں فرشتے ہوتے، جو مطمئن ہو کر چلتے (پھرتے) تو ہم ضرور ان پر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام پہنچانے والا اتارتے"۔

مولوی بتا زمین میں نوری رہتے ہیں یا خاکی رہتے ہیں اگر خاکی رہتے ہیں تو پیغمبر بھی خاکی ہے اگر نوری ہے تو پھر پیغمبر نوری ہے۔ مولوی زہر کا پیالہ پی سکتا ہے لیکن جواب نہیں دے سکتا:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝

(سورة الفرقان ، آیت نمبر :۲۷)

ترجمہ:۔ "اور جس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا، کہے گا اے کاش! میں رسول کے ساتھ کچھ راستہ ہی اختیار کرتا"۔

مولوی ہاتھوں کو کاٹے گا جواب نہیں دے گا۔

اگر اللہ آسمان سے نوری پیغمبر بھیجتا تو اس نے کھانا نہیں تھا۔ زمین والے کس کو دیکھ کر کھاتے۔ وہ پیتا نہ، زمین والے کس کو دیکھ کر پیتے وہ شادی نہ کرتا زمین والے کس کو دیکھ کر شادی کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے بشر کیوں بھیجا ہے؟

اس لئے بھیجا ہے تاکہ زمین والے اسے دیکھ کر نمونہ بنائیں۔

ظاہری بشر کھانا نہیں کھاتا

مولوی کہتا ہے آپ اوپر اوپر سے بشر تھے حقیقت میں بشر نہیں تھے جیسا کہ کنزالایمان میں بھی لکھا ہے۔ ظاہری طور پر بشر تھے۔

میں نے کہا اگر آپ ﷺ ظاہری طور پر بشر تھے تو پھر آپ ﷺ کھانا کیوں کھاتے تھے؟ جو ظاہری طور پر بشر ہو وہ کھانا نہیں کھاتا۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۚ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ

أَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ۝

(سورۃ الھود ، آیت نمبر:٦٩)

ترجمہ :۔ اور بلا شبہ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس خوش خبری لے کر آئے، انہوں نے سلام کہا، اس نے کہا سلام ہو پھر دیر نہیں کی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔"

فَلَمَّا رَآ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ۝

(سورۃ الھود ، آیت نمبر: ٧٠)

ترجمہ :۔ "تو جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کی طرف نہیں پہنچتے تو انہیں اوپرا جانا اور ان سے ایک قسم کا خوف محسوس کیا اور انہوں نے کہا نہ ڈر! بے شک ہم لوط کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کے پاس نوری بشریت کے لبادے میں آئے ابراہیم نے ان کی طرف کھانا پیش کیا انہوں نے نہ کھایا۔

جو اوپر اوپر سے بشر ہو وہ کھاتا نہیں نبی پاک ﷺ تو کھانا کھاتے تھے۔ آپ ﷺ نے سحری کھائی ہے آپ ﷺ نے افطاری کی ہے آپ ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ کے گھر سے کھانا کھایا ہے آپ ﷺ نے دودھ پیا ہے آپ ﷺ نے گوشت کھایا ہے پھر جان لو پھر مان لو:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝١٤٤

(آل عمران آیت: ١٤٤)

ترجمہ:۔اور محمد تو ایک رسول ہے، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہر گز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

(سورۃ الکھف ، آیت نمبر:۱۱۰)

ترجمہ:۔ کہہ دے میں تو تم جیسا ایک بشر ہی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود برحق صرف ایک ہی معبود ہے تو جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو پس لازم ہے کہ وہ عمل کرے نیک عمل اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے"۔



عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم

آج اگر ہمیں ایمان نصیب ہوا ہے تو نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے ہوا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حساس موضوع

صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کا موضوع میرے لیے بہت حساس موضوع ہے جس شخص نے اپنے گھر سے صحابہ کو گالیاں دیتے سنا ہو اور وہ پھر صحابہ سے عقیدت بھی انتہائی زیادہ رکھتا ہو۔ اس کیلئے صحابہ کے موضوع پر گفتگو کرتے وقت جذبات میں آنا ایک فطری بات ہے اور پھر اتنے بڑے اجتماع میں صحابہ کے موضوع پر میرا جذبات میں آنا عین ممکن ہے۔ بہر حال میں آپ کے سامنے کچھ گذارشات پیش کرنا چاہتا ہوں آپ میری گذارشات کو توجہ سے سنیں۔ ایسی حرکات نہ کریں جس سے میری تقریر میں خلل پڑے۔

عبرتناک سزا

صحابہ کرام کی گستاخی کرنا بہت بڑا جرم ہے ایسا شخص دنیا آخرت میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ ہمارے گھر میں میرا حقیقی ماموں جب فوت ہوا تو اس سے اس طرح کی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے کوئی کتا بھونک رہا ہو۔ چہرے کا رنگ بدل گیا کیونکہ اس کا وطیرہ تھا جب گھر میں کتا داخل ہوتا تو کہتا ابوبکر آ گیا عمرؓ آ گیا اتنی گندی زبان استعمال کرتا تھا۔ اس لیے جب وہ مرا تو اس سے کتے کی آوازیں آتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے اسے عبرت کا نشان بنا دیا۔

اور یاد رکھو میرا عقیدہ ہے رشتہ جتنا مرضی مضبوط ہو جب وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی گستاخی کرے تو اسے جوتے کی مٹی کے برابر بھی حیثیت نہیں دینا چاہئے۔ ٹھیک ہے میرا اماموں تھا لیکن میں اسے صدیق کے جوتے کی خاک کے برابر بھی عزت نہیں دیتا۔ ایسے ہزار رشتے صدیق کے جوتے کی خاک برابر بھی نہیں سمجھتا۔

میں نے کئی ایسے مرتے دیکھے ہیں۔ جنھوں نے اپنی زندگی میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیں۔ مرتے وقت ان کے چہرے کی حالت ہی بدل گئی۔

"ہمارے گاؤں میں ایک مجتہد رہتا تھا۔ میری پیدائش کے وقت میرا نام بھی اس نے ہی رکھا تھا۔ جب وہ مرا تو انہوں نے اسے دفنا دیا اور قبر پر ایک سوراخ رکھ دیا جس سے اس کا چہرہ نظر آئے کیونکہ اس کا بیٹا ایران میں پڑھتا تھا وہ ابھی واپس نہیں آیا تھا جب وہ واپس آئے تو باپ کا چہرہ دیکھ لے پھر یہ سوراخ بند کر دیں گے۔ کل جب وہ ایران سے واپس آیا تو اپنے لوگوں کے ساتھ قبر پر گیا جب قبر پر دیدار کرنے کے لئے پہنچا تو سب لوگوں نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس کی قبر کو سانپوں سے بھر دیا تھا۔

صحابہ سب عادل ہیں

أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

(سورۃ الحجرات، آیت نمبر:۳)

ترجمہ:۔ وہی ہیں جن کے دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے۔ تقویٰ کے واسطے ان کے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا۔

ہمارا عقیدہ ہے نبی ﷺ کے سارے صحابہ جنت کے وارث ہیں ان کی ذات جرح و تنقید سے پاک ہے۔ صحابہ کرام اسلام کی اساس بنیاد ہیں۔ اگر صحابہ کرام کی عظمت کا انکار کیا جائے تو پورے اسلام کا انکار ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر حدیث پاک میں صحابی رسول کا نام پہلے

آئے گا پھر حدیث بیان ہو گی حدیث پاک کو بیان کرنے والا اللہ کے رسول کا صحابی ہو گا۔ اگر صحابی کو ہی نعوذ باللہ برا سمجھ لیا جائے تو پھر اسلام کا کوئی رکن بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر اسلام کے تمام ارکان صحیح ہیں اگر احادیث صحیح ہیں تو پھر نبی ﷺ کے تمام صحابہ بھی پاک اور صاف ہیں اور یاد رکھو حدیث کی سند پر جب بھی تو جرح کرے گا وہ محدث سے لے کر سند کے متن تک تمام راویوں کے حالات دیکھے گا۔ پھر وہ جرح کرے گا۔ محدث پر جرح کر سکتا ہے اس کے شیخ اور استاذ پر جرح کر سکتا ہے تبع تابعی پر جرح کر سکتا ہے۔ تابعی پر جرح کر سکتا ہے پھر جب آگے صحابی آجائے گا تو رک جائے گا صحابی پر جرح نہیں کر سکتا کیونکہ قاعدہ ہے: اَلصَّحَابَه کلّهم عَدُوْلٌ صحابہ تمام کے تمام ثقہ ہیں۔

رضائے الٰہی

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں کہ مردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔

اللہ تعالیٰ صحابہ رضی اللہ عنہم پر راضی ہو چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ جنتیوں کو پوچھیں گے بتاؤ تمہیں کسی چیز کی تمنا ہو وہ کہیں گے اللہ ہمیں ہر چیز مل گئی ہیں کسی چیز کی مزید تمنا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے تین مرتبہ پوچھیں گے ہر مرتبہ وہ جنتی انکار کریں گے یعنی ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنا دیدار کرائیں گے اور یہ اعلان کریں گے اے جنتیوں میں تم سے راضی ہو گیا ہوں کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ

وَتَعَالَى يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالُوا يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا۔

(صحیح بخاری : کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار ، حدیث: ٥٦٤٩)

ترجمہ :۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اے جنت والو! جنتی جواب دیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے پروردگار! تیری سعادت حاصل کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا اب تم لوگ خوش ہوئے؟ وہ کہیں گے اب بھی بھلا ہم راضی نہ ہوں گے کیونکہ اب تو تو نے ہمیں وہ سب کچھ دے دیا جو اپنی مخلوق کے کسی آدمی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تمہیں اس سے بھی بہتر چیز دوں گا۔ جنتی کہیں گے اے رب! اس سے بہتر اور کیا چیز ہو گی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب میں تمہارے لئے اپنی رضا مندی کو ہمیشہ کے لئے دائمی کر دوں گا یعنی اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔

جنتوں کو اللہ کی رضا کی خوشخبری جنت میں جانے کے بعد ملے گی لیکن میرے نبی کے صحابہ وہ عظیم ہستیاں ہیں جنہیں اللہ کی رضا کا سرٹیفکیٹ دنیا میں ہی اللہ نے عطا کر دیا ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی۔

صحابہ کی ادائیں

صحابہ کرام کی کون سی ادا ہے جس کا ذکر قرآن میں نہیں؟۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ
هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ
لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ
مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ
لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ المومنون : آیت نمبر: ۱۔۱۱)

ترجمہ:۔ یقیناً کامیاب ہوگئے ایمان والے۔ وہی جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور وہی جو بے کار کاموں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور وہی جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ اور وہی جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا ان (عورتوں) پر جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ بنے ہیں تو بلا شبہ وہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں۔ پھر جو اس کے علاوہ تلاش کرے تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہی جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور وہی جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو وارث ہیں۔ جو فردوس کے وارث ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

نماز میں خشوع کرنے والے کون تھے۔ مومنین کون تھے؟ جن کی کامیابی کی گارنٹی قرآن نے دی ہے۔ وہ کون تھے؟ نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ کوئی نہیں تھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا باطن بھی پاک ہے

آج یہ کہا جاتا ہے کہ محمد ﷺ کے ساتھی ظاہری طور پر ایمان دار تھے۔ باطنی طور پر وہ ایمان دار نہیں تھے۔ اسی لیے آپ کے بعد وہ پھر گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ تو قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴿29﴾

(سورۃ الفتح : آیت نمبر:۲۹)

ترجمہ:۔ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت رحم دل ہیں، تو انہیں اس حال میں دیکھے گا کہ رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضا ڈھونڈتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں میں موجود ہے، سجدے کرنے کے اثر سے۔ یہ ان کا وصف تورات میں ہے اور انجیل میں۔ ان کا وصف اس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اسے مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کاشت کرنے والوں کو خوش کرتی ہے، تاکہ ان کے ذریعے کافروں کو غصہ دلائے، جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اللہ نے ان سے بڑی بخشش اور بہت بڑے

اجر کا وعدہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں۔

......يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا...... ﴿﴾

(سورة الفتح: أيت نمبر٢٩)

صحابہ میری رضا مندی کے لئے سجدے کرتے تھے۔ میری رضا مندی کے لئے رکوع کرتے تھے۔ میری رضامندی کے لئے قتال کرتے تھے۔ میری رضا مندی کے لئے آپس میں نرم دل تھے۔ بتا تیری مانوں کہ قرآن کی مانوں؟؟

دوسرے مقام میں فرمایا:۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾

(سورة الفتح : أيت نمبر:١٨)

ترجمہ :۔ بلا شبہ یقیناً اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ اس درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے تو اس نے جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا، پس ان پر سکینت نازل کر دی اور انہیں بدلے میں ایک قریب فتح عطا فرمائی۔

کوئی رافضی اعتراض نہ کرے کہ کون سی بیعت کا ذکر ہے؟

اللہ تعالیٰ نے بیعت بھی واضح کر دی۔ تحت الشجرۃ۔ جو درخت کے نیچے ہوئی۔ اللہ نے ایک مؤمن کا ذکر نہیں کیا۔ جمع کا صیغہ بولا ہے۔ اَلْمُؤْمِنِيْنَ۔ کئی ایماندار۔ غور فرمایئے! اس بیعت میں بالاتفاق حضرت حسن رضی اللہ عنہ شامل نہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ شامل نہیں۔ اس سفر میں فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نہیں تھی۔ تو بتاؤ وہ کون مؤمنین تھے؟۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ یا اللہ کیا ان مؤمنین نے ظاہری بیعت کی ہے یا دل کے یقین

سے بیعت کی ہے۔ انہوں نے ظاہری بیعت کی ہے یا یقینی بیعت کی ہے۔

تو رب کہتا ہے: فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جانچا ہے۔ ان کے دلوں کو دیکھا ہے وہ ایمان سے سرشار تھے۔

کیونکہ اللہ دیکھتا ہی دلوں کو ہے۔ اللہ ظاہر نہیں دیکھتا۔ اللہ دل میں دیکھتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ

(صحیح مسلم: کتاب البر والصلح، باب تحدیم ظلم المسلم...... حدیث: ٢٥٦٤)

ترجمہ:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا، لیکن تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔“

اللہ نے فرمایا میں نے ان کے دلوں کو دیکھ کر فیصلہ کیا ہے۔ ان کے دلوں کو دیکھ کر۔

﴿فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ﴾۔ ان پر سکینت نازل کی۔ ان پر اطمینان نازل کیا۔

دوسرے مقام میں فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

(سورۃ الحجرات: آیت نمبر:٣)

ترجمہ:۔ ”بے شک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے دل اللہ نے تقویٰ کے لیے آزما لیے ہیں، ان کے لیے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔“

ان کے دلوں کو امتحان کے انداز میں پرکھا۔ امتحان لیا ہے، امتحان کے بعد نتیجہ

بیان کیا۔

﴿لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيمٌ﴾

(سورۃ الحجرات : آیت نمبر:۳)

ایک اور مقام میں فرمایا۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝

(سورۃ الحجرات : آیت نمبر ۷)

ترجمہ:۔ ”لیکن اللہ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنادیا اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی کو تمہارے لیے ناپسندیدہ بنادیا، یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے ایمان کو پسند کیا ہے۔ اور ایمان کو ان کے دلوں میں مزین کیا ہے۔

ایمان کو مزین کیا

غور فرمائیے!

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مزین کیا ہے ایمان سے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں نے صحابہ کو حسن دیا ہے ایمان سے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمال دیا ہے ایمان سے یہ نہیں فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقام دیا ہے ایمان سے۔

حالانکہ اصل بات تو یہی تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقام ملا ایمان سے۔ کمال ملا ایمان سے۔ لیکن اللہ نے انداز یہ اختیار کیا ہے۔ کہ میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایمان دے کر ایمان کو جمال عطا فرمایا ہے۔

﴿وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾

ایمان مزین ہوا ہے۔ ایمان کو حسن ملا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں پر ملا ہے۔ نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اتنے کمال والے تھے۔

ہمیں ایمان صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے ملا

آج اگر ہمیں ایمان نصیب ہوا ہے تو نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے ہوا ہے۔ اگر وہ محنتیں نہ کرتے ہمیں ایمان نصیب نہ ہوتا۔ ہمیں اگر ایمان ملا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی محنتوں سے ملا۔ ورنہ آج ہم بتوں کے بچاری ہوتے۔ ہم غیر اللہ کی پرستش کرتے۔ ہم اللہ کی عبادت نہ کرے۔ میں یہ بات جوش سے نہیں کہہ رہا۔ بلکہ خوش سے کہہ رہا ہوں۔ اس کی دلیل صحیح بخاری میں موجود ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ " اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ تَشَأْ لاَ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمَ" فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ. وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ " ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾.

(صحیح بخاری : کتاب التفسیر : باب قوله سيهزم الجمع ويولون الدبر ،حديث:٤٨٧٥)

ترجمہ :۔ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے ایک دن ایک خیمے میں تھے اور یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدۂ نصرت یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! تیری مرضی ہے اگر تو چاہے (ان تھوڑے سے مسلمانوں کو بھی ہلاک کر دے) پھر آج کے بعد تیری عبادت باقی نہیں رہے گی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور

عرض کیا بس یارسول اللہ ﷺ! آپ نے اپنے رب سے بہت ہی الحاح وزاری سے دعا کرلی ہے۔ اس وقت آنحضور ﷺ زرہ پہنے ہوئے چل پھر رہے تھے اور آپ خیمہ سے نکلے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی سو عنقریب (کافروں کی) جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دنیا میں اسلام موجود ہے۔ ایمان موجود ہے شریعت موجود ہے۔ تو محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی محنتوں کی وجہ سے ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ صحابہ ﷡ میں ایمان نہیں تھا۔ تو اسے اپنے ایمان میں شک کرنا چاہیے۔

اس کی مثال تو اس طرح ہے جیسے روشن دن میں کوئی یہ کہے کہ روشنی تو موجود ہے لیکن سورج روشن نہیں۔

اسی طرح وہ یہ کہے کہ میرے اندر ایمان موجود ہے۔ لیکن صحابہ ﷡ میں موجود نہیں تھا۔

جس طرح سورج کی روشنی میں کوئی شک نہیں۔ اسی طرح صحابہ ﷡ کے ایمان میں بھی کوئی شک نہیں۔

حسن ﷜ کے اردگرد کی قبریں اور نبی ﷺ کے اردگرد کی قبریں

شیعہ مکتبہ فکر کی ایک کتاب ہے خاک کربلا۔ اس میں لکھا ہے امام حسین ﷜ کے روضہ کے اردگرد چالیس قبروں تک جنت کا ٹکڑا بن گیا ہے۔ چاروں طرف چالیس قبروں تک جنت ہے۔ امام حسین ﷜ کی عظمت کی وجہ سے۔ ان کے تقویٰ۔ طہارت کی وجہ سے ان کے زہد کی وجہ سے چالیس قبروں تک جنت بن جائے۔ تو میں کہتا ہوں جہاں حسین ﷜ کا نانا مدفون ہوا ہے کیا وہاں چالیس قبروں تک جنت نہیں بنتی؟ کیا وہاں دو قبریں

بھی جنت نہیں۔

جبکہ اس مقام کو تو جنت کا ٹکڑا خود رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے:

"مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ"

(صحیح بخاری: کتاب الجمعة باب فضل مابین القبر ......، حدیث ۱۱۹۵

دوسرے لوگ قیامت کے بعد جنت میں جائیں گے اپنا مقام حاصل کریں گے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہم تو آج بھی جنت میں ہیں۔

صحابہ کا کوئی مواخذہ نہیں

اگر کوئی کہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم معصوم نہیں تھے ان سے غلطیاں گناہ سرزد ہوئے ہیں جب ان سے غلطیاں گناہ سرزد ہوئے ہیں تو ہم انہیں نمونہ کیوں بنائیں۔ انہیں امام کیوں بنائے۔ ٹھیک ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم معصوم نہیں۔ لیکن یاد رکھنا صحابہ رضی اللہ عنہم کی غلطیاں میرے تیرے لیے نمونہ نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی توبہ میرے لیے نمونہ ہے۔ جس صحابی سے کبھی کوئی غلطی ہوئی اس نے فوراً اللہ سے معافی مانگی۔ اللہ نے معاف کر دیا۔ اور یاد رکھنا صحابہ رضی اللہ عنہم کی غلطی پر اللہ نے بھی مواخذہ نہیں کیا اللہ نے بھی صحابہ کو معاف کر دیا ہے۔ میں اور تم کون ہوتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی غلطیوں پر مواخذہ کرنے والے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہنے والے۔

احد کے میدان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح عطا ہوئی۔ لیکن درہ پر موجود صحابہ نے مال غنیمت سمیٹنے کی وجہ سے درہ چھوڑ دیا حالانکہ نبی ﷺ نے کہا تھا درہ نہیں چھوڑنا ہم غالب آئیں یا مغلوب ہو جائیں تم نے درہ نہیں چھوڑنا لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم سے غلطی ہو گی اللہ نے فتح شکست میں بدل دی۔

عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقِينَا الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ وَأَجْلَسَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا مِنْ الرُّمَاةِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللَّهِ وَقَالَ لَا تَبْرَحُوا إِنْ رَأَيْتُمُونَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوا وَإِنْ رَأَيْتُمُوهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْنَا فَلَا تُعِينُونَا فَلَمَّا لَقِينَا هَرَبُوا حَتَّى رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوقِهِنَّ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ فَأَخَذُوا يَقُولُونَ الْغَنِيمَةَ الْغَنِيمَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَبْرَحُوا فَأَبَوْا فَلَمَّا أَبَوْا صُرِفَ وُجُوهُهُمْ فَأُصِيبَ سَبْعُونَ قَتِيلًا وَأَشْرَفَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ فَقَالَ لَا تُجِيبُوهُ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ قَالَ لَا تُجِيبُوهُ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ قُتِلُوا فَلَوْ كَانُوا أَحْيَاءً لَأَجَابُوا فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ أَبْقَى اللَّهُ عَلَيْكَ مَا يُخْزِيكَ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ اعْلُ هُبَلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيبُوهُ قَالُوا مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللَّهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ لَنَا الْعُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيبُوهُ قَالُوا مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللَّهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ وَتَجِدُونَ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي

(صحیح بخاری : کتاب المغازی ، باب غزوۃ احد ، حدیث:٤٠٤٣)

ترجمہ:۔ براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احد کے موقع پر جب مشرکین سے مقابلہ کے لئے ہم پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے تیر اندازوں کا ایک دستہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کی ماتحتی میں (پہاڑی پر) مقرر فرمایا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اس وقت بھی جب تم لوگ دیکھ لو کہ ہم ان پر غالب آگئے پھر بھی

یہاں سے نہ ہٹنا اور اس وقت بھی جب تک دیکھ لو کہ وہ ہم پر غالب آگئے، تم لوگ ہماری مدد کے لئے نہ آنا۔ پھر جب ہماری مڈبھیڑ کفار سے ہوئی تو ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ میں نے دیکھا کہ ان کی عورتیں پہاڑیوں پر بڑی تیزی کے ساتھ بھاگی جا رہی تھیں، پنڈلیوں سے اوپر کپڑے اٹھائے ہوئے، جس سے ان کے پازیب دکھائی دے رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کے (تیر انداز) ساتھی کہنے لگے کہ غنیمت غنیمت۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا (اس لئے تم لوگ مال غنیمت لوٹنے نا جاؤ لیکن ان کے ساتھیوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کی اس حکم عدولی کے نتیجے میں مسلمانو کو ہار ہوئی اور ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ابو سفیان نے پہاڑی پر سے آواز دی، کیا تمہارے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی جواب نہ دے، پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ ابن ابی قحافہ ہیں موجود ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں بھی ممانعت فرمادی۔ انہوں نے پوچھا، کیا تمہارے ساتھ ابن خطاب موجود ہیں؟ اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ یہ سب قتل کر دیئے گئے۔ اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ بے قابو ہو گئے اور فرمایا، خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ خدا نے ابھی انہیں تمہیں ذلیل کرنے کے لئے باقی رکھا ہے۔ ابو سفیان نے کہا، ہبل (ایک بت) بلند رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہ کہو، اللہ سب سے بلند ہے اور بزرگ و برتر ہے۔ ابو سفیان نے کہا، ہمارے پاس عزیٰ (بت) ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔ آپ نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا،

کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہ کہو اللہ ہمارا حامی اور مددگار ہے اور تمہارا کوئی حامی نہیں۔ابو سفیان نے کہا، آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی ہوتی ہے۔ کبھی ہمارے ہاتھ میں اور کبھی تمہارے ہاتھ میں) تم اپنے مقتولین میں کچھ لاشوں کا مثلہ کیا ہوا پاؤ گے، میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا لیکن مجھے برا نہیں معلوم ہوا۔

اس غلطی کی وجہ سے فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔اس غلطی کی وجہ سے نبی ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ اس غلطی کی وجہ سے آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔ اس غلطی کی وجہ سے امیر حمزہ شہید ہو گئے۔اس غلطی کی وجہ سے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔

اب چاہیے یہ تھا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ان صحابہ رضی اللہ عنہم پر مذمت کرتا جن سے غلطی ہوئی تھی جنہوں نے درہ چھوڑا تھا۔ان کا مواخذہ کرتا۔ان کے بارے سزا کا اعلان کرتا۔ لیکن رب کا انداز دیکھیے۔

آسمان سے جبریل آئے۔انہوں نے آقا سے فرمایا۔ان پر ناراض نہیں ہونا۔انہیں کچھ نہیں کہنا۔ان کا مواخذہ نہیں کرنا۔ بلکہ ان سے نرمی کرنا، ان سے مشورہ بھی لینا، انہیں معاف کروان کیلئے تم بھی معافی مانگو۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر:۱۵۹)

ترجمہ:۔ پس اللہ کی طرف سے بڑی رحمت ہی کی وجہ سے تو ان کے لیے نرم ہو گیا ہے اور اگر تو بد خلق، سخت دل ہوتا تو یقیناً وہ تیرے گرد سے منتشر ہو

جاتے، سو ان سے درگزر کر اور ان کے لیے بخشش کی دعا کر اور کام میں ان سے مشورہ کر پھر جب پختہ ارادہ کر لے تو اللہ پر بھروسا کر، بے شک اللہ بھروسا کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

میں رب نے بھی انہیں معاف کر دیا ہے۔ تو بھی انہیں معاف کر دے اور اب سے ان کے لئے بخشش کی دعا کر۔

جب اللہ نے معاف کر دیا ہے تو میں اور تو کون ہوتے ہیں مواخذہ کرنے والے۔

حضرت عثمان پر بھی مؤاخذہ نہیں

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ـ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ ـ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا، فَقَالَ مَنْ هَؤُلاَءِ الْقَوْمُ قَالَ هَؤُلاَءِ قُرَيْشٌ . قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ قَالُوا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ . قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ . قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ . قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرُّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ . قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ . قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ " إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ " . وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرُّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرُّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنَى " هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ ". فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ، فَقَالَ "

هَذِهِ لِعُثْمَانَ " . فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الآنَ مَعَكَ .
(صحیح بخاری : کتاب المناقب باب مناقب عثمان ، حدیث : ٣٦٩٩)

ترجمہ:۔ عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ مصر والوں میں سے ایک نام نامعلوم آدمی آیا اور حج بیت اللہ کیا، پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں ؟ کسی نے کہا کہ یہ قریشی ہیں ۔ اس نے پوچھا کہ ان میں بزرگ کون صاحب ہیں ؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس نے پوچھا اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے احد کی لڑائی سے راہ فرار اختیار کی تھی ؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے ؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر اس کی زبان سے نکلا اللہ اکبر تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قریب آجاؤ، اب میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احد کی لڑائی سے فرار کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہیں (مریضہ کے پاس ٹھہرنے کا) اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوگا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر وادی مکہ میں کوئی شخص (مسلمانوں میں سے)

عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا اور بااثر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اسی کو ان کی جگہ وہاں بھیجتے۔ یہی وجہ ہوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں (قریش سے باتیں کرنے کے لئے) مکہ بھیج دیا تھا اور جب بیعت رضوان ہو رہی تھی تو عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جا چکے تھے، اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ جا، ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا۔

تین (۳) صحابہ کی توبہ

غزوہ تبوک میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے تھے یہ اپنے پیچھے رہنے کا واقعہ خود بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن کعب بن مالک (جب کعب رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تو ان کے لڑکوں میں وہ ہی کعب رضی اللہ عنہ کو راستے میں پکڑ کر چلا کرتے تھے) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے ان کے غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکنے کا واقعہ سنا۔ انہوں نے بتایا کہ غزوۂ تبوک کے سوا اور کسی غزوہ میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہوا ہوں۔ البتہ غزوۂ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا تھا لیکن جو لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے، ان کے متعلق آنحضرت ﷺ نے کسی قسم کی خفگی کا اظہار نہیں فرمایا تھا کیونکہ آپ ﷺ اسے موقع پر صرف قریش کے قافلے کی تلاش میں نکلے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی پہلی تیاری کے بغیر، آپ کی دشمنوں سے ٹکر ہو گئی اور لیلہ عقبہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یہ وہی رات ہے

جس میں ہم نے (مکہ میں) اسلام کے لیے عہد کیا تھا اور مجھے تو یہ غزوۂ بدر سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اگرچہ بدر کا لوگوں کی زبانوں پر چرچا زیادہ ہے۔ میرا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں کبھی اتنا قوی اور اتنا صاحب مال نہیں ہوا تھا جتنا اس موقع پر تھا۔ جبکہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تبوک کے غزوے میں شریک نہ ہو سکا تھا۔ خدا کی قسم! اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹ جمع نہیں ہوئے تھے لیکن اس موقع پر میرے پاس دو اونٹ موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ جب کبھی کسی غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ اس کے لیے ذو معنی الفاظ استعمال کیا کرتے تھے لیکن اس غزوہ کا جب موقع آیا تو گرمی بڑی سخت تھی، سفر بھی بہت لمبا تھا، بیابانی راستہ اور دشمن کی فوج کی کثرت تعداد! تمام مشکلات سامنے تھیں۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے اس غزوہ کے متعلق بہت تفصیل کے ساتھ بتادیا تھا تاکہ اس کے مطابق پوری طرح تیاری کرلیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس سمت کی بھی نشاندہی کر دی جدھر سے آپ کا جانے کا ارادہ تھا۔ مسلمان بھی آپ ﷺ کے ساتھ بہت تھے۔ اتنے کہ کسی رجسٹر میں سب کے ناموں کا لکھنا بھی مشکل تھا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کوئی بھی شخص اگر اس غزوہ میں شریک نہ ہونا چاہتا تو وہ یہ خیال کر سکتا تھا کہ اس کی غیر حاضری کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ سوا اس کے کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو۔ حضور اکرم ﷺ جب اس غزوہ کے لیے تشریف لے جارہے تو پھل پکنے کا زمانہ تھا اور سایہ میں بیٹھ کر لوگ آرام کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ بھی تیاریوں میں مصروف تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی۔ لیکن میں روزانہ سوچا کرتا تھا کہ کل سے میں بھی تیاری کروں گا اور اس طرح ہر روز اسے ٹالتا

رہا۔ مجھے اس کا یقین تھا کہ میں تیاری کر لوں گا۔ مجھے آسانیاں میسر ہیں، یوں ہی وقت گزرتا رہا اور آخر لوگوں نے اپنی تیاریاں مکمل بھی کر لیں اور آنحضرت ﷺ مسلمان کو ساتھ لے کر روانہ بھی ہو گئے۔ اس وقت تک میں نے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس موقع پر بھی میں نے اپنے دل کو یہی کہہ کر سمجھا لیا کہ کل یا پرسوں تک تیاری کر لوں گا اور پھر لشکر سے جا ملوں گا۔ کوچ کے بعد دوسرے دن میں نے تیاری کے لیے سوچا لیکن اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ پھر تیسرے دن کے لیے سوچا اور اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ یوں ہی وقت گزر گیا اور اسلامی لشکر بہت آگے بڑھ گیا۔ غزوہ میں شرکت میرے لیے بہت دور کی بات ہو گئی اور میں یہی ارادہ کرتا رہا کہ یہاں سے چل کر انہیں پا لوں گا۔ کاش! میں نے ایسا کر لیا ہوتا لیکن یہ میرے نصیب میں نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے بڑا رنج ہوتا کیونکہ یا تو وہ لوگ نظر آتے جن کے چہروں سے نفاق ٹپکتا تھا یا وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور اور ضعیف قرار دے دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے بارے میں کسی سے کچھ نہیں پوچھا تھا لیکن جب آپ تبوک پہنچ گئے تو وہیں ایک مجلس میں آپ نے دریافت فرمایا کہ کعب نے کیا کیا؟ بنو سلمہ کے ایک صاحب نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کے غرور نے اسے آنے نہیں دیا۔ (وہ حسن جمال یا لباس پر اترا کر رہ گیا) س پر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بولے تم نے بری بات کہی۔ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! ہمیں ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں تو اب مجھ پر

فکر سوار ہوا اور میرا ذہن کوئی ایسا جھوٹا بہانہ تلاش کرنے لگا جس سے میں کل آنحضرت ﷺ کی خفگی سے بچ سکوں۔ اپنے گھر کے ہر عقلمند آدمی سے اس کے متعلق میں نے مشورہ لیا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ مدینہ سے بالکل قریب آچکے ہیں تو غلط خیالات میرے ذہن سے نکل گئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ اس معاملہ میں جھوٹ بول کر میں اپنے کو کسی طرح محفوظ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں نے سچی بات کہنے کا ارادہ کر لیا۔ صبح کے وقت آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ جب آپ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ آپ کی عادت تھی کہ پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے۔ جب آپ اس عمل سے فارغ ہو چکے تو آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے جو غزوہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور قسم کھا کھا کر اپنے عذر کرنے لگے۔ ایسے لوگوں کی تعداد اسی کے قریب تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے ظاہر کو قبول فرمالیا، ان سے عہد لیا۔ ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کیا۔ اس کے بعد میں حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے۔ آپ کی مسکراہٹ میں خفگی تھی۔ آپ نے فرمایا آؤ، میں چند قدم چل کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم غزوہ میں کیوں شریک نہیں ہوئے۔ کیا تم نے کوئی سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا، میرے پاس سواری موجود تھی، خدا کی قسم! اگر میں آپ کے سوا کسی دنیادار شخص کے سامنے آج بیٹھا ہوا ہوتا تو کوئی نہ کوئی عذر گھڑ کر اس کی خفگی سے بچ سکتا تھا، مجھے خوبصورتی کے ساتھ گفتگو کا سلیقہ معلوم ہے۔ لیکن خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ

کے سامنے کوئی جھوٹا عذر بیان کر کے آپ کو راضی کر لوں تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا۔ اس کے بجائے اگر میں آپ سے سچی بات بیان کر دوں تو یقیناً آپ کو میری طرف سے خفگی ہو گی لیکن اللہ سے مجھے معافی کی پوری امید ہے۔ نہیں، خدا کی قسم! مجھے کوئی عذر نہیں تھا، خدا کی قسم اس وقت سے پہلے میں اتنا فارغ البال نہیں تھا اور پھر بھی میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہو سکا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے سچی بات بتادی، اچھا اب جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں خود کوئی فیصلہ کر دے۔ میں اٹھ گیا اور میرے پیچھے بنو سلمہ کے کچھ لوگ بھی دوڑے ہوئے آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم، ہمیں تمہارے متعلق یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلی تم نے کوئی گناہ کیا ہے اور تم نے بڑی کوتاہی کی، آنحضرت ﷺ کے سامنے ویسا ہی کوئی عذر نہیں بیان کیا جیسا دوسرے نہ شریک ہونے والوں نے بیان کر دیا تھا۔ تمہارے گناہ کے لیے آنحضرت ﷺ کا استغفار ہی کافی ہو جاتا۔ خدا کی قسم! ان لوگوں نے مجھے اس پر اتنی ملامت کی کہ مجھے خیال آیا کہ واپس جا کر آنحضرت ﷺ سے کوئی جھوٹا عذر کر آؤں، پھر میں نے ان سے پوچھا کیا میرے علاوہ کسی اور نے بھی مجھ جیسا عذر بیان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں دو حضرات نے اسی طرح معذرت کی جس طرح تم نے کی ہے اور انہیں جواب بھی وہی ملا ہے جو تمہیں ملا۔ میں نے پوچھا کہ ان کے نام کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہما ان دو ایسے صحابہ کا نام انہوں نے لے دیا تھا جو صالح تھے اور بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ ان کا طرز عمل میرے لیے نمونہ بن گیا۔ چنانچہ انہوں نے جب ان بزرگوں کا نام لیا تو

میں اپنے گھر چلا آیا اور آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کردی، بہت سے لوگ جو غزوے میں شریک نہیں تھے، ان میں صرف ہم تین تھے! لوگ ہم سے الگ رہنے لگے اور سب لوگ بدل گئے۔ ایسا نظر آتا تھا کہ ہم ساری دنیا بدل گئی ہے۔ ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ پچاس دن تک ہم اسی طرح رہے، میرے دو ساتھیوں نے اپنے گھروں سے نکلنا ہی چھوڑ دیا، بس روتے رہتے تھے لیکن میرے اندر ہمت تھی کہ میں باہر نکلتا تھا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا تھا اور بازاروں میں گھوما کرتا تھا لیکن مجھ سے بولتا کوئی نہ تھا۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا تھا، آپ کو سلام کرتا، جب آپ نماز کے بعد مجلس میں بیٹھتے، میں اس کی جستجو میں لگا رہتا تھا کہ دیکھوں سلام کے جواب میں آنحضرت ﷺ کے مبارک ہونٹ ہلے یا نہیں، آپ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگ جاتا اور آپ کو کنکھیوں سے دیکھتا رہتا۔ جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو آنحضرت ﷺ میری طرف دیکھتے لیکن جونہی میں آپ کی طرف دیکھتا آپ رخ مبارک پھیر لیتے۔ آخر جب اس طرح لوگوں کی بے رخی بڑھتی ہی گئی تو میں (ایک دن) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ میرے چچازاد بھائی تھے اور مجھے ان سے بہت گہرا تعلق تھا، میں نے انہیں سلام کیا، لیکن خدا کی قسم! انہوں نے بھی میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا، ابو قتادہ! تمہیں اللہ کی قسم! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مجھے کتنی محبت ہے۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا خدا کی قسم دے کر، لیکن اب بھی وہ خاموش تھے، پھر میں نے اللہ کا واسطہ دے کر ان سے یہی سوال

کیا۔ اس مرتبہ انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ اس پر میرے آنسو پھوٹ پڑے۔ میں واپس چلا آیا اور دیوار پر چڑھ کر (نیچے باہر اتر آیا) پھر ایک دن میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ شام کا ایک کاشتکار جو غلہ بیچنے مدینہ آیا تھا، پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کہاں رہتے ہیں؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آیا اور ملک غسان کا ایک خط مجھے دیا، اس خط میں یہ تحریر تھا۔ "امابعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی آنحضرت ﷺ) تمہارے ساتھ زیادتی کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کوئی ذلیل نہیں پیدا کیا ہے کہ تمہارا حق ضائع کیا جائے، تم ہمارے پاس آجاؤ، ہم تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کریں گے۔" جب میں نے یہ خط پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ ایک اور امتحان آگیا ہے۔ میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا۔ ان پچاس دنوں میں سے جب چالیس دن گزر چکے تو رسول کریم ﷺ کے ایلچی میرے پاس آئے اور کہا کہ آنحضرت ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی کے بھی قریب نہ جاؤ۔ میں نے پوچھا میں اسے طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں صرف ان سے جدا ہو، ان کے قریب نہ جاؤ میرے دونوں ساتھیوں کو (جنہوں نے میری طرح معذرت کی تھی) بھی یہی حکم آپ نے بھیجا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب اپنے میکے چلی جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا کوئی فیصلہ نہ کر دے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہلال بن امیہ (جن کا مقاطعہ ہوا تھا) کی بیوی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت ہی بوڑھے اور کمزور ہیں، ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے، کیا اگر

میں ان کی خدمت میں کر دیا کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صرف وہ تم سے صحبت نہ کریں۔ انہوں نے عرض کی۔ خدا کی قسم! وہ تو کسی چیز کے لیے حرکت بھی نہیں کر سکتے۔ جب سے یہ خفگی ان پر ہوئی ہے، وہ دن ہے اور آج کا دن ہے ان کے آنسو تھمنے میں نہیں آتے۔ میرے گھر کے بعض لوگوں نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ان کی خدمت کرتے رہنے کی اجازت آنحضرت ﷺ نے دے دی ہے، آپ بھی اسی طرح کی اجازت حضور ﷺ سے لے لیجیے۔ میں نے کہا نہیں، خدا کی قسم! میں اس کے لیے آنحضرت ﷺ سے اجازت نہیں لوں گا، میں جوان ہوں، معلوم نہیں جب اجازت لینے جاؤں تو آنحضرت ﷺ کیا فرمائیں۔ اس طرح دس دن اور گزر گئے اور جب سے آنحضرت ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے پچاس دن پورے ہو گئے۔ پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ چکا اور اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا، اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے، میرا دم گھٹا جا رہا تھا اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود میرے لیے تنگ ہوتی جا رہی تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی، جبل سلع پر چڑھ کر کوئی بلند آواز سے کہہ رہا تھا، اے کعب بن مالک! تمہیں بشارت ہو۔ انہوں بیان کیا کہ یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب فراخی ہو جائے گی۔ فجر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان کر دیا تھا۔ لوگ میرے یہاں بشارت دینے کے لیے آنے لگے اور میرے دو ساتھیوں کو بھی جا کر بشارت دی۔ ایک صاحب (زبیر بن عوام) اپنا گھوڑا دوڑائے آ رہے تھے، ادھر قبیلہ اسلم کے ایک

صحابی نے پہاڑی پر چڑھ کر (آواز دی) اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی۔ جس صحابی نے (سلع پہاڑی پر سے) آواز دی تھی، جب وہ میرے پاس بشارت دینے آئے تو اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس بشارت کی خوشی میں، میں نے انہیں دے دیئے۔ خدا کی قسم کہ اس وقت ان دو کپڑوں کے سوا (دینے کے لائق) اور میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر میں نے (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے) دو کپڑے مانگ کر پہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، جوق در جوق لوگ مجھ سے ملاقات کرتے جاتے اور مجھے توبہ کی قبولیت پر بشارت دیتے جاتے تھے، کہتے تھے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت مبارک ہو۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، آخر میں مسجد میں داخل ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ چاروں طرف صحابہ کا مجمع تھا۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ خدا کی قسم! (وہاں موجود) مہاجرین میں سے کوئی بھی ان کے سوا، میرے آنے پر کھڑا نہیں ہوا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا، (چہرہ مبارک خوشی اور مسرت سے دمک اٹھا تھا) اس مبارک دن کے لیے تمہیں بشارت ہو جو تمہاری عمر کا سب سے مبارک دن ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ فرمایا نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرہ مبارک روشن ہو جاتا، ایسا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ آپ کی مسرت ہم چہرہ مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔ پھر جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی توبہ کی

قبولیت کی خوشی میں، میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کردوں؟ آپ نے فرمایا لیکن کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو، یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا پھر میں خیبر کا حصہ اپنے پاس رکھ لوں گا۔ پھر میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی۔ اب میں اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ کی سوا اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤں گا۔ پس خدا کی قسم! جب سے میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا، میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی وجہ سے اتنا نوازا ہو، جتنی نوازشات اس کی مجھ پر سچ بولنے کی وجہ سے ہیں۔ جب سے میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا، پھر آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر آیت (ہمارے بارے میں) نازل کی تھی۔ "یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی، مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول کی" اسکے ارشاد "وکونوا مع الصادقین" تک۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے لیے ہدایت کے بعد، میری نظر میں آنحضرت ﷺ کے سامنے اس سچ بولنے سے بڑھ کر اللہ کا مجھ پر اور کوئی انعام نہیں ہوا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور اس طرح اپنے کو ہلاک نہیں کیا۔ جیسا کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوگئے تھے۔ نزول وحی کے زمانہ میں جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اتنی شدید وعید فرمائی جتنی شدید کسی دوسرے کے لیے نہیں فرمائی ہوگی۔ فرمایا ﴿سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم﴾ ارشاد ﴿فان اللہ لا یرضیٰ عن القوم الفاسقین﴾ تک۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ چنانچہ ہم تین، ان لوگوں کے

معاملے سے جدا رہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے قسم کھائی تھی اور آپ نے ان کی بات مان بھی لی تھی، ان سے بیعت بھی لی تھی اور ان کے لیے طلب مغفرت بھی فرمائی تھی۔ ہمارا معاملہ آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وعلی الثلاثة الذین خلفوا﴾ سے یہی مراد ہے کہ ہمارا مقدمہ ملتوی رکھا گیا اور ہم ڈھیل میں ڈال دیئے گئے۔ یہ نہیں مراد ہے کہ جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے رہے جنہوں نے قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کئے اور آنحضرت ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لیے۔

(صحیح بخاری: الغزوات، باب :حدیث کعب بن مالك، حدیث:٤٤١٨)

غلطی تو صرف تین صحابہ سے ہوئی تھی لیکن اللہ نے ان کی توبہ کو قبول کرتے وقت ساتھ نبی ﷺ کا بھی ذکر کیا۔ مہاجرین اور انصار کا بھی ذکر کیا جو نبی ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شامل تھے:

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۠

(سورۃ التوبه، آیت نمبر: ١١٧-١١٨)

ترجمہ: اللہ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی کے مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ دل پھر جائیں بعضوں کے ان میں سے پھر مہربان ہوا ان پر بیشک وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا۔ اور ان

تین شخصوں پر جن کو پیچھے رکھا تھا، یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے اور تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں اور سمجھ گئے کہ کہیں پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا ان پر تاکہ وہ پھر آئیں، بیشک اللہ ہی ہے مہربان رحم والا۔

اللہ نے ان تین کے ساتھ نبی کا ذکر کر کے مہاجرین اور انصار کا ذکر کر کے ان تین کا مقام بلند کر دیا قیامت تک جو قرآن پڑھے گا وہ تینوں کے ساتھ نبی ﷺ اور مہاجرین اور انصار کا نام بھی پڑھے گا۔ جس طرح اللہ نبی ﷺ کے ساتھ راضی ہے اسی اسی طرح مہاجرین اور انصار کے ساتھ راضی ہے اسی طرح اللہ ان تین صحابیوں سے بھی راضی ہے۔

نابینا صحابی سے بے رخی

صحابہ کرام ﷡ تو وہ ہستیاں ہیں۔ اگر ان کی وجہ سے پیغمبر اپنے ماتھے پر تیوری چڑھا لے تو اللہ اسے بھی پسند نہیں کرتے۔ تو میری اور تیری تہمتیں کیسے برداشت کرے گا۔ نبی ﷺ نے عبداللہ بن ام مکتوم کو دیکھ کر اپنے ماتھے پر تیوری چڑھائی۔ کہ سرداران مکہ بیٹھے ہوئے ہیں اور میں انہیں وعظ کر رہا ہوں اور یہ یہاں بھی گھس آیا ہے۔ آپ کی اس بات کو ناپسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن نازل کر دیا۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝١ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝٢ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝٣ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝٤ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝٥ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝٦

(سورہ عبس: آیت نمبر: ۱-۶)

ترجمہ:۔ اس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا۔ کہ اس کے پاس اندھا آیا۔ اور تجھے کیا چیز معلوم کرواتی ہے شاید وہ پاکیزگی حاصل کرلے۔ یا نصیحت حاصل کرے تو وہ نصیحت اسے فائدہ دے۔ لیکن جو بے پروا ہو گیا۔ سو تو اس کے پیچھے پڑتا ہے۔

اللہ نے فرمایا۔ اے محبوب ساری مخلوق جہنم میں جاتی ہے تو جانے دو لیکن جو صحابی نابینا غریب تیرے پاس آیا ہے یہ نہ جائے۔

بات ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کرتے ہو بات عمر رضی اللہ عنہ کی کرتے ہو بات عثمان رضی اللہ عنہ کی کرتے ہو۔ وہ تو ایک طرف ان کا مقام تو ایک طرف ایک ادنیٰ سے صحابی نابینا صحابی انتہائی غریب صحابی سے بھی بے رخی اللہ کو پسند نہیں۔

جب اللہ کو معمولی بے رخی پسند نہیں تو پھر تیری میری جرح کیسے پسند آئے گی تیری میری تنقید کیسے پسند آئے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ مکہ کے چوہدری بڑے بڑے لوگ بھی مسلمان ہو جاتے آپ انہیں وعظ کرتے۔ انہیں پاس بلاتے مکہ کے چوہدریوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جب ہم آپ کی مجلس میں آئیں تو یہ غریب لوگ ہمارے ساتھ نہ بیٹھیں۔ انہیں ہماری محفل سے اٹھا دیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن اتار دیا۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿52﴾

(سورۃ الانعام : آیت نمبر: ۵۲)

ترجمہ:۔ اور ان لوگوں کو دور نہ ہٹا جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر یاد کرتے ہیں، اس کا چہرہ چاہتے ہیں، تیرے ذمے ان کے حساب میں سے کچھ نہیں اور نہ تیرے حساب میں سے ان کے ذمے کچھ ہے کہ تو انہیں دور ہٹا دے، پس ظالموں میں سے ہو جائے۔

اللہ اپنے پیغمبر کو سمجھا رہا ہے۔ کہ اپنے پاس بیٹھنے والے لوگوں کو دور نہیں کرنا۔ مکہ کے چودھریوں نے زور لگایا اور اپنے ایمان کا لالچ دیا ہم تب مسلمان ہوں گے اگر ان

غریب لوگوں کو اپنی محفل سے نکال دو۔

اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بڑے اور وڈیرے نہیں مانتے تو نہ مانیں لیکن ان کو آپ نے اپنی محفل سے نہیں نکالنا۔ کیونکہ ان کے دل صاف ہیں۔ ان کا باطن پاک ہے ان کا ظاہر اور باطن صاف ستھرا ہے۔ تو پھر میری اور تیری کیا حیثیت ہے۔

لوگو! پیار کرو صحابہ سے۔ پیار کرو اہل بیت سے۔

نبی ﷺ سے کیسا پیار؟

ذرا سوچو تو سہی! آپ نے نبی ﷺ سے کیا محبت کی ہے، جب آپ نے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے عدوات کی۔ نبی ﷺ کے صحابہ کا انکار کیا۔ نبی ﷺ کی ازواج کا انکار کیا ہے۔ نبی ﷺ کی بیٹیوں کا انکار کیا ہے۔ نبی ﷺ کے داماد کا انکار کیا ہے۔ نبی ﷺ کے سسرال کا انکار کیا ہے۔

بتاؤ تو سہی تم نے نبی ﷺ سے کیا پیار کیا ہے۔ تم نے نبی ﷺ کے تمام رشتے داروں کا انکار کیا ہے۔

کیا وہ شخص آپ ﷺ کا محبّ ہو سکتا ہے جو یہ کہے میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں لیکن آپ ﷺ کی بیوی اچھی نہیں، آپ ﷺ کی بیٹی اچھی نہیں، آپ ﷺ کے داماد اچھے نہیں، آپ ﷺ کے سسر اچھے نہیں آپ ﷺ کے دوست اچھے نہیں؟۔

اہلحدیث کا عقیدہ ہے ان پتھروں سے بھی پیار کرو جن پتھروں نے نبی ﷺ سے پیار کیا ہے۔ جن پتھروں نے آپ ﷺ کو سلام کیا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو آقا ﷺ کا سلام

لوگو! صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیار کرو صحابہ سے محبت کرو آل رسول سے محبت کرو اہل بیت سے محبت کرو۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

میں آج بھی اس پتھر کو جانتا ہوں جو مکہ میں مجھے سلام کہتا تھا جو پتھر آپ ﷺ کو سلام کرے اس سے تو محبت کرو نبی ﷺ نے فرمایا احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ

(صحیح مسلم : کتاب الفضائل ، باب فضل نسب النبی و تسلیم الحجر علیہ ، حدیث:۲۲۷۷)

ترجمہ:۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں ہے، وہ مجھے نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔ میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔“

جو پتھر آپ کو سلام کرے اس سے تو محبت کرو اور جس کو آقا سلام کریں۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(سورۃ الانعام ، آیت نمبر:۵٤)

ترجمہ:۔ ”اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو کہہ سلام ہے تم پر تمہارے رب نے رحم کرنا اپنے اپ پر لازم کر لیا ہے کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص جہالت سے کوئی برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے تو یقیناً وہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا“۔

تیرے پاس ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اسے سلام کرو عمر رضی اللہ عنہ آئے سلام کرو عثمان رضی اللہ عنہ آئے اسے سلام کرو علی رضی اللہ عنہ آئے اسے سلام کر۔

آج ملک میں جتنے چکلے کوٹھے ہیں ان کے مالک وہ لوگ ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے گستاخ ہیں گانا گانے والے کون لوگ ہیں۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے گستاخ ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی دشمنی کی سزا انہیں ملی ہے اللہ نے ان کے دل سے نور ہی چھین لیا ہے۔

آپ کو اہلحدیث گلوکار نہیں ملے گانا گانے والا نہیں ملے گا۔ یہ اللہ کا فضل ہے میرے مسلک پر۔



شان صحابہ رضی اللہ عنہم پر خاص دلائل

بدریو! تم جو مرضی کرو میں نے تمہارے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج کی گفتگو میں آپ کے سامنے عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے عنوان پر خاص دلائل پیش کروں گا جن میں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہوگا۔ اور ان شاء اللہ کوئی شیعہ اور رافضی ان دلائل کا انکار بھی نہیں کر سکے گا۔

نبی ﷺ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے دلیل کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر: ۱۰۳)

ترجمہ:۔ ”اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ“۔

میں نے اس آیت سے استدلال کیوں کیا ہے کہ صحابہ تمام جنتی ہیں؟ اس وجہ سے کہ قرآن مجید سے جتنی مرضی آیات پڑھیں کہ صحابہ جنتی ہیں رافضی کہتا ہے کہ یہ آیت آل رسول کے لیے ہیں علی رضی اللہ عنہ حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ کیلئے ہیں۔ میں نے آیت وہ پڑھی ہے

جس میں یہ ذکر ہے کہ وہ پہلے جہنم کے کنارے پر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں بچایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب ایمان قبول کیا اس وقت یہ چھوٹے تھے۔ فطرت پر تھے جہنم کے کنارے پر نہیں تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہی اسلام پر ہوئی تربیت نبوت کی گود میں ہوئی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا اسلام میں پیدا ہوئیں اسلام میں پروان چڑھی لہٰذا وہ کون لوگ تھے جو جہنم کے گڑھے کے کنارے پر تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں بچایا۔ ماننا پڑے گا کہ یہ آیت خاص صحابہ کرام کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

جو کہے یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اس سے پوچھو کیا تم مانتے ہو کہ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ کے مصداق علی ہیں؟

جو تیرے نزدیک معصوم ہیں انہیں علیٰ شفا حفرۃ من النار کیسے تسلیم کرتے ہو۔

بیعت رضوان

دوسری آیت:۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

(سورۃ الفتح، آیت نمبر ۱۸)

ترجمہ:۔ "بلا شبہ یقیناً ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ اس درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے تو اس نے جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا، پس ان پر سکینت نازل کر دی اور انہیں بدلے میں ایک قریب فتح عطا فرمائی"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اللہ نے ان کے دلوں جانا ہے دل دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی۔

جو کہتا ہے کہ انہوں نے اوپر اوپر سے کلمہ پڑھا ہے وہ قرآن کا انکار کرتا ہے۔

ایک آدمی مجھے کہنا لگا نبی ﷺ کا خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کس نے پڑھایا تھا میں نے کہا ابو طالب نے وہ کہنے لگا کیا وہ مسلمان نہیں تھا میں نے کہا ہمارا اس وقت اختلاف نہیں تھا اختلاف اس وقت ہے جب نبی ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا اور اس نے نہیں مانا۔ کہنے لگا اس نے اندر ہی اندر پڑھا تھا ظاہر نہیں کیا تھا میں نے کہا تجھے کیسے پتہ چل گیا جب اس نے ظاہر ہی نہیں کیا تو تجھے کیسے پتہ چلا؟

اندر والی بات کون جانتا ہے۔

فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

(سورۃ الفتح، آیت نمبر:۱۸)

ترجمہ:۔"اس نے جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا، پس ان پر سکینت نازل کر دی اور انہیں بدلے میں ایک قریب فتح عطا فرمائی"۔

لوگو! صحابہ سے پیار کرو محبت کرو۔ اہل بیت سے محبت کرو آل رسول سے پیار کرو نبیا کرم ﷺ کے ساتھیوں سے محبت کرو، نبی ﷺ کے گھرانہ سے محبت کرو۔ ہمارا تو عقیدہ ہے نبی اکرم ﷺ کے گھر کی مٹی بھی جنت ہے۔ مَابَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ روضة من رياض الجنة۔

اس بیعت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود نہیں اس بیعت میں حسن و حسین موجود نہیں تھے پھر وہ کون مؤمنین ہیں جن سے اللہ راضی ہو گیا۔

ماننا پڑے گا وہ نبی کے صحابی ہیں۔

لوگو! صحابہ سے پیار کرو صحابہ سے محبت کرو آل رسول سے محبت کرو اہل بیت سے محبت کرو۔

تیسرا مقام: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(سورة التوبه، آیت نمبر ۱۰۰)

ترجمہ:۔ "اور مہاجرین اور نصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ اور وہ لوگ جو نیکی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ،ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے"۔

لائیے دنیا کی کوئی کتاب، اہل حدیث کی نہیں، اہل سنت کی کتاب نہیں، ان کی کتاب جو صحابہ کو نہیں مانتے جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ علیؓ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے ہجرت کی ہو؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پہلے ہجرت کی ہے۔

لوگو! صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیار کرو صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کرو آل رسول سے محبت کرو اہل بیت سے محبت کرو۔

چوتھا مقام:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝

(سوره آل عمران : آیت نمبر: ۱۲۳،۱۲۴،۱۲۵)

ترجمہ:۔ اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے، سو ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم احسان مانو۔ جب تو کہنے لگا مسلمانوں کو کیا تم

کو کافی نہیں کہ تمہاری مدد کو بھیجے رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اترنے والے۔ البتہ اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر۔

جن صحابہ رضی اللہ عنہم پر تم جرح کرتے ہو وہ صحابہ بدری ہیں اور بدر والوں کے متعلق اللہ کا اعلان ہے جو مرضی کرو میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ترین صحابہ کون سے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جو بدر میں حاضر ہوئے تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا پھر ہم میں بھی افضل ترین فرشتے وہ ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

(بخاری کتاب المغازی، باب شھود الملائکة)

غزوہ بدر کا ذکر قرآن میں ہے لہٰذا مجھے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام گنوا دو، اپنی کتابوں سے ہی گنوا دو۔

میرا حسن رضی اللہ عنہ بھی بدری نہیں۔

میرا حسین رضی اللہ عنہ بھی بدری نہیں۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ بدری ہیں عمر رضی اللہ عنہ بدری ہیں۔

تمہارے نزدیک تو صرف ایک ہی بدری ہے علی بدری ہے۔

میرا عقیدہ ہے:۔

جس طرح علی رضی اللہ عنہ بدری ہیں۔

اسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ بدری ہیں۔

اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ بدری ہیں۔

بدری صحابیوں رضی اللہ عنہم کی تمام غلطیاں اللہ نے معاف کر دیں ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے

اور زبیر اور مقداد بن اسود (رضی اللہ عنہ) کو ایک مہم پر بھیجا اور آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ روضہ خاخ (جو مدینہ سے بارہ میل کے فاصل پر ایک جگہ کا نام ہے) پر پہنچ جاؤ تو وہاں ایک بڑھیا عورت تمہیں اونٹ پر سوار ملے گی اور اس کے پاس ایک خط ہو گا، تم لوگ اس سے وہ خط لے لینا۔ ہم روانہ ہوئے اور ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لئے جا رہے تھے۔ آخر ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے اور وہاں واقعی ایک بوڑھی عورت موجود تھی جو اونٹ پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ لیکن جب ہم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تو نے خط نہ نکالا تو تمہارے کپڑے ہم خود اتار دیں گے۔ اس پر اس نے اپنی گندھی ہوئی چوٹی کے اندر سے خط نکال کر دیا، اور ہم وہ خط رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے، اس کا مضمون یہ تھا، حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے چند آدمیوں کی طرف، اس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعض رازوں کی خبر دی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بارے میں عجلت سے کام نہ لیجئے۔ میری حیثیت (مکہ میں) یہ تھی کہ قریش کے ساتھ میں نے رہنا سہنا اختیار کر لیا تھا، ان سے رشتہ ناطہ میرا کچھ بھی نہ تھا۔ آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی تو مکہ میں سب کی رشتہ داری ہے اور مکہ والے اسی وجہ سے ان کے عزیزوں کی اور ان کے مالوں کی حفاظت و حمایت کریں گے مگر مکہ والوں کے ساتھ میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے، اس لئے میں نے سوچا کہ ان پر کوئی احسان کر دوں جس سے اثر لے کر وہ میرے بھی عزیزوں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ میں نے یہ کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہرگز نہیں کیا ہے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے خوش ہو کر۔ رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے میں اس منافق کا سر اڑا دوں،

آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں، یہ بدر کی لڑائی میں (مسلمانوں کے ساتھ مل کر) لڑے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ مجاہدین بدر کے احوال (موت تک کے) پہلے ہی سے جانتا تھا، اور وہ خود ہی فرما چکا ہے کہ "تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں"

(صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب فضل من شھد بدراً، حدیث:۳۹۸۳)

جاسوسی کی سزا آج بھی قتل ہے۔ نبی ﷺ نے جاسوس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

(ابو داؤد)

لیکن نبی پاک نے حاطب کے متعلق فرمایا عمر رضی اللہ عنہ تجھے نہیں پتہ یہ بدری ہے۔ اور بدری کے متعلق اللہ نے فرمایا:۔

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

ترجمہ:۔ بدریو! جو مرضی کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

بدری جو مرضی کریں وہ جنتی ہیں ابو بکر جو مرضی کریں وہ جنتی ہے تو کہتا ہے باغ فدک نہیں دیا تھا میں کہتا ہوں اِعْمَلُوْا مِا شِئْتُمْ ابو بکر رضی اللہ عنہ باغ دے، نہ دے وہ جنتی ہے عمر رضی اللہ عنہ جو مرضی کرے وہ جنتی ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ جو مرضی کرے جنتی ہے

عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق تو نبی ﷺ نے نام لے کر کہا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ) آئندہ کے بعد جو مرضی عمل کر اللہ نے تیرے سارے گناہ معاف کر دیے ہیں آپ ﷺ غزوہ تبوک کیلئے چندہ اکٹھا کرنے کا اعلان کیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار رسول اللہ ﷺ کی گود میں ڈال دیئے آپ ﷺ نے ان درھموں کو الٹ پلٹ رہے تھے اور ساتھ یہ کہہ رہے تھے: مَا ضرَّ عُثْمانُ مَاعَمِلَ بَعدَ الْيَوْم۔

(ترمذی: کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، حدیث ۳۷۰۱)

قرآن نے کن شہداء کا ذکر کیا

قرآن نے کن شہداء کو مردہ کہنے سے منع کیا ہے؟ وہ شہداء نبی ﷺ کے صحابہ ﷢ ہیں۔ جو نبی ﷺ کی زندگی میں شہید ہوئے۔ آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے آل اولاد میں سے شہید آپ ﷺ کی زندگی کے بعد ہوئے ہیں۔ آپ کے وفات کے بعد ہوئے ہیں جن شہداء کا ذکر قرآن میں ہے وہ شہداء نبی ﷺ کے صحابہ ہیں۔ میدان کربلا کی شہادتیں بعد میں ہیں۔ آپ کی آل اولاد۔ اہل بیت میں سے جو شخصیات ہوئے ہیں وہ آپ کی زندگی کے بعد شہید ہوئے ہیں۔

جن شہداء کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ جس جہاد کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ جس ہجرت کا ذکر قرآن میں ہے۔ جس تہجد کا ذکر قرآن میں ہے۔ جس رکوع اور سجود کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ تقویٰ۔ صداقت۔ امانت اور حزب اللہ۔ ہدایت یافتہ۔ کامیاب وکامران۔ قرآن میں جتنی بھی صفات ہیں وہ سب آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی ہیں۔

اسلام کی فوجیں

صحابہ کرام اسلام کی فوجیں ہیں۔ آج لوگ کہتے ہیں نبی ﷺ کے صرف تین صحابی تھے باقی سب نے اوپر سے کلمہ پڑھا تھا۔ میں کہتا ہوں قرآن تو نبی کے صحابہ کا ذکر فوجوں کی صورت میں بیان کرتا ہے:

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

(سورة النصر، آیت نمبر: ۱۔۳)

ترجمہ:۔ جب پہنچ چکے مدد اللہ کی اور فیصلہ۔ اور تو دیکھے لوگوں کو داخل ہوتے دین میں غول کے غول۔ تو پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور گناہ بخشوا اس سے

بیشک وہ معاف کرنے والا ہے۔

قرآن کہتا ہے اسلام میں فوج در فوج داخل ہوئے ہوئے ہیں۔ اور تو کہتا ہے وہ تین تھے بتا تیری مانوں کہ قرآن کی مانوں؟

ہم صحابہ کرام سے محبت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے محبوب تھے اور اللہ ان پر راضی تھا۔

علی رضی اللہ عنہ بھی جنتی ہیں

اہلحدیث کا عقیدہ ہے علی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب ہیں۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ ہماری آنکھوں کا سکون ہیں۔

سَهْلٌ رضى الله عنه يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ ـ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ" لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يُفْتَحُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ" فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَى فَغَدَوْا كُلُّهُمْ يَرْجُوهُ فَقَالَ " أَيْنَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ " . فَقِيلَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ فَقَالَ أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا . فَقَالَ " انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، فَوَاللَّهِ لأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلاً خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ " .
(بخاری: کتاب الجهاد، باب فضل من اسلم، حدیث ۳۰۰۹)

ترجمہ:۔ سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا، کل میں ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح حاصل ہو گی، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کا

رسول بھی محبت رکھتے ہیں۔ رات بھر سب صحابہ کے ذہن میں یہی خیال رہا کہ دیکھئے کسے جھنڈا ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو ہر شخص امیدوار تھا، لیکن آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہو گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا مبارک تھوک ان کی آنکھوں میں لگادیا۔ اور اس سے انہیں صحت ہو گئی، کسی قسم کی بھی تکلیف باقی نہ رہی۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں کو جھنڈا عطا فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں ان لوگوں سے اس وقت تک نہ لڑوں جب تک یہ ہمارے ہی جیسے یعنی مسلمان نہ ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں ہدایت فرمائی یوں ہی چلا جا۔ جب ان کی سرحد میں اترے تو انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں بتانا کہ (اسلام کے ناطے) ان پر کون کون سے کام ضروری ہیں۔ خدا کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ اللہ ایک شخص کو بھی مسلمان کردے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

علی رضی اللہ عنہ جو مرضی کرے وہ جنتی ہے۔ علی رضی اللہ عنہ اللہ اور رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں



اہل حدیث اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے عقیدے پر غور کیا اللہ کی قسم اہلحدیث کا وہی عقیدہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۳۷﴾

(سورۃ البقرۃ : آیت نمبر: ۱۳۷)

ترجمہ:۔ "پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پاگئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک ضد میں پڑے ہوئے ہیں، سو اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا، اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے"

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔ تمام کا عقیدہ صحیح اور درست ہے میرے نبی کے تمام صحابہ پیارے ہیں میں اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اہلحدیث کا عقیدہ بھی وہ ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے۔ اہلحدیث کا منہج بھی وہی ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا منہج ہے۔

میں اہلحدیث کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے [redacted] ایک ایک صحابی کی عظمت اپنی جگہ پر۔ [redacted] ہی نرالی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد پر کھڑے تھے پہاڑ نے حرکت شروع کر دی آپ نے پاؤں مارا اور کہا ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

شہادت کی بشارت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَعِدَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَى اُحُدٍ وَمَعَهُ اَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ قَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدَانِ۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب حدیث ۳۶۹۶)

ترجمہ:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے تو آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ لرزنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں سے اسے مارا اور فرمایا، احد! ٹھہرا رہ کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

شہادت اور مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وفات کی تمنا

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی شَهَادَةً فِی سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِی فِی بَلَدِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا کر اور میری موت اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مقدر کر دے۔

جوار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہونے کی تمنا

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ الْاَوْدِیِّ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اذْهَبْ اِلَى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْ يَقْرَاُ عُمَرُ بْنُ

الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ ثُمَّ سَلْهَا اَنْ اُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ قَالَتْ كُنْتُ اُرِيْدُهُ لِنَفْسِيْ فَلَاُوثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِيْ فَلَمَّا اَقْبَلَ قَالَ لَهُ مَا لَدَيْكَ قَالَ اَذِنَتْ لَكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ مَا كَانَ شَيْءٌ اَهَمَّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ فَاِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمُوْا ثُمَّ قُلْ يَسْتَاْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاِنْ اَذِنَتْ لِيْ فَادْفِنُوْنِيْ وَاِلَّا فَرُدُّوْنِيْ اِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

(كتاب الجنائز ، باب ماجاء في قبر النبي ، حديث ١٣٩٢)

ترجمہ:۔ حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میری موجودگی میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اے عبداللہ! ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جا اور کہہ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور پھر ان سے معلوم کرنا کیا مجھے میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی آپ کی طرف سے اجازت مل سکتی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس جگہ کو اپنے لیے پسند کر رکھا تھا لیکن آج میں اپنے پر عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں۔ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کیا پیغام لائے ہو؟ کہا امیر المومنین انہوں نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ عمر یہ سن کر بولے کہ اس جگہ دفن ہونے سے زیادہ مجھے اور کوئی چیز زیادہ اہم نہیں تھی۔ لیکن جب میری روح قبض ہو جائے تو مجھے اٹھا کر لے جانا اور پھر دوبارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو میرا سلام پہنچا کر ان سے کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی ہے۔ اگر اس وقت بھی وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہیں دفن کر دینا، ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

نبی ﷺ نے جن دو شہیدوں کا ذکر کیا ان میں ایک حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تھے اور شہید وہ ہوتا ہے جس کے آخری سانس میں بھی ایمان موجود ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری سانس میں ایمان موجود تھا۔

میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عقیدے پر غور کیا اللہ کی قسم اہلحدیث کا وہی عقیدہ ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے۔

نعرہ تکبیر

حضرت عمر کا عقیدہ نعرہ صرف اللہ کی کبریائی کا لگایا جائے گا اللہ کی عظمت اور جلالت کو بلند کیا جائے گا اور دشمن عمر غیر اللہ کے نعرے بلند کرے گا۔

احد کے میدان میں جب کفار نے پلٹ کر حملہ کیا مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی لڑائی کے بعد ابو سفیان پہاڑ پر کھڑے ہو کر کہتا ہے۔ ھبل بلند ہو جا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نعرہ لگایا: اللہ بلند ہے اللہ جلالت والا ہے۔

ترجمہ:۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احد کے موقع پر جب مشرکین سے مقابلہ کے لئے ہم پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے تیر اندازوں کا ایک دستہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں (پہاڑی پر) مقرر فرمایا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اس وقت بھی جب تم لوگ دیکھ لو کہ ہم ان پر غالب آگئے پھر بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اس وقت بھی جب تک دیکھ لو کہ وہ ہم پر غالب آگئے، تم لوگ ہماری مدد کے لئے نہ آنا۔ پھر جب ہماری مڈ بھیڑ کفار سے ہوئی تو ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ میں نے دیکھا کہ ان کی عورتیں پہاڑیوں پر بڑی تیزی کے ساتھ بھاگی جا رہی تھیں، پنڈلیوں سے اوپر

کپڑے اٹھائے ہوئے، جس سے ان کے پازیب دکھائی دے رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے (تیر انداز) ساتھی کہنے لگے کہ غنیمت غنیمت۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا (اس لئے تم لوگ مال غنیمت لوٹنے نا جاؤ لیکن ان کے ساتھیوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کی اس حکم عدولی کے نتیجے میں مسلمانو کو ہار ہوئی اور ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ابو سفیان نے پہاڑی پر سے آواز دی، کیا تمہارے ساتھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی جواب نہ دے، پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ ابن ابی قحافہ ہیں موجود ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں بھی ممانعت فرمادی۔ انہوں نے پوچھا، کیا تمہارے ساتھ ابن خطاب موجود ہیں؟ اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ یہ سب قتل کر دیئے گئے۔ اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ بے قابو ہو گئے اور فرمایا، خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ خدا نے ابھی انہیں تمہیں ذلیل کرنے کے لئے باقی رکھا ہے۔ [redacted] "ہبل (ایک بت) بلند رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہ کہو، [redacted] "اللہ سب سے بلند ہے اور بزرگ و برتر ہے۔ ابو سفیان نے کہا، ہمارے پاس عزیٰ (بت) ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔ آپ نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہ کہو "اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ" اللہ ہمارا حامی اور مددگار ہے اور تمہارا کوئی حامی نہیں۔ ابو سفیان نے کہا "لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ" آج کا دن بدر

کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی ہوتی ہے۔ (کبھی ہمارے ہاتھ میں اور کبھی تمہارے ہاتھ میں) تم اپنے مقتولین میں کچھ لاشوں کا مثلہ کیا ہوا پاؤ گے، میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا لیکن مجھے برا نہیں معلوم ہوا۔

[redacted]

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ اور عمر کا دشمن کہتا ہے۔ اُعْلُ ھُبَل۔

جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ رکھتا ہے وہ اللہ اکبر کے نعرے لگاتا ہے۔ وہ اللہ کی عظمت اللہ کی کبریائی کے نعرے لگاتا ہے۔

اور جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے وہ اولیاء کے نعرے لگاتا ہے "ھبل اللہ" کا ولی تھا جس کا بت بنا کر مشرکین مکہ نے بیت اللہ کے پاس رکھا تھا۔ دشمن عمر آج بھی غیر اللہ کے نعرے لگاتا ہے یا علی کہے گا یا اللہ نہیں کہے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے اللہ نے سینوں سے توحید ہی نکال لی ہے۔

نعرے کا مطلب

میں ایک جگہ ایک تقریر کرنے کے لئے گیا مشترکہ پروگرام تھا میں نے تقریر شروع کی تو ایک نوجوان بار بار نعرہ لگائے وہ جب نعرہ رسالت کہے تو وہ جواب دیں: یا رسول اللہ۔ میں نے اس سے پوچھا تجھے نعرے کے مطلب کا پتہ ہے وہ خاموش ہو گیا میں نے اسے کہا بتا تا نہیں نعرے کا مطلب کیا ہے وہ چپ ہو گیا بولے ہی نہ۔ جیسے میں آپ سے پوچھوں کہ نعرے کا مطلب کیا تو آپ کو بھی نہ آئے کہ اس کا مطلب کیا ہے، اور نعرے لگانے میں سب سے آگے مطلب کا پتہ نہیں۔

نعرہ ایک سوال ہے ایک آواز ہے نعرہ تکبیر تکبیر کا نعرہ کیا ہے تکبیر کی آواز کیا ہے

برائی کے لائق کون ہے۔ کبریائی کے لائق کون ہے۔ تو اس کا جواب ہے اللہ اکبر۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ کبریائی کے لائق اللہ ہے۔ نعرہ رسالت کا مطلب ہے رسالت کے لائق کون ہے تو اس کا جواب ہے محمد رسول اللہ۔

اگر نعرہ رسالت کا جواب یہ دے یا رسول اللہ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ نعرہ لگانے والا پوچھتا ہے رسالت کے لائق کون ہے تو یہ کہتا ہے مجھے نہیں پتہ اے اللہ کے رسول آپ ہی بتادیں۔ تو کیسا مسلمان ہے تجھے یہ ہی نہیں پتہ کہ رسالت کے لائق کون ہے۔

نعرہ حیدری بہادری کے لائق کون ہے یہ کہتا ہے یا علی۔ مجھے نہیں پتہ اے علی، اے علی آپ ہی بتادیں۔

یا پھر نعرہ تکبیر کا مطلب یہ ہے کہ تکبیر کا نعرہ کیا ہے کبریائی کا نعرہ کیا ہے تو اس کا جواب ہے اللہ اکبر۔

نعرہ رسالت کا مطلب ہے رسالت کا نعرہ کیا ہے تو اس کا معنی یہ ہے اللہ اکبر کیونکہ تمام رسول، اللہ کی کبریائی بیان کرتے تھے۔ اللہ کی عظمت ہی بیان کرتے تھے۔

نعرہ حیدری کا مطلب ہے بہادری یا علی کا نعرہ کیا تھا تو اس کا بھی وہی جواب ہے اللہ اکبر کیونکہ حضرت علی بھی اللہ کی کبریائی اور عظمت بیان کرتے تھے۔

نعرہ رسالت کا جواب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعرہ حیدری کا جواب یا علی عقلی علمی ہر لحاظ سے غلط ہے۔

ایک نعرہ لگاتے ہیں۔ نعرہ خلافت تو جواب میں کہا جاتا ہے حق چار یار اس کے بعد پھر نعرہ لگاتا ہے نعرہ حیدری تو جواب میں کہا جاتا ہے یا علی۔

جب نعرہ خلافت لگ گیا تو پھر بعد میں نعرہ حیدری لگانے کا کیا مطلب ہوا جب حق چار یار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آگئے تو الگ نعرہ حیدری کیوں لگایا۔

یہ نعرہ ادھر سے آیا ہے اور اس گھرنے بھی ہر معاملہ میں ان کی مماثلت کی ہے۔ان کے جراثیم ایک ہی ہے۔

انہوں نے وضو میں پاؤں کے مسح کا شروع میں اضافہ کیا انہوں نے وضو کے دوران گردن کے مسح کا اضافہ کر دیا۔ انہوں نے اذان کے اندر اضافہ کیا عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہ وَصِیُّ رسولِ اللّٰہ وَ خَلیفتہ بَلَا فَصل۔انہوں نے اذان کے شروع میں درود خود ساختہ ایجاد کیا ہے۔انہوں نے تین کلمے ایجاد کیۓ انہوں نے چھ کلمے بنا لیے انہوں نے گھوڑے کی پوجا کی تو ان کی عورتوں نے ان کا مکمل ساتھ دیا۔ گھوڑا ان کا، پوجا کرنے والی عورتیں ان کی، سبیل لگانے والے یہ۔

نفع و نقصان کا اختیار

حضرت عمر کا عقیدہ ہے:۔اللہ کے علاوہ کوئی بھی نفع و نقصان کا اعتبار نہیں رکھتا۔ حتیٰ کہ حجر اسود بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ،اسے تو صرف رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں بوسہ دیا جاتا ہے۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ

(صحیح بخاری : کتاب الحج ، باب ما ذکر فی الحجر الاسود ، حدیث: ۱۵۹۷)

ترجمۃ:۔ حضرت ربیعہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا اور فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے،نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔اگر رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے میں نہ دیکھتا تو میں بھی کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔



عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے حجر اسود نفع نقصان کا مالک نہیں اہلحدیث کا عقیدہ ہے دنیا کا کوئی پتھر نفع و نقصان کا مالک نہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اہلحدیث کے پاس محفوظ ہے جس نے کبھی لوہے کے کڑے نہیں پہنے کیونکہ کڑے میں کوئی نفع دینے والی چیز نہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اہلحدیث میں موجود ہے۔ جس نے کبھی بواسیر کے لئے چھوٹے چھوٹے چھلے نہیں پہنے۔ جس نے کبھی ہاتھوں میں چھلے نہیں پہنے۔

ایران سے لائے ہوئے فیروزے کبھی نہیں پہنے۔

فیروزہ جانتے ہو کہ اس کی نسبت کہاں سے ہے؟

جس ایرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اس ایرانی کا نام فیروز تھا اس کی کنیت ابو لؤلؤ تھی۔

اس کے نام کی طرف منسوب کر کے پتھر کا نام فیروزہ رکھا ہے اور یہ سمجھ کر لوگ پہنتے ہیں کہ جو یہ پہنے گا اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عداوت سمجھی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دشمنی کرنے والے آج فیروزہ پہن کر بڑا فخر کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اہلحدیث نے محفوظ کیا ہے اس لیے آج سب سے زیادہ محبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اہلحدیث کو ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے کوئی پتھر نفع و نقصان کا مالک نہیں۔

حجر اسود جنت سے آیا ہے جب یہ نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دنیا کا کوئی پتھر بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہو سکتا۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(سورۃ البقرۃ: آیت نمبر: ۱۳۷)

ترجمہ :۔ "پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک ضد میں پڑے ہوئے ہیں، سو اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا، اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے"۔

جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ فیروزہ نفع و نقصان کا مالک ہے پتھر اور چھلوں کو نفع و نقصان کا مالک سمجھتا ہے اور ستاروں کی گردش کو اپنی قسمت سمجھتا ہے اور اس کا عقیدہ صحابہ والا نہیں اور جس کا عقیدہ صحابہ کے عقیدے والا نہیں وہ ہدایت یافتہ نہیں۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾

(سورة البقرة : آیت نمبر: ۱۳۷)

ترجمہ :۔ "پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک ضد میں پڑے ہوئے ہیں، سو اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا، اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے"۔

[redacted]

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اور عمل آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

آپ توجہ سے سنیں ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت اور حیاء کا حال بھی سنو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مؤمن عورتوں کو بے پردہ دیکھنا گوارہ نہیں کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي عِشَاءً وَكَانَتْ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يَنْزِلَ الْحِجَابُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ.

[redacted]

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں رات میں مناصع کی طرف قضاء حاجت کے لیے جاتی اور مناصع ایک کھلا میدان ہے۔ تو (حضرت) عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ اپنی بیویوں کو پردہ کرائیے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل نہیں کیا۔ ایک روز رات کو عشاء کے وقت حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ جو دراز قد عورت تھیں، (باہر) گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آواز دی (اور کہا) ہم نے تمہیں پہچان لیا اور ان کی خواہش یہ تھی کہ پردہ (کا حکم) نازل ہو جائے۔ چنانچہ (اس کے بعد) اللہ نے پردہ (کا حکم) نازل فرمادیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بغیر پردہ کے باہر نہ نکلیں، ایک روایت میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہر قسم کا آدمی آ ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیگموں کو پردے کا حکم دیں۔

اللہ نے آسمان سے پردے کی آیتیں نازل کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت پیدا کرو جن لوگوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت نہیں ان کی عورتیں رات شام غریباں منا گزارتیں ہیں یہ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عداوت رکھنے کی سزا ملی ہے۔

ماں باپ کو کوئی پتہ نہیں ہماری بیٹی کدھر ہے گھر سے مجلس عزا سننے گئی ہے اور بازاروں میں ننگے منہ گھوم رہی ہیں ان کے چہرے ننگے ان کے سینے ننگے۔

لوگو! اپنے گھروں میں پردہ کراؤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت پیدا کرو۔ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو پردہ کراؤ۔

پورے ملک میں بے پردگی کا سیلاب آچکا ہے جس گروہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت نہیں اس گروہ میں کبھی پردہ نہیں آسکتا۔

[redacted]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مختلف گروہوں میں نماز تراویح ادا کر رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اکٹھا کر دیا اور ایک امام کی اقتداء میں کھڑا کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح شروع نہیں کروائی بلکہ ایک امام پر اکٹھا کیا۔ تراویح لوگ پہلے بھی پڑھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - رضى الله عنه - لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ، إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلاَتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلاَءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ . ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلاَةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ . يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ .

[redacted])

ترجمہ:۔ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت کی کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات کو مسجد میں گیا۔ سب لوگ متفرق اور منتشر تھے۔ کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا، اور کچھ کسی کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ اگر میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہو گا۔ چنانچہ آپ نے یہی ٹھان کر ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام بنا دیا۔ پھر ایک رات جو میں ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ نیا طریقہ بہتر اور مناسب ہے اور (رات کا) وہ حصہ جس میں یہ لوگ سو جاتے ہیں اس حصہ سے بہتر اور افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں۔" آپ رضی اللہ عنہ کی مراد رات کے آخری حصہ (کی فضیلت) سے تھی۔ کیونکہ لوگ یہ نماز رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے۔

مؤطا امام مالک میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا گیارہ رکعت قیام کراؤ آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر "اَمَرَ عُمَر بن الْخَطاب اُبَیّ بِن کَعْب وَتمیما الدَّارِمِیُ انْ یَقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحدیٰ عَشَرۃ رَکعۃ"۔

[redacted]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور آیا انہوں نے مسجد میں دیکھا کہ لوگ رات کو نماز تراویح پڑھ رہے تھے یہ منظر دیکھ کر خوش ہو گئے اور دعا کی یا اللہ عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو منور کر دے جس نے تیری مسجدیں بارونق کر دیں۔

[redacted] میں چل کر دیکھ لو کن لوگوں کی مساجد میں نماز تراویح ہے اور کن

بارگاہوں میں نماز تراویح نہیں۔ جس کے دل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت نہیں اس کے دل میں قرآن کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔

پورے ملک میں آپ دیکھ لیں ان کا ایک بھی حافظ نہیں میں نے ایک جگہ کہا کہ ان کا ایک شخص حافظ نہیں ہو سکتا۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ وہ اپنا کوئی حافظ تلاش کر رہے ہیں۔ جب انہوں نے حافظ تلاش کر لیا تو مجھے بلایا اور کہنے لگے آپ کہتے تھے ان کا ایک بھی حافظ نہیں آؤ دیکھ لو ہمارا حافظ بھی آ گیا انہوں نے ایک چھوٹا بچہ تقریباً دس سال اس کی عمر ہو گی اسے میرے سامنے بٹھا دیا۔ میں نے کہا اسے کہاں سے لائے ہو کہنے لگے کراچی سے، میں نے کہا یہ تو تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ کراچی سے پیچھے تک تمہارا کوئی حافظ نہیں۔ اور پھر میں نے کہا اس بچے کی عمر کتنی ہے کہنے لگے دس سال میں نے کہا ابھی یہ بچہ اہلحدیث ہے نبی ﷺ نے فرمایا ہر بچہ دین اسلام پر فطرت پر پیدا ہوتا ہے ابھی اسے جوان ہونے دو جب جوان ہو گا۔ اگر رافضیت اس میں آئے گی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دے گا تو اللہ اس کے سینے سے قرآن چھین لے گا۔

اذان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

مدینے میں جب نماز کے لئے اکٹھا کرنے کا پروگرام بنا تو نبی ﷺ نے صحابہ سے مشورہ کیا لوگوں کو کیسے اکٹھا کیا جائے کسی نے مشورہ دیا۔ آگ جلا لو۔ کسی نے مشورہ دیا گھنٹی بجا دو نبی ﷺ خاموش رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ سوئے انہیں خواب آئی کہ ایک فرشتہ اذان دے رہا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خواب نبی ﷺ کو سنا دی۔

عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالرُّؤْيَا [redacted] حَقٌّ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَإِنَّهُ أَنْدَى وَأَمَدُّ صَوْتًا مِنْكَ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَا قِيلَ لَكَ وَلْيُنَادِ بِذَلِكَ قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ عُمَرُ

بْنُ الْخَطَّابِ نِدَاءَ بِلَالٍ بِالصَّلَاةِ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَجُرُّ إِزَارَهُ وَهُوَ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ فَذَلِكَ أَثْبَتُ

(ترمذی: کتاب الصلاۃ، باب ماجآء فی بدء الاذان، حدیث ۱۸۹)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رات کو خواب میں اذان سنی۔ جب ہم صبح کی تو رسول اللہ کے پاس آئے اور خواب سنائی آپ ﷺ نے فرمایا یہ سچی خواب ہے۔ اور بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے یہ کلمات سکھا دیں کیونکہ ان کی آواز بلند ہے اور لمبی بھی ہے اور ان کلمات سے وہ اذان کہیں گے۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سنی تو فورا رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے اور کہنا شروع کر دیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے بھی بالکل اسی طرح کی خواب دیکھی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کی ہیں پس یہی اذان ثابت رہے گی۔

فرشتے نے اذان اللہ اکبر سے شروع کی:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاح حَیَّ عَلَی الْفَلَاح

اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جو عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتا اس کے پاس حضرت عمر والی اذان بھی نہیں۔ جس گروہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں اس کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی اذان بھی نہیں ہو سکتی۔ اذان میں اضافہ کرے گا۔

اَشْھَدُ اَنَّ اَمِیرَ المومنین وَاِمَامَ المتقین وَقَاتِلِ الْمُشْرِکِیْن

جاؤ آج بھی شیعہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اذان میں

اَشْھَدُ اَنَّ اَمِیرِ الْمومِنِیْن کہنا بدعت ہے ضلالت ہے گمراہی ہے۔

جو اذان مکہ میں ہوتی ہے مدینہ میں ہوتی ہے وہ اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے اور درمیان میں بھی کوئی اضافہ نہیں ہے۔

میں سب لوگوں کو بڑے پیار محبت سے دعوت دیتا ہوں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کریں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی اذان دیں۔

[redacted]

تحفۃ الاحوذی
ج 4 ص 982

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا جو شخص حلالہ کرے گا میں اس پر حد زنا جاری کروں گا جو شخص متعہ کرے گا میں اس پر حد زنا جاری کروں گا۔

اہلحدیث حلالہ کو حرام کہتا ہے زنا کہتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عقیدے کے مطابق عمل کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا ہے۔

لوگو! ہمیں کس طرح طعنہ دیتے ہو کہ ہم صحابہ کو نہیں مانتے جو حلالہ کرتا ہے یا

کرواتا ہے اس کے دل میں عمر کی محبت نہیں۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(سورۃ البقرۃ: آیت نمبر: ۱۳۷)

ترجمہ:۔ "پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پاگئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک ضد میں پڑے ہوئے ہیں، سو اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا، اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے"۔

~~جزء رفع الیدین~~

نصب الرایہ ج ۱ ص 416

رفع الیدین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

مصنف عبدالرزاق صفحہ ۴۱۶۔۴۱۷ پر حدیث موجود ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھانے لگے تو لوگوں کو کہا میری طرف توجہ کرو۔ یعنی میری نماز دیکھو آپ رضی اللہ عنہ نے نماز میں رفع الیدین کیا سلام سے فارغ ہو کر کہا اے لوگو یہ نماز ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھتے تھے اور پڑھاتے تھے۔

صحابہ بیان کرتے ہیں اس نماز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رفع الیدین کیا تھا۔ رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا تھا۔

اہلحدیث کہتا ہے نماز میں رفع الیدین کرنا میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے نبی رضی اللہ عنہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

میں بڑی ذمہ داری سے یہ بات کرنے لگا ہوں جو شخص نماز میں رفع الیدین نہیں کرتا اس کی نماز میرے پیغمبر والی نہیں اس کی نماز ابو بکر والی نہیں اس کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی نہیں اس کی نماز، نماز حنفی ہو سکتی ہے نمازِ محمدی نہیں ہو سکتی۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(سورة البقرہ: آیت نمبر:۱۳۷)

ترجمہ:۔ "پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پاگئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک ضد میں پڑے ہوئے ہیں، سو اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا، اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے"۔

حدیث 1198

ا/

فاتحہ خلف الامام

مستدرك حاكم میں سنن بیھقی میں مصنف عبدالرزاق میں مصنف ابن ابی شیبہ میں [redacted] میں شرح معانی الآثار امام طحاوی کی۔ السنن الکبری بیھقی صفحہ ١٦٧ پر یہ حدیث موجود حضرت یزید بن شریک بڑے مشہور تابعی ہیں انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی چاہیے یا نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں پڑھنی چاہیے۔ اگلے الفاظ پر غور کرو حضرت یزید بن شریک کہتے ہیں امام آپ ہوں اور مقتدی میں ہوں پھر بھی فاتحہ پڑھوں گا آپ نے فرمایا ہاں امام میں ہوں اور مقتدی تم ہو پھر بھی فاتحہ پڑھنی ہے۔

[redacted] میں ہے اور جتنی کتب کا میں نے حوالہ دیا ہے ان میں لکھا ہے [redacted] اگر آپ اونچی قراءت کریں پھر بھی میں فاتحہ پڑھوں حضرت عمر نے کہا ہاں اگر میں اونچی قراءت کروں پھر بھی فاتحہ پڑھنی ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

(فقہ عمر رضی اللہ عنہ، از ڈاکٹر محمد رواس)

اور یہی عقیدہ اہلحدیث کا ہے اور جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے وہ عمر رضی اللہ عنہ کے عقیدہ پر نہیں اور ہدایت یافتہ نہیں۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

(سورة البقرہ : آیت نمبر ۱۳۷)

ترجمہ :۔ "پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پاگئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک ضد میں پڑے ہوئے ہیں، سو اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا، اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے"۔

[redacted]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات جنت میں گئے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل دیکھا۔
اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہو گئے جنت بن چکی ہے اس جنت میں عمر رضی اللہ عنہ کا محل بھی بن چکا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس محل کو دیکھا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم " رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشَفَةً، فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا بِلاَلٌ . وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ، فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا فَقَالَ لِعُمَرَ . فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ " . فَقَالَ عُمَرُ بِأُمِّي وَأَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ .

(صحیح بخاری : کتاب المناقب ، باب مناقب عمر بن الخطاب ، حدیث:۳۶۷۹)

ترجمہ :۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

میں (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابو طلحہ ؓ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی آواز سنی تو میں نے پوچھا، یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ بلال ؓ ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا کہ یہ عمر ؓ کا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں، لیکن مجھے عمر کی غیرت یاد آئی (اور اس لئے اندر داخل نہیں ہوا) اس پر حضرت عمر ؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یارسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ ﷺ سے غیرت کروں گا۔

میں تو کئی مرتبہ سوچتا ہوں اللہ نے عمر ؓ کا محل دکھایا ہے [redacted] کیوں نہیں دکھایا۔ اللہ کو پتہ تھا کہ ظالم قسم کے لوگ آئیں گے تو عمر ؓ کے ایمان میں شک کریں گے اللہ نے پہلے ہی حضرت عمر ؓ کا محل دکھا دیا اور بتا دیا کہ حضرت عمر ؓ جنتی ہیں جو ان کے ایمان میں شک کرے گا اس کا ایمان خود مشکوک ہو گا۔

اللہ نے اپنے نبی کو عمر ؓ کا محل دکھا دیا ہے نبی ﷺ نے اپنی آنکھوں سے وہ محل دیکھا ہے یہ محل حضرت عمر ؓ کا ہے حضرت عمر ؓ کو مل کر رہے گا کوئی انسان اس کو حضرت عمر ؓ سے چھین نہیں سکتا۔

لوگو! صحابہ سے پیار کرو صحابہ سے محبت کرو۔ سارے صحابہ نبی ﷺ کے پیروکار تھے۔ میں ایک ایک صحابی سے مسلک اہلحدیث ثابت کر سکتا ہوں۔ عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مسلک اہلحدیث ثابت کر سکتا ہوں جن پر احناف کو بڑا اعتماد ہے۔ میں عبد اللہ بن مسعود ؓ کے [redacted] جن کو احناف تسلیم نہیں کرتے۔

[redacted] وہ ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتا کیا کوئی شخص بتا

سکتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم شافعی تھے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم مالکی تھے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم حنبلی تھے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم حنفی تھے؟ کوئی شخص یہ بتادے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کتاب وسنت کے پابند تھے اہلحدیث بھی کتاب وسنت کے پابند ہیں۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(سورة البقره ، آیت نمبر : ۱۳۷)

ترجمہ:۔ ”پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک ضد میں پڑے ہوئے ہیں، سو اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا، اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے“۔

☆......☆......☆......☆

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جس انداز سے بھی دیکھو آپ کو نبی ﷺ کے ساتھ نظر آئیں گے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

(سورۃ الزمر، آیت نمبر ۳۲۔۳۳)

ترجمہ:۔ "اور جو شخص سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ بچنے والے ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب کے پاس وہ کچھ ہے جو وہ چاہیں گے، یہی نیکی کرنے والوں کی جزا ہے"۔

سورہ زمر کی چند آیات آپ کے سامنے خطبہ مسنونہ میں تلاوت کی ہیں۔

ان کی روشنی میں آپ کے سامنے کچھ گزارشات کروں گا۔

جمادی الثانی کا مہینہ جاری ہے اس مہینے کی بائیس تاریخ کو خلیفہ اول خلیفہ بلا فصل جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

صدیق رضی اللہ عنہ جنتی ہیں

ایک آدمی مجھے کہنے لگا کیا ابو بکر جنت میں جائے گا میں نے کہا بالکل کہنے لگا دلیل کیا ہے میں نے اسے کہا کیا تیری آنکھیں ہیں یا تو نابینا ہے؟ کہتا ہے آنکھیں تو ہے میں نے کہا کیا تو مدینے گیا ہے کہنے ہاں مدینے تو گیا ہوں میں نے کہا کیا وہاں جنت میں صدیق کو نہیں

دیکھا۔ کیا نبی ﷺ کا روضہ جنت میں نہیں ہے۔ کہنے لگا ہاں وہ جنت میں ہے میں نے کہا اور ساتھ والی قبر جہنم میں ہے؟ اگر نبی پاک ﷺ کا روضہ جنت میں ہے تو پھر ماننا پڑے گا ساتھ والے دونوں ہمسائے بھی جنت میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: مَابَیْنَ بَیْنَ بَیْتِی وَمِنْبَرِی رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ۔

صدیق رضی اللہ عنہ کے احسانات

اسلام میں آپ رضی اللہ عنہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے اور اسلام پر اس ہستی کے بڑے احسانات ہیں اسی حوالے سے میں نے مذکورہ آیات تلاوت کی ہیں۔ ﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور ﴿وَصَدَّقَ بِهٖ﴾ سے مراد ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی آپ ﷺ کی نبوت کو سب سے پہلے تسلیم کیا۔

آپ کے احسانات کا اقرار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا ہے۔

سب کے احسانات کا بدلہ میں نے زمین پر ہی ادا کر دیا ہے سوائے صدیق کے ان کے احسانات کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہی عطا کرے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيهِ اللَّهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا أَلَا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللَّهِ

(جامع ترمذی : كتاب المناقب : باب مناقب ابی بکر ، حدیث:٣٦٦١)

ترجمہ:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس شخص نے بھی ہم پر احسان کیا ہے ہم نے اس کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے ماسوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے، ان کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی دیں گے اور کسی کے مال نے مجھے نفع نہیں دیا جتنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے مجھے نفع دیا ہے اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ضرور خلیل بناتا۔ خبر دار تمہارا ساتھی صرف اللہ کا خلیل ہے"

اس ہستی کا کیا مقام ہو گا جس نے رحمت عالم پر کیے ہوئے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ سے لینا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی رحیم و کریم ہے وہ احسانات کرنے والوں کو بے حد و حساب اجر عطا فرماتا ہے اور پھر ایسے شخص کو جس سے اللہ محبت بھی کرتا ہو۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

منصب صحابیت

صدیق اکبر کی شخصیت ایک متفق علیہ شخصیت ہے۔

ساری امت کا اتفاق ہے کہ صدیق اکبر افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔

آپ کے شرف کے لئے منصب صحابیت ہی کافی ہے۔

چہ جائیکہ اور خوبیاں ہوں کیونکہ منصب صحابیت اعمال صالحہ کرنے سے عطا نہیں ہوتا۔ یعنی کسب اور محنت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ وہبی چیز ہے اللہ جسے چاہیں عطا کریں۔

صحابیت کا منصب وہبی ہے جو اعمال سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔

جس مسلمان کی نگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر پڑ جائے اللہ تعالیٰ اس کے سارے

گناہ معاف کر دیتے ہیں اور اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جس کی نگاہ اس پر پڑ جائے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اس پر بھی جنت واجب ہو جاتی ہے۔

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي

(جامع ترمذی : کتاب المناقب ، باب ماجاء فی فضل من رآنی)

ترجمہ :۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے میں مجھے دیکھا یا اس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔

جو مسلمان نبی ﷺ کو دیکھے اس پر جنت واجب اور جہنم حرام ہے اسی طرح جو صدیق اکبر کو دیکھے اس پر بھی جنت واجب اور جہنم حرام ہو گی۔

آج جو شخص یہ کہے کہ میں نے خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے لوگ اس کی کتنی عزت کرتے ہیں اسے کتنا نیک اور پارسا سمجھتے ہیں تو جس نے نیند میں نہیں خواب میں نہیں بلکہ زندگی میں حالت بیداری میں اپنی آنکھوں سے حضور کا دیدار کیا ہو اس کی عظمت کیا ہو گی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو حضور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بلکہ نبی اکرم ﷺ کو اپنی گود میں سلا کر دیکھا ہے۔

ایمان ابو بکر رضی اللہ عنہ

جس ہستی نے بغیر دلیل کے مطالبہ کے ایمان قبول کیا ہے وہ ہستی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

جب نبی ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تھا۔ اتفاقاً اس دن ابو بکر صدیق مکہ مکرمہ موجود

نہیں تھے جب آپ سفر سے واپس مکہ تشریف لائے تو انہیں اطلاع دی گئی کہ آپ کے ساتھی محمد (ﷺ) نے نبوت کا اعلان کیا ہے لوگ تو آپ کے خلاف ہو چکے ہیں آپ کا کیا خیال ہے صدیق اکبر اپنے گھر جانے کی بجائے سیدھا نبی ﷺ کے گھر تشریف لے گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی پوچھا کیا آپ نے نبوت کا اعلان کیا ہے میں نے آپ کے متعلق یہ بات سنی ہے نبی ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا کی ہے اور آسمان سے جبریل میرے پاس آئے ہیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بغیر دلیل کے مطالبہ کے آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی بات کو قبول کیا بغیر کسی خوف وخطر کے بغیر کسی لالچ کے بغیر کسی توقف کے بغیر سوچ وفکر کے فوراً ایمان قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام پہلے عبدالکعبہ تھا کنیت ابوبکر تھی نبی ﷺ سے بیعت لینے کے بعد کہا اے ابوبکر اب تیرا نام عبداللہ ہوگا۔

نبی ﷺ کے ساتھ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جس انداز سے بھی دیکھو آپ کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نظر آئیں گے۔ ایسا کوئی کم ہی موقعہ ہوگا کہ نبی ﷺ کے گھر سے باہر ہو اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نہ ہو۔ اکثر موقعوں پر آپ کو نبی ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ نظر آئیں گے آپ ﷺ کی مکی زندگی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ رہے جدا نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی ﷺ کا ایسا ساتھی بنایا کہ حوض کوثر میں بھی صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہوں گے۔

نبوت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے صدیقیت کا مقام رکھا۔
قرآن پڑھو آپ کو نبوت اور صدیقیت اکٹھی ملی گی۔
سیرت دیکھو آپ کو نبی ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ اکٹھے ملیں گے۔

سفر میں دیکھو آپ کو نبی ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ اکٹھے ملیں گے۔

نماز میں دیکھو آپ کو نبی ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ اکٹھے ملیں گے۔

ہجرت دیکھو آپ کو نبی ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ اکٹھے ملیں گے۔

غزوہ اور کوئی لڑائی دیکھو آپ کو نبی ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ اکٹھے ملیں گے۔

حتی کہ نبی رضی اللہ عنہ کا حجرہ دیکھو قبر میں بھی آپ نبی ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ اکٹھے ملیں گے۔

حوض میں بھی آپ کو نبی ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ کو اکٹھے ملیں گے۔

جنت میں بھی آپ کو نبی ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ اکٹھے ملیں گے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے:۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

(سورة النساء: آیت نمبر:٦٩)

ترجمہ:۔ "اور جو اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرے تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ اور یہ لوگ اچھے ساتھی ہیں"۔

پہلے نبیین کا ذکر پھر صدیقین کا ذکر۔

دوسرے مقام پر فرمایا:۔

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

(سورة الزمر: آیت نمبر:٣٣)

ترجمہ:۔ اور جو شخص سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ بچنے والے ہیں"۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ اور نبی ﷺ کی اوصاف میں مماثلت

نبی ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی غار حراء میں آپ کو جبریل ملے۔ اقراء کی وحی لے کر آئے آپ وحی کے نازل ہونے کے بعد گھبرا کر گھر واپس آئے۔ آپ پر کپکپی طاری تھی آپ نے خدیجہ کو فرمایا زمّلونی زمّلونی مجھے چادر اوڑھو۔ مجھے اپنے نفس پر ڈر لگتا ہے تو خدیجہ نے فرمایا آپ مت ڈریں۔

فَقَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ

(٢٨٥٣)

(صحيح بخاري: كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، حديث: ٤)

ترجمہ:۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ اللہ آپ ﷺ کو رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں جس کا کوئی نہیں اسے کما کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ حق کے مصائب میں مدد کرتے ہیں۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پانچ وصف آپ کے بیان کیے۔ کہ جن میں یہ وصف ہوں وہ ڈرا نہیں کرتا اور نہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو ضائع کرتا ہے۔

دوسری طرف جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا پروگرام بنایا آپ نے اکیلے ہی ہجرت کرنی چاہی۔ آپ ﷺ نے اپنا سامان اٹھایا اور مکہ سے باہر جانے لگے تو برک الغماد جگہ پر آپ ﷺ کو ایک کافر سردار ابن الدغنہ ملا جس کے ساتھ آپ ﷺ تجارت کیا کرتے تھے وہ آپ کو دیکھ کر پوچھتا ہے ابو بکر کدھر کا پروگرام ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا مکہ والے ادھر بسنے نہیں دیتے اللہ کی عبادت نہیں کرنے دیتے۔ اس لیے میں مکہ چھوڑ کر

جارہا ہوں۔ یہ بات سن کر وہ کافر سردار ابن الدغنہ کہتا ہے:

إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ

(صحیح بخاری: کتاب الحوالات، باب جوار ابی بکر، حدیث ۲۲۹۷)

ترجمہ:۔ اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) یقیناً تجھ جیسا شخص نہ خود نکلتا ہے اور نہ ایسے شخص کو نکالا جاتا ہے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ بے کسوں کو کما کر دیتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ صلہ رحمی کرتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ مہمان نوازی کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ حق کے مصائب پر مدد کرتے ہیں۔

بالکل وہی الفاظ اس نے استعمال کیے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استعمال کیے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق رضی اللہ عنہ کی خوبیاں دیکھو، بالکل ایک جیسی ہیں کیسا پیار ہے کیسی محبت ہے جن کی خوبیاں ایک ہو کیا وہ ایک دوسرے کے دشمن ہو سکتے ہیں کبھی سوچنا بھی نہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فطرتی مماثلت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد بھی عشرہ مبشرہ میں ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا داماد بھی عشرہ مبشرہ میں ہے (حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بھی تریسٹھ سال ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عمر بھی تریسٹھ سال ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی زہر کی وجہ سے ہوئی تھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات بھی زہر کی وجہ سے ہوئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ بھی زہر کا اثر فوراً نہیں ہوا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر بھی زہر کا اثر فوراً نہیں ہوا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بخار ہوا جس قسم کا بخار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا وہی بخار صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوا۔

جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اسی دن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی وفات پائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت

ہوئے تو آپ ﷺ نے کوئی مال نہیں چھوڑا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی کوئی مال نہیں چھوڑا۔

صاحب نبی ﷺ

نبی ﷺ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ہی بڑے پیارے ہیں سارے صحابہ رضی اللہ عنہم ہی جنتی ہیں۔ قرآن نے آپ کے صحابہ کو راشدون کہا ہے فائزون کہا ہے۔ متقون کہا ہے مھتدون کہا ہے مومنون کہا ہے مفلحون کہا ہے۔ لیکن کسی صحابی پر اللہ نے قرآن میں صحابی کا لفظ نہیں بولا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق اللہ نے قرآن میں کہا:

إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ ()

ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ عظیم ہستی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا باپ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہے آپ رضی اللہ عنہ کی بیگم ام رومان بھی صحابیہ ہیں آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں بھی صحابیہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی صحابیہ ہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی صحابیہ ہیں آپ کا نواسہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی صحابی ہے آپ کے داماد بھی صحابی ہے آپ کا بیٹا بھی صحابی ہے پورا خاندان ہی صحابیت سے مشرف ہے اور جو صحابی ہے وہ جنتی ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سارا خاندان جنتی ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

درگزر کا بے مثال نمونہ

جب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے بہتان لگایا کہ نعوذ باللہ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی بیوی اچھی نہیں۔ اس بہتان کے پروپیگنڈہ میں مسطح رضی اللہ عنہ بھی شکار ہو گئے مسطح رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بھانجے لگتے تھے۔ ام مسطح رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ زاد بہن تھیں۔
مسطح رضی اللہ عنہ غریب آدمی تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ انہیں ماہانہ خرچہ دیا کرتے تھے۔ جب انہوں نے آپ کی بیٹی کے متعلق زبان کھولی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بڑا غصہ آیا کہ اور کوئی بات

کرتا تو کرتا لیکن تجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ایک تو میرا رشتے دار تھا اور دوسرا تیرا خرچہ بھی میرے ذمے ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھالی کہ میں آئندہ کے بعد تجھے کچھ نہیں دوں گا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کا اعلان آسمان سے کیا۔

تو یہ آیت بھی نازل کی:۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿22﴾

(سورة النور، آیت نمبر:۲۲)

ترجمہ:۔ "اور تم میں سے فضیلت اور وسعت والے اس بات سے قسم نہ کھالیں کہ قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دیں اور لازم ہے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخشے اور اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے"۔

تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کردے اور پھر خرچہ دینا شروع کردیا۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللَّهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا إِلَى قَوْلِهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ الَّذِي كَانَ يُجْرِي عَلَيْهِ

(صحيح بخاری: كتاب الشهادات، باب تعديل النساء، حديث:٢٦٦١)

ترجمہ:۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے اخراجات قرابت کی وجہ سے خود ہی اٹھاتے تھے کہا کہ قسم اللہ کی اب میں مسطح پر کبھی کوئی خرچ نہیں کروں گا کہ وہ بھی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں شریک تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ "تم میں سے صاحب فضل و صاحب مال لوگ قسم نہ کھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد غفور رحیم تک"۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم! بس میری یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کر دے۔ چنانچہ مسطح رضی اللہ عنہ کو جو آپ پہلے دیا کرتے تھے وہ پھر دینے لگے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ پر غور کرو بَلٰی وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لِیْ۔

رب کی رضا

ایک دفعہ ابو بکر کا باپ ابو قحافہ ابو بکر سے کہنے لگے کہ بیٹا تم غلام اور لونڈیاں آزاد کرتے ہو تو کوئی طاقتور غلام آزاد کیا کرو تاکہ تمہارے کام آئے تجھے کوئی فائدہ بھی دے۔ تم کمزور اور لاغر نحیف غلام آزاد کرتے ہو جو تجھے کوئی فائدہ نہیں دے سکتے فائدہ مند کام کرو۔ اچھا غلام آزاد کرو۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اے ابا جان میں اپنے فائدہ کے لئے آزاد نہیں کرتا میں اپنے لیے آزاد نہیں کرتا۔ میں تو اللہ کے لئے آزاد کرتا ہوں اللہ کی رضا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے آیتیں نازل کیں:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝

(سورۃ اللیل، آیت نمبر:۱۷۔۲۱)

ترجمہ:۔ "اور ضرور اس سے دور رکھا جائے گا وہ جو سب سے زیادہ پرہیز گار

ہے۔ جو اپنا مال اس لیے دیتا ہے کہ پاک ہو جائے۔ حالانکہ اس پر کسی کا احسان نہیں ہے، جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔ مگر وہ تو صرف اپنے رب کا چہرہ طلب کرنے کے لیے دیتا ہے جو سب سے بلند ہے۔ اور واقعی عنقریب وہ راضی ہو جائے"۔

اے ابو بکر رضی اللہ عنہ اگر تم مجھے راضی کرنے کی خاطر غلاموں کو آزاد کرتے ہو تو میں بھی تجھے راضی کر دوں گا۔

حرام کا لقمہ صدیق رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں نہیں ٹھہر سکتا

ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام نے آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ کھجوریں تحفہ کے طور پر دیں انہوں نے وہ کھالیں۔ کھانے کے بعد غلام نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کو پتہ تھا کہ یہ کھجوریں کہاں سے آئیں ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں مجھے نہیں پتہ تو نے یہ کھجوریں کہاں سے لائیں تھیں وہ غلام کہنے لگا اسلام قبول کرنے سے پہلے دور جاہلیت میں میں نجومی ہوتا تھا انکل پچو لگاتا تھا ایک قبیلے والوں کے لئے میں نے انکل لگایا تھا وہ اب صحیح نکلا ہے تو انہوں نے اس کے عوض مجھے بطور شیرینی کے یہ کھجوریں دیں تھی۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنتے ہی منہ میں انگلی ڈالی اور ساری کھجوریں باہر نکال دیں قئے کر دی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ أَتَدْرِي مَا هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِي بِذَلِكَ فَهَذَا الَّذِي أَكَلْتَ مِنْهُ فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ

كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ

(بخاری: کتاب المناقب، باب ایام الجاهلیه، حدیث: ۳۸۴۲)

ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو روزانہ انہیں کچھ کمائی دیا کرتا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسے اپنی ضروریات میں استعمال کیا کرتے تھے ایک دن وہ غلام کوئی چیز لایا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں سے کھا لیا۔ پھر غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے یہ کیسی کمائی سے ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا کیسی سے ہے؟ اس نے کہا میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کے لئے کہانت کی تھی حالانکہ مجھے کہانت نہیں آتی تھی، میں نے اسے صرف دھوکہ دیا تھا لیکن اتفاق سے وہ مجھے مل گیا اور اس نے اس کی اجرت میں مجھ کو یہ چیز دی تھی، آپ کھا بھی چکے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور پیٹ کی تمام چیزیں قے کر کے نکال لیں۔

جنت کے آٹھوں دربانوں کی پکار

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ذکر کیا جس نے اللہ کے رستے میں کسی بھی چیز کا جوڑا خرچ اسے جنت کے دروازے سے آواز لگائی جائے گی اے اللہ کے بندے ادھر آ۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا بھی ہوگا جسے جنت کا ہر دربان آواز لگائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسے بھی ہوں اور اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تم ان ہی میں سے ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ

الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

(صحیح بخاری : کتاب الصوم ، باب الریان الصائمین ، حدیث : ۱۸۹۷)

ترجمہ :۔ "آپ ﷺ نے فرمایا جنت کا دربان ہر کسی کو آواز لگا کر کہے گا ادھر سے داخل ہو جا جو نماز والوں سے ہو گا اسے نماز والے دروازے سے آواز آئے گی جو جہاد والوں سے ہو گا اسے جہاد والے دروازے سے آواز آئے گی ، جو روزے والا ہو گا اسے روزے والے دروازے سے آواز آئے گی ، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے ہر دروازے سے آواز آئے نبی ﷺ نے فرمایا ہاں ایسا بھی ہو گا اور میرا یقین ہے کہ تو ان میں سے ہے"۔

کسی کو جنت کا دربان نماز والے دروازے سے آواز لگائے گا کسی کو روزے والے دروازے سے آواز آئے گی۔ کسی کو صدقہ والے دروازے سے آواز آئے گی کسی کو جہاد والے دروازے سے آواز آئے گی اور صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کے ہر دروازے سے آواز آئے گی۔ اے صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے گزرو، اے صدیق مجھ سے گزرو۔ اے صدیق مجھ سے گزرو۔

اس کا مطلب ہے صدیق نماز والے باب میں بھی کامیاب ہے، روزے والے باب میں بھی کامیاب ہے، صدقہ والے دروازے میں کامیاب ہے، جہاد والے دروازے میں بھی کامیاب ہے۔

جنت کی بشارت

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے باغات میں کسی باغ کی

طرف اپنی کسی ضرورت کے لئے گئے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب آنحضرت ﷺ باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ آج میں آپ ﷺ کا دربان بنوں گا حالانکہ آپ نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ اندر چلے گئے اور اپنی حاجت پوری کی۔ پھر آپ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھول کر انہیں کنوئیں میں لٹکا دیا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اندر جانے کی اجازت چاہی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ یہیں رہیں، میں آپ رضی اللہ عنہ کے لئے اجازت لے کر آتا ہوں۔ چنانچہ وہ کھڑے رہے اور میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا نبی اللہ! ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ چنانچہ وہ اندر آ گئے اور آنحضرت ﷺ کی دائیں جانب آ کر انہوں نے بھی اپنی پنڈلیوں کو کھول کر کنویں میں لٹکا لیا۔ اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آئے میں نے کہا ٹھہرو میں آنحضرت ﷺ سے اجازت لے لوں (اور میں نے اندر جا کر اپ سے عرض کیا) آپ نے فرمایا ان کو بھی اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری بھی۔ خیر وہ بھی آئے اور اسی کنویں کی منڈیر پر آنحضرت ﷺ کے بائیں جانب بیٹھے اور اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکا دیں۔ اور کنویں کی منڈیر بھر گئی اور وہاں جگہ نہ رہی پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے ان سے بھی کہا کہ یہیں رہئے یہاں تک کہ آپ کے لئے آنحضرت ﷺ سے اجازت مانگ لوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو اور اس کے ساتھ ایک آزمائش ہے جو انہیں پہنچے گی۔ پھر وہ بھی داخل ہوئے، ان کے ساتھ بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ چنانچہ وہ گھوم کر ان کے سامنے کنویں کے کنارے پر آ گئے پھر انہوں نے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں پاؤں لٹکا لئے، پھر میرے دل میں بھائی (غالباً ابو بردہ یا ابو رہم) کی تمنا پیدا ہوئی اور میں دعا کرنے لگا

کہ وہ بھی آجاتے۔

ابن المسیب نے بیان کیا کہ میں نے اس سے ان حضرات کی قبروں کی تعبیر لی کہ سب کی قبریں ایک جگہ ہوں گی لیکن عثمان رضی اللہ عنہ کی الگ بقیع غرقد میں ہے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نرالی شان

صحیح بخاری میں حدیث ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ مِنْ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو وہ جہنم میں ہوگا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا ایسا، بڑا ہے میری چادر نیچے ہو جاتی ہے کوشش بھی کرتا ہوں پھر بھی چادر نیچے ہو جاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تو ان میں سے نہیں، تیری چادر نیچے بھی چلی جائے تو کوئی بات نہیں تیرے سارے گناہ اللہ نے معاف کر دیے ہیں۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرْ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خُيَلَاءَ.

ترجمہ:۔ سالم بن عبداللہ اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکبر کی وجہ سے تہمد گھسیٹتا ہوا چلے گا تو اللہ پاک اس کی طرف قیامت کے دن نظر بھی نہیں کرے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے تہبند کا ایک حصہ کبھی لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ خاص طور سے اس کا خیال رکھا کروں؟ آپ نے فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو ایسا تکبر سے کرتے ہیں۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ تو سوال کیوں کرتا ہے تجھ پر اللہ راضی ہے تیری چادر جہاں مرضی چلی جائے تجھ سے اللہ راضی ہے۔ جن سے اللہ راضی ہے ان سے اختلاف کیوں کرتے ہو۔ جن سے اللہ راضی ہے ان سے جھگڑا کیوں کرتے ہو۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَآ آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۚ

(سورة البقرة : ایت نمبر:۱۳۷)

ترجمہ:۔ "پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک ضد میں پڑے ہوئے ہیں، سو اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا، اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے"۔

صدیقیت کا سرٹیفکیٹ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُحُدٍ وَمَعَهُ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ قَالَ اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ ۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب حدیث ۳۶۹۶)

ترجمہ:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے تو آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ لرزنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاؤں سے اسے مارا اور فرمایا، احد! ٹھہر ارہ

کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مقام صدیقیت عطا ہوا تھا اور صدیقیت یہ ہے کہ سرکار دو عالم سے قبل جتنے نبی اس دنیا میں تشریف لائے ہر نبی کے بعد آنے والے نبی نے پہلے نبی کی تصدیق کی اور اس کا مصدق بنا۔ سرکار دو عالم کے بعد چونکہ کسی اور نبی نے نہیں آنا تھا، اس لیے اب "مصدق" کے بجائے "صدیق" کا منصب تجویز ہوا۔ گویا حضور ﷺ کی تصدیق اب مصدق نہیں صدیق کرے گا۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"صدیق اپنے قلب سراً، ظاہراً، باطناً اپنے آپ کو ہر پہلو سے رسول ﷺ کے سپرد کر چکا ہوتا ہے۔ علم، عقیدہ، حال، آداب و اخلاق محبت اور تعلقات، اپنی پسند اور ناپسند غرضیکہ ہر بات میں وہ رسول کے تابع ہوتا ہے، اس کو نہ تحدیث کی ضرورت ہے کہ باہر سے کچھ ملے اور نہ کشف والہام کا انتظار کہ اندر سے کچھ کھلے۔"

(مدارج السالکین جلد ۱ ص ٤٠)

صدیقیت کے اوپر سوائے نبوت کے اور کوئی مقام نہیں ہے اور صدیقیت اور نبوت کے درمیان کوئی اور مقام ہونا بھی نہیں چاہیے بلکہ یہ محال ہے کہ کوئی اور مقام اور محالیت کا یہ حکم کشف صریح صحیح سے معلوم ہوا ہے۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ بات اس لیے ہے کہ انوار وحی نبی کی ذات سے صدیق کی ذات پر پے در پے پڑتے ہیں اور پھر جس قدر تاثیر (اثر ڈالنے) و تاثر (اثر قبول کرنے) کا تکرار ہوتا رہتا ہے، صدیق میں نبی کی ذات میں فنا ہونے اور اس پر فدا ہونے کے جذبات ابھرتے ہیں...... اور صدیق کی یہ علامت ہے کہ اسے خواب کی تعبیر کا علم سب سے زیادہ ہوتا ہے اور اس کی جبلت اور فطرت ہوتی ہے کہ معمولی سے سبب سے اس پر امور غیبی کھلنے لگیں۔"

پھر صدیق اور محدث میں کیا فرق ہے؟ ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ صدیق کی روح پیغمبر کا اثر بڑی جلدی قبول کرتی ہے جیسے گندھک آگ سے بہت جلد اثر پذیر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدیق جب پیغمبر کی زبان سے کوئی بات سنتا ہے تو وہ فوراً اس کے دل میں اتر جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شے کا علم اس کو خود بخود حاصل ہو گیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضور ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جب فرمایا کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور دوسرے ہی لمحے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔

وحی کے انوار و تجلیات نبی کی روح سے چھن چھن کر صدیق کی روح پر عکس فگن ہوتے رہتے ہیں۔ صدیق رضی اللہ عنہ کی جس قدر علامات حضرت صاحب نے بیان فرمائی ہیں وہ سب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں بکمال و تمام پائی جاتی تھیں۔ اس وجہ سے پیغمبر کے بعد نہ تو کوئی افضلیت کا مستحق ہے اور نہ ہی خلافت نبوت کا۔

(حجة الله ، جلد ٢ ص ٦٨ـ٧٠)

اس بات کو حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"آئینے اور بھی ہزاروں ہوتے ہیں اور بوجہ آئینہ ہونے کے اصلاً انعکاس کے لیے مستعد، لیکن کثافت اور زنگ کی وجہ سے فوراً عکس قبول نہیں کر سکتے اور کچھ عرصہ کی صفائی و تزکیہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ پھر رنگ و کثافت کی بھی مختلف حالتیں اور مختلف مراتب ہیں۔ کوئی آئینہ جلد صاف ہو جاتا ہے کوئی بہت دیر میں اور کسی کا زنگ اس درجہ تک پہنچ چکا ہوتا ہے کہ صاف ہونے کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آئینہ مجلی و مصفی نے کس طرح اول نظر ہی میں عکس قبول کر لیا تھا؟ یہ صدیقیت تھی جو جہاں نبوت دیکھتے ہی پکار اٹھی "وللّٰه ماهذا بوجه كذاب"۔ (تذکرہ ص ١١١)

☆ ☆ ☆ ☆

خلافت صدیق رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور تمام مؤمنین ابو بکر کے علاوہ سب کا انکار کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترتیب وار خلافت

صحابہ کرام کے حوالے سے جب بات ہوتی ہے تو خاص طور تین صحابہ کو اصحاب ثلاثہ کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے ابو بکر عمر عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین جب کہ ان تینوں صحابہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری رشتہ داری اور تعلق ہے۔

عام فہم سی بات ہے جو شخص میرے رشتے داروں کا احترام نہ کرے لازمی بات ہے ایسے شخص سے میری محبت نہیں ہو سکتی۔

یہ صحابہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء ہی نہیں بلکہ رشتے دار بھی ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں۔ سسر باپ کی مانند ہوتا ہے عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ بھی یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں اور داماد بیٹوں کی مانند ہوتے ہیں۔

دو کی حیثیت باپ کی ہے اور دو کی حیثیت بیٹوں کی ہے اور جس طرح یہ رشتے میں حیثیت رکھتے ہیں اسی ترتیب اور حیثیت سے انہیں خلافت بھی ملی ہے۔

دو باپ موجود ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ ہیں پہلے سسر آپ کے ابو بکر رضی اللہ عنہ بنے ہیں، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ بنے ہین، اسی ترتیب سے پہلے خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ملی ہے پھر خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ملی ہے۔

پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے داماد بنے ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے داماد بنے ہیں اسی ترتیب سے پہلے حضرت عثمان کو خلافت ملی ہے پھر حضرت علی کو خلافت ملی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ترتیب سے فرمایا۔ اَبو بکرٍ فِي الْجَنَّه، عُمَر فِي الْجَنَّه عُثْمَانُ فِي الْجَنَّة عَلِيٌّ فِي الْجَنَّة، جس ترتیب سے آپ نے ذکر کیا ہے اسی ترتیب سے صحابہ کو خلافت ملی ہے۔

خلافت کے لیے کمالات

امت میں خلافت کا مسئلہ بڑا اختلافی مسئلہ بن گیا ہے آپ تین اوقات میں یہ جملہ سنتے ہوں گے:

"اَشهد اَنَّ اَميرالمؤمنين وَقاتِل المشرِكِيْنَ وَامام المتَّقِيْن عَلِيٌّ وليُّ اللّٰه وَصِي رسول اللّٰه وَخليفة بلا فصل"

خلیفہ بلا فصل کا کیا معنیٰ ہے؟ کہ ابو بکر کی خلافت صحیح نہیں۔ عمر کی خلافت صحیح نہیں۔ عثمان کی خلافت صحیح نہیں، خلافت صرف علی کی صحیح ہے۔

اور قوال بھی اپنی قوالی میں پڑھتا ہے:

دمادم مست قلندر ...... علی دا پہلا نمبر

یادرکھو خلافت شرف اور قرابت سے نہیں ملتی۔ خلافت کمالات سے ملتی ہے۔ آدم کے پاس کمال تھا:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

(سورة البقرہ، آیت نمبر: ۳۱)

ترجمہ:۔ اور سکھلا دیئے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے پھر سامنے کیا ان

سب چیزوں کو فرشتوں کے پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر تم سچے ہو بولے پاک ہے تو ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے ہم کو سکھایا بیشک تو ہی ہے اصل جاننے والا حکمت والا۔

آدم کے پاس علم کا کمال تھا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس علم و فضل کا کمال تھا

صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام پر بہت احسانات ہیں جن کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہی دیں گے ان میں سے ایک احسان یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی نو سالہ بیٹی عائشہ کا نکاح محمد رسول اللہ کے ساتھ کر دیا۔ امت کو ضرورت تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی کیسی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت کیسی ہے اس کے لئے ضروری تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ایک ایسی جواں سالہ خاتون ہو۔ جس کا حافظہ بھی کمال کا ہو جس کی لیاقت بھی کمال کی ہو جس کی فراست بھی کمال کی ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندرونی معاملات گھریلو معاملات، رات کی عبادت کا تذکرہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں بیٹی کا رشتہ دے کر امت پر احسان کیا ہے۔

قرآن پاک نے کہا ہے ﴿لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾ مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو۔

یعنی مشرکہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اب جس مومن کا نکاح جس عورت سے ہو گا اس عورت کا مومنہ ہونا ضروری ہو گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح جب عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایمان دار ہونا ثابت ہو گیا ہے۔ ابو بکرؓ نے بیٹی کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کر کے ایمان کو بیٹی کیلئے ثابت کر دیا ہے۔ صدیقہ کے ایمان کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کا نکاح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا ہے

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(سورۃ النور، آیت نمبر: ۲۶)

ترجمہ:۔ گندیاں ہیں گندوں کے واسطے اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے واسطے ستھروں کے وہ لوگ بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں ان کے واسطے بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی۔

صحابہ کی رشتہ داریاں

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نکاح علی رضی اللہ عنہ کے گھر ہوا۔

علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا تھا، عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان ثابت ہو گیا

عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا نبی رضی اللہ عنہ کے گھر، عثمان رضی اللہ عنہ کا ایمان ثابت ہو گیا۔

علی رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا محمد عربی رضی اللہ عنہ کے گھر علی رضی اللہ عنہ کا ایمان ثابت ہو گیا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا علی رضی اللہ عنہ کی بیوہ بھابھی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایمان ثابت ہو گیا۔ جعفر رضی اللہ عنہ کی بیگم کا نام اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھا، جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا نکاح ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔

ایک آدمی مجھے کہنے لگا کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے امت میں اتفاق پیدا ہو سکے میں نے کہاہاں ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ سب صحابہ کا آپس میں جوڑ اور محبت بیان کریں۔

میدان کربلا میں ایک خاتون ہے بی بی سکینہ۔ سکینہ واقعہ کربلا کی عینی گواہ ہیں۔ سکینہ جناب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں سکینہ کا نکاح زید بن عمرو بن عثمان سے ہوا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کی پوتی سکینہ کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے زید سے ہوا ہے کتنا پیار تھا عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کا

آپس میں۔ یہ آپس میں اکٹھے تھے۔

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

کون ہیں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ ان کے آگے بیٹے ہیں قاسم ان کی آگے بیٹی ہے ام فروۃ ان کا نکاح ہوا ہے امام باقر سے ان سے آگے پیدا ہوئے ہیں امام جعفر صادق ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پرپوتی کے بیٹے ہیں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کتنا پیار ہے ان کا آپس میں کتنا جوڑ ہے۔

میں نے ایک سید سے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم کا آپس میں بہت پیار تھا وہ کہنے لگا پھر صفین کیوں ہوئی جمل کیوں ہوئی میں نے کہا پھر اس کے بعد کیا ہوا۔ جب صفین ہوئی جمل ہوئی پھر ان کا آپس میں پیار ہو گیا صلح ہو گئی تو اب چودہ سو سال بعد اس کو کیوں چھیڑتا ہے۔ صلح کے بعد دونوں گھروں کی باتیں کریدنے والا تو کون ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے صلح کی حالت میں۔ ان کے شہید ہونے سے پہلے صلح ہو چکی تھی۔

جب حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ان کی صلح ہو چکی تھی جب ان کی آپس میں صلح ہو چکی تھی تو پھر تیرا گھر لڑانے کیلئے کیوں آیا ہے۔

صلح کے بعد پہلی باتیں نہیں کرتے۔ جو کرے وہ کون ہوتا۔ اعمال کا اعتبار خاتمے کے ساتھ ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ

ترجمہ: بلاشبہ عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔

جب علی رضی اللہ عنہ دنیا سے گئے ہیں صلح کی حالت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دنیا سے گئے ہیں

صلح کی حالت میں تو پھر تو کون ہوتا ہے ان کی لڑائیاں بیان کرنے والا۔

اتحاد امت کیلئے سنہری اصول

میں نے کہا امت میں اتفاق اور اتحاد کا ایک اور طریقہ بھی ہو سکتا ہے کہنے لگا وہ کیا ہے میں نے کہا سارے شیعہ، سنی ہو جائیں وہ کہنے لگا یہ کیسے ہو سکتا ہے میں نے کہا مشروط طور پر ہو جائیں۔ کہنے لگا کیا شرط ہیں میں نے کہا ہم دونوں امام مہدی کے انتظار میں ہیں ہمارا عقیدہ ہے امام مہدی دنیا میں آئیں گے پیدا ہوں گے اور ان کا بھی عقیدہ ہے امام مہدی دنیا میں آئیں گے فرق صرف اتنا ہے کہ وہ کہتے ہیں پیدا ہو چکے ہیں لیکن غیب ہیں ان کا ظہور دوبارہ ہوگا۔ ہم کہتے ہیں ابھی تک وہ پیدا نہیں ہوئے قرب قیامت پیدا ہوں گے۔ بہر حال یہ عقیدہ ہم دونوں کا ہے کہ امام مہدی آئیں گے۔ تو جب تک امام مہدی نہیں آتے شیعہ ہم سے مل جائیں اور جب آ جائیں گے ہم ان سے مل جائیں گے۔ جدھر امام مہدی چلائیں گے ہم ادھر چل پڑیں گے۔ جو عقیدہ امام مہدی کا ہوگا وہی عقیدہ ہمارا ہوگا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی قسم تم میں ابن مریم ضرور نازل ہوں گے اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک عیسیٰ بن مریم دنیا میں نہیں آئیں گے۔ دمشق کی جامع مسجد کے مینارہ پر نازل ہوں گے۔ نماز فجر کا وقت ہوگا۔ اور انہوں نے سفید کے رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے۔ اور ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے۔

جس سے معلوم ہوتا ہے ان کا سر ننگا ہوگا۔ اس وقت امام مہدی مسجد میں موجود ہوں گے امام مہدی انہیں نماز پڑھانے کا کہیں گے لیکن عیسیٰ نماز نہیں پڑھائیں گے۔ امامت امام مہدی کرائیں گے اور عیسیٰ پیچھے نماز پڑھیں گے عیسیٰ اس وقت ننگے سر ہوں گے۔ اب آپ بتائیں ننگے سر ہوں تو کن کی مسجد میں آئیں گے وہ کن کی مسجد ہوں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے ننگے سر نماز پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اہلحدیثوں کی مسجد میں آئیں گے جہاں ننگے سر نماز پڑھی جاتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اہلحدیثوں کی مسجد میں آئیں گے اور امام مہدی بھی امامت اہلحدیثوں کی مسجد میں کرائیں گے۔

صحابہ کی محبتیں

آج میڈیا میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی دشمنیاں بیان کی جاتیں ہیں جب کہ ان کا آپس میں بہت پیار تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی میت پڑی ہوئی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ دیکھ کر کہتے ہیں یااللہ مجھے بھی ان جیسا کر دے۔

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ، فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ، وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلاَّ رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيٌّ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، وَقَالَ مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَايْمُ اللَّهِ، إِنْ كُنْتُ لأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ أَنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ يَقُولُ ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

(صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب مناقب عمر، حدیث ۳۶۸۵)

ترجمہ:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو (شہادت کے بعد) ان کے بستر پر رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نعش مبارک کو گھیر لیا اور ان کے لئے (خدا سے) دعا اور مغفرت طلب کرنے لگے۔ نعش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی، میں بھی وہیں موجود تھا۔ اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑ لیا، میں نے دیکھا تو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعاء

رحمت کی اور (ان کی نعش کو مخاطب کر کے) کہا، آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جاملوں اور خدا کی قسم مجھے تو (پہلے سے) یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر حضرت رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تھے کہ "میں (نبی ﷺ)، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ گئے۔ میں (نبی ﷺ)، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر داخل ہوئے۔ میں (نبی ﷺ)، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ باہر آئے۔"

اذان میں شور مچانے سے خلافت نہیں ملتی

عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ ایسے جملے ایجاد کرنے سے خلافت مل نہیں جاتی۔

پوری امت کا اتفاق ہے اجماع ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہے یہ اختلاف اور لڑائی صرف زمین پر ہی نہیں آسمان پر بھی پہلی لڑائی یہی تھی۔ یعنی خلافت ہی کی تھی پہلا گناہ ہی خلافت کا انکار کرنے کی وجہ سے ہوا۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

(سورۃ البقرہ : آیت نمبر : ۳۰)

ترجمہ:۔ "اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ بے شک میں زمین میں ایک جانشین بنانے والا ہوں، انہوں نے کہا کیا تو اس میں اس کو بنائے گا جو

اس میں فساد کرے گا اور بہت سے خون بہائے گا اور ہم تیری تعریف کے ساتھ ہر عیب سے پاک ہونا بیان کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا بے شک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(سورة البقره، ایت نمبر: ٣٤)

ترجمہ:۔ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں سے ہو گیا۔

آسمان والے نے کہا میں نے اللہ کا خلیفہ نہیں ماننا۔ زمین والے نے کہا میں نے نبی ﷺ کا خلیفہ نہیں ماننا۔ اس کا پہلا حرف شین تھا۔ ان کا بھی شین ہے۔ کیسا اتفاق ہے؟

آسمان والے کو خلیفہ منانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ فرشتوں سے سجدہ کروایا اور جب زمین والے کو خلیفہ منانا چاہا تو کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

لائیے کوئی ایک روایت جس میں یہ ہو مُروا علیًا فَلْیُصل بِالنَّاس کہیں سے بھی نہیں مل سکتی۔

اس وقت علی بھی وہاں موجود تھے جب آقا نے یہ بات کہی مُرُوا اَبا بکر فلیصل بالناس۔

اس پر کسی نے کوئی بات نہ کہی۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا بولی:۔ ابو بکر رقیق القلب ہیں، نرم دل کے انسان ہے۔ آپ کے مصلیٰ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانے کی طاقت نہیں رکھیں گے کسی اور کو نماز کا کہو۔ تو آقا ﷺ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی محمد ﷺ کے

کھڑا نہیں ہو سکتا۔

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے، آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور جب بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ وہ نرم دل ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان کے لئے نماز پڑھانا مشکل ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی بات کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ تم لوگ صواحب یوسف کی طرح (باتیں بناتی) ہو۔ آخر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بلانے آیا اور آپ نے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی نماز پڑھائی۔

آسمان والا بھی خلیفہ بن کر جنت میں چلا گیا اور یہ بھی خلیفہ بننے کے بعد جنت میں گیا۔ زمین کا خلیفہ بھی جنت میں "مَابَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ" اُس کو بھی واسطہ درخت سے پڑا۔ اس کو بھی واسطہ درخت کا ہی پڑا وہ درخت کھا گیا پھر بھی خلیفہ ہے۔ اگر بالفرض اس نے بھی باغ کھا لیا ہے تو پھر بھی خلیفہ ہے۔ جب اللہ نے اس سے خلافت واپس نہیں لی تو ہم کیوں لیں۔

جب ابو بکر رضی اللہ عنہ مصلیٰ رسول پر کھڑے ہوئے اللہ نے اپنے پیغمبر کو صحت عطا کر دی۔

نبی پاک ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کو کہا اٹھو چلیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھیں۔ آپ ﷺ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے علی رضی اللہ عنہ نے بھی پیچھے نماز پڑھی عباس رضی اللہ عنہ نے بھی پیچھے نماز پڑھی نبی ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی دائیں جانب کھڑے ہو گئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کی اقتداء کرتے تھے اور پیچھے سب لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے تھے۔

نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ کھڑے کر کے امامت کرائی۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کو سب کا امام بنایا۔ کیسی نماز ہے جس میں دو امام ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ امام ہیں پیچھے والوں کے اور نبی پاک ﷺ امام ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔

بخاری کے الفاظ پر غور کرو

ترجمہ:۔ حضرت اسود بن یزید نخعی نے کہا کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہم نے نماز میں ہیشگی اور اس کی تعظیم کا ذکر کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے مرض الموت میں جب نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس وقت آپ سے کہا گیا کہ ابو بکر بڑے نرم دل ہیں۔ اگر وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانا ان کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ آپ نے پھر وہی حکم فرمایا، اور آپ کے سامنے پھر وہی بات دہرا دی گئی۔ تیسری مرتبہ آپ فرمایا کہ تم تو بالکل یوسف کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ (کہ دل میں کچھ ہے اور ظاہر کچھ اور کر رہی ہو) ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آخر ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر تشریف لے

گئے۔ گویا میں اس وقت آپ کے قدموں کو دیکھ رہی ہوں کہ تکلیف کی وجہ سے زمین میں خط کھنچتے جاتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ رہنے کے لئے کہا۔ پھر ان کے قریب آئے اور بازو میں بیٹھ گئے۔

جب اعمش نے یہ حدیث بیان کی، ان سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی اقتداء کی اور لوگو نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کی؟ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ نے سر کے اشارہ سے بتلایا کہ ہاں۔ ابوداود طیالسی نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا شعبہ سے روایت کیا ہے اور شعبہ نے اعمش اور ابو معاویہ نے اس روایت میں یہ زیادہ کیا کہ آنحضرت ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھے۔ پس ابو بکرؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

عجیب نماز ہے دو امام اکٹھے ایک مصلیٰ پر کھڑے ہوئے جب نبی پاک ﷺ مسجد میں آئے تو لوگوں نے جگہ چھوڑ دی آپ سیدھا مصلیٰ کی طرف آئے ابو بکر مصلیٰ چھوڑنے لگے تو آپ نے فرمایا: مکانك، مکانك ابو بکر اپنی جگہ کھڑے رہو۔ جگہ نہ چھوڑو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے نبی پاک نے حجرے کا پردہ اٹھا کر دیکھا ابو بکر رضی اللہ عنہ امامت کروا رہے تھے امت پیچھے کھڑی تھی۔ حضور کا چہرہ چمک گیا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت دیکھ کر حضور اکرم ﷺ کا چہرہ چمکا خوش ہوئے اور آج تم کیوں ناراض ہوتے ہو۔

ایک مولوی تقریر کر رہا تھا مولا علی مشکل کشا ہے لوگوں نے خلافت چھین لی۔ میں نے کہا مشکل کشا بھی کہتے ہو اور خلافت کوئی دوسرا چھین گیا۔ پھر مشکل کشا علی رضی اللہ عنہ تو نہ ہوئے۔

3712 / 3711

باغ فدک

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سب سے پہلے جھگڑا باغ فدک کا پیش ہوا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے متعلق وہی فیصلہ کروں گا جو نبی ﷺ نے کیا ہے، اور اس کو ویسے ہی استعمال کروں گا جیسے رسول اللہ ﷺ استعمال کرتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ يَعْنِي مَالَ اللَّهِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَأْكَلِ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ثُمَّ قَالَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي

ترجمہ:۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ خود فرما گئے ہیں کہ ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہم (انبیاء علیہم السلام) جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ کہ آل محمد کے اخراجات اسی مال میں سے پورے کئے جائیں مگر انہیں یہ حق

نہیں ہوگا کہ کھانے کے علاوہ اور کچھ تصرف کریں اور میں، خدا کی قسم حضور کے صدقے جو آپ کے زمانے میں ہوا کرتے تھے ان میں کوئی ردو بدل نہیں کروں گا بلکہ وہی نظام جاری رکھوں گا جیسے حضور ﷺ نے قائم فرمایا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، اے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی قرابت کا اور اپنے حق کا ذکر کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آنحضرت ﷺ کی قرابت والوں سے سلوک کرنا مجھ کو اپنی قرابت والوں کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

مسئلہ خلافت پر عقلی دلائل

نبی اکرم ﷺ کو نبوت ملی ہے چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر ستائیس سال تھی۔ اگر نبی ﷺ کی وفات کے بعد علی رضی اللہ عنہ کو خلافت مل جاتی تو اعتراض پیدا ہوتا تھا، نبی اکرم ﷺ کو نبوت تو چالیس سال کے بعد ملے اور علی رضی اللہ عنہ کو خلافت ستائیس سال کی عمر میں۔ کیا علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بڑھ گئے ہیں۔

دوسری دلیل

نبی ﷺ نے جب ہجرت کی ہے تو بستر پر علی رضی اللہ عنہ کو لٹا کر گئے ہیں۔ تاکہ مشرکوں کو مغالطہ لگ جائے کہ نبی ﷺ بستر پر موجود ہے۔ اگر وہ حملہ کریں بھی تو علی رضی اللہ عنہ پر ہو۔ علی رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان پر کھیل کر نبی ﷺ کے بستر پر رات بسر کی۔ اگر علی رضی اللہ عنہ کو خلافت دینی تھی تو کیا نبی ﷺ علی کو اپنے بستر پر لٹاتے۔ جسے خلافت دینی تھی اسے اپنے ساتھ سفر کا دوست بنا کر لے گئے۔

تیسری دلیل

نبی ﷺ نے بدر کے معرکے میں لڑائی کیلئے علی رضی اللہ عنہ کو پیش کیا اگر شہید ہو تو علی رضی اللہ عنہ ہو۔ مسلمانوں کی طرف سے لڑنے کے لئے سب سے پہلے میدان میں علی، حمزہ، عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اترے تھے تھے اور کفار کی طرف سے عتبہ شیبہ اور ولید تھے۔ اگر آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو خلافت دینی تھی تو کیا علی رضی اللہ عنہ کو لڑنے کیلئے آگے کرتے جہاں شہادت یقینی ہو۔ دور اندیش قیادت اپنانائب سنبھال کر رکھتی ہے۔

چوتھی دلیل

اگر پہلے علی رضی اللہ عنہ کو خلافت مل جاتی پھر تینوں میں سے کسی کو نہیں ملنی تھی کیونکہ علی رضی اللہ عنہ کی وفات ان تینوں کے بعد ہوئی ہے جس طرح اللہ نے عمریں تقسیم کیں ہیں اسی طرح اللہ نے خلافت تقسیم کی ہے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ ہجری کو فوت ہوئے ہیں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۳ ہجری محرم کی چاندرات کو دفن کیا گیا ہجری کو فوت ہوئے ہیں۔

۳۵ ہجری کو عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے

پانچویں دلیل

قرآن پڑھ کر دیکھ لو قرآن کہتا ہے پہلا نمبر نبی ﷺ کا پھر صدیقین کا پھر شہداء کا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

(سورۃ النساء، آیت نمبر:۶۹)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ان کی رفاقت۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اور امت کا اجماع ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔ رضی اللہ عنهما ۔ قَالَ كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنهم .

(صحیح بخاری : کتاب فضائل اصحاب النبی ، باب فضل ابی بکر بعد النبی ،حدیث:۳٦۵۵)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب ہمیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان انتخاب کے لئے کہا جاتا تو سب میں افضل اور بہتر ہم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عثمان بن عفان صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ ۔ رضی اللہ عنه ۔ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلاَسِلِ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ " عَائِشَةُ ". فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ فَقَالَ " أَبُوهَا " . قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ " ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ " . فَعَدَّ رِجَالاً .

(بخاری : کتاب فضائل اصحاب النبی ،باب ان لم تجدینی فاتی ابا بکر، حدیث۳٦٦۲)

ترجمہ:۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غزوہ ذات السلاسل کے لئے بھیجا (عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ میں نے پوچھا اور مردوں میں؟ فرمایا اس کے باپ سے۔ میں نے پوچھا، اس کے بعد؟ فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لئے۔

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ قُلْتُ لأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ . قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ . وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلاَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

(بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی ، باب ان لم تجدنی فاتی ابی بکر، حدیث ٣٦٧١)

ترجمہ:۔ محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل صحابی کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے پوچھا پھر کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اب (پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد؟ تو) کہہ دیں گے کہ عثمان رضی اللہ عنہ۔ اس لئے میں نے خود کہا، اس کے بعد آپ ہیں؟ یہ سن کر بولے کہ میں تو صرف عام مسلمانوں کی جماعت کا ایک شخص ہوں۔

نبی ﷺ نے فرمایا حوض کوثر پر میرے دائیں طرف صدیقؓ ہوں گے۔

میرے بعد صدیق کے پاس آنا

ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے آپ ﷺ سے کسی چیز کا مطالبہ کیا۔ آپ نے اسے فرمایا آئندہ ہمارے پاس آنا وہ کہنے لگی اگر میں آؤں تو آپ ﷺ نہ ہوں تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آجانا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ . قَالَتْ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تَقُولُ الْمَوْتَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ " إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ ".

(بخاری : کتاب فضائل اصحاب النبی ، باب ان لم تجدینی فاتی ابی بکر، حدیث: ٣٦٥٩)

ترجمہ:۔ محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ پھر آئیو۔ اس نے کہا، اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کررہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پاسکو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلی آنا۔

بیت المال کا نگران کون ہوتا ہے۔ بیت المال کا کنٹرول کس کے پاس ہوتا ہے۔ خلیفہ کے علاوہ کسی کے پاس کنٹرول نہیں ہوتا۔

نبی ﷺ نے اپنی وفات کے ایام میں فرمایا، مسجد کے سب دروازے بند کردو سوائے ابو بکر کے دروازے کے۔

لاَ يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ باب إلاَّ سُدَّ إلاَّ باب أَبِي بَكْرٍ " .

(بخاری : كتاب الصلاة ،باب الابواب الغلق للكعبة والمساجد ، حديث ٤٦٨)

ترجمہ:۔ مسجد میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کردیئے جائیں۔

یعنی میرے بعد مصلیٰ کا حقدار صدیق کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ جو مسجد میں آئے گا وہ صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے سے ہو کر آئے گا۔

نبی ﷺ نے اپنی بیماری کے ایام میں اپنی بیگم عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا اے عائشہ اپنے باپ کو بلاؤ اور اپنے بھائی کو بلاؤ میں لکھ دوں کہ خلافت کا حقدار صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ تاکہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے۔ سن لو اللہ بھی انکار کرتے ہیں اور مومن بھی انکار کرتے ہیں کہ کوئی خلیفہ بنے، سوائے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سب سے انکار ہے، خلافت صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملے گی۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ أَنَا أَوْلَى وَيَأْبَى اللَّهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ

(صحیح مسلم، حدیث ۲۳۸۷)

ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اپنی مرضی میں، میرے پاس اپنے باپ ابو بکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ، تاکہ میں لکھ دوں، میں ڈرتا ہوں کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے کہ میں خلافت کا حقدار ہوں، سن لو، اللہ بھی انکار کرتا ہے اور مومن بھی انکار کرتے ہیں کہ ابو بکر کے سوا کوئی خلیفہ بنے۔

خلافت لکھوانا

آج لوگ کہتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے وقت کچھ لکھوانا چاہتے تھے۔ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے لکھنے نہیں دیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھنی تھی۔ میں نے کہا آپ کی اس بات سے یہ مسئلہ تو حل ہو گیا کہ پہلے کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت نہیں لکھوائی۔ تم جو یہ کہتے ہو خم غدیر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو خلافت لکھ کر دی تھی یہ بات تو ختم ہو گئی۔ باقی رہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے لکھنے نہیں دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہا ہی نہیں تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کاغذ لاؤ۔ ایک رافضی مجھے کہنے لگا اس کی دلیل کیا ہے۔ میں نے کہا صحیح بخاری میں آتا ہے نبی کے معاہدے لکھتا ہی علی رضی اللہ عنہ تھا۔ اب بھی علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے علی رضی اللہ عنہ نے کاغذ کیوں نہیں لایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کیوں نہیں لکھوایا۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ علی رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔ آج علی رضی اللہ عنہ نے کیوں نہیں لکھا۔ بلکہ علی رضی اللہ عنہ تو لکھانے کے لئے رضا مند ہی نہیں تھے انہیں پتہ تھا

آپ ﷺ نے ہمیں نہیں لکھ کر دینا، اور اگر آپ ﷺ نے ہمارے لیے نہ لکھ کر دیا تو کبھی بھی ہمیں خلافت نہیں ملے گی۔

أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الأَنْصَارِيُّ - وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَحَدَ الثَّلاَثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ، كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِئًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ أَنْتَ وَاللَّهِ بَعْدَ ثَلاَثٍ عَبْدُ الْعَصَا، وَإِنِّي وَاللَّهِ لأُرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هَذَا، إِنِّي لأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هَذَا الأَمْرُ، إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا. فَقَالَ عَلِيٌّ إِنَّا وَاللَّهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَمَنَعَنَاهَا لاَ يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لاَ أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ.

(صحیح بخاری: کتاب الغزوات، باب مرض النبی ووفاتہ، حدیث ٤٤٤٧)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری نے خبر دی اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان تین صحابہ میں سے ایک تھے جن کی (غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی) توبہ قبول ہوئی تھی۔ انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر آئے۔ یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے پوچھا، ابوالحسن! حضور اکرم ﷺ کا آج مزاج کیا ہے؟ صبح انہوں نے بتایا کہ الحمد اللہ

اب آپ کو افاقہ ہے۔ پھر عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ تم، خدا کی قسم تین دن کے بعد زندگی گزارنے پر تم مجبور ہو جاؤ گے۔ خدا کی قسم، مجھے تو ایسے آثار نظر آرہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض سے صحت نہیں پا سکیں گے۔ موت کے وقت بنو عبد المطلب کے چہروں کی مجھے خوب شناخت ہے۔ اب ہمیں آپ کے پاس سے چلنا چاہیے اور آپ سے پوچھنا چاہیے کہ ہمارے بعد خلافت کسے ملے گی۔ اگر ہم اس کے مستحق ہیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر کوئی دوسرا مستحق ہو گا تو وہ بھی معلوم ہو جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے متعلق اپنے خلیفہ کو ممکن ہے کچھ وصیتیں کر دیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! اگر ہم نے اس وقت آپ سے اس کے متعلق کچھ پوچھا اور آپ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں ہمیشہ کے لیے اس سے محروم کر دیں گے۔ میں تو ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھوں گا۔

لوگو! اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ خلافت میں پہلا نمبر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے دوسرا فاروق کا ہے تیسرا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے چوتھا علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اور اس بات پر امت کا اجماع ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ اس کا مطلب یہ ہوا صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق ہے، عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق ہے علی رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق ہے۔

صحابہ کرام کے اجماع اور علماء اہلحدیث علماء حق کا اجماع ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا گمراہی ہے۔

آج لوگ اعتراض کرتے ہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغ فدک قبضہ میں کر لیا تھا۔

صدیق رضی اللہ عنہ باغ فدک کیسے قبضہ میں لے سکتے تھے انہوں نے تو کہا تھا میں اسے اسی طرح چلاؤں گا جیسے نبی ﷺ چلاتے تھے اور یاد رکھو صدیق رضی اللہ عنہ نے ساری عمر بیت المال سے کچھ نہیں کھایا۔ وہ باغ فدک سے کیسے کھا سکتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جب وفات قریب آئی تو انہوں نے اپنے اہل و عیال کو کہا میرے لیے کفن کی پرانی چادریں رکھنا۔ میرے کفن کیلئے نئی چادروں کا اہتمام نہ کرنا۔ نئی چادریں کسی غریب کو دے دینا۔

لوگو! جو اپنا کفن بھی نیا بنانا پسند نہیں کرتا وہ باغ میں سے کھانا کیسے پسند کر سکتا ہے؟



اسلام اور ماتم

اہل حدیث کے علاوہ سب ماتم میں مددگار ہوتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿153﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿154﴾

(سورۃ البقرۃ: آیت نمبر: ۱۵۳۔۱۵۴)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کے راستے میں قتل کیے جائے انہیں مردے مت کہو، بلکہ زندہ ہیں اور لیکن تم نہیں سمجھتے"۔

سامعین محترم:۔

جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ صبر اور نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ اور جو اللہ کے راستے میں شہید ہوتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن ان کی زندگیوں کا تم شعور نہیں رکھتے۔

تم جس سے پیار کا دعویٰ کرتے ہو اسے پیار نہیں کہتے ہم حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہیں لیکن تم نہیں کرتے۔ ہم حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہیں۔ لیکن جلوس نہیں نکالتے۔

تعزیہ نہیں نکالتے۔ کیوں کہ پیار کا انداز ہی یہ ہونا چاہیے۔ کہ نہ جلوس نکالیں جائیں نہ ماتم کیا جائے نہ تعزیہ نکالا جائے نہ بین ڈالے جائیں نہ بازاروں میں نکلا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿153﴾

(سورہ البقرہ آیت: ۱۵۳)

ترجمہ:۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مصیبت کے وقت سجدہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق سنن الکبری البیہقی میں روایت ہے کہ آپ ﷺ کو جب بھی کسی مصیبت کی کوئی خبر آتی اسی وقت اللہ کے حضور ﷺ سجدہ میں گر جاتے ایک دفعہ زلزلہ آیا۔ تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فوراً سجدہ میں گر گئے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ لوگوں نے پوچھا زلزلہ آیا ہے اور آپ نے نماز شروع کر دی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿153﴾

(سورہ البقرہ آیت: ۱۵۳)

ترجمہ:۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فرمایا میں نے دو رکعت نماز اس لیے پڑھی ہے کہ زلزلہ آفت مصیبت ہے میں نے دو

رکعت نماز اس لیے پڑھی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے ہمیں محفوظ رکھے۔

نبی ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ آپ ﷺ کے بعد وفات پا گئی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کی وفات کی خبر دی گئی تو وہ فوراً سجدہ میں گر گئے۔ لوگوں نے کہا آپ ﷺ کو تو وفات کی خبر دی گئی ہے اور آپ سجدہ میں گر گئے ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق سجدہ میں گرا ہوں کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے جب کوئی مصیبت آئے تو سجدہ میں گر جاؤ۔ مجھے بتاؤ نبی ﷺ کی بیوی کی وفات سے بڑھ کر اور بھی کوئی مصیبت ہے؟ لہٰذا میں اس مصیبت کی خبر سن کر سجدہ میں گرا ہوں۔

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مَاتَتْ فُلَانَةُ لِبَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَجَدَ فَقِيلَ لَهُ أَتَسْجُدُ هَذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا فَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(جامع ترمذی: کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی، حدیث ۳۸۹۱۔ ابو داؤد: حدیث: ۱۱۹۷)

ترجمہ:۔ عکرمہ فرماتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو صبح کی نماز کے بعد اطلاع دی گئی کہ نبی ﷺ کی فلاں بیگم وفات پا گئی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہما نے فوراً سجدہ کیا آپ رضی اللہ عنہما کو کہا گیا آپ اس وقت سجدہ کر رہے ہیں؟ تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں کہا جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو۔ تو کیا نبی ﷺ کی بیویوں کے فوت ہونے سے بڑھ کر کوئی نشانی ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

(سورہ البقرہ آیت: ۱۵۳)

ترجمہ:۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

بڑی بڑی مصیبتیں اللہ تعالیٰ نماز کی وجہ سے ٹال دیتا ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں تم نے آج بازاروں کے اندر ماتم کر کے بے صبری کا مظاہرہ کیا ہے۔ تم نے اپنی نمازوں کو ضائع کیا ہے۔ نہ ظہر کی پرواہ نہ عصر کی پرواہ نہ مغرب اور عشاء کی پرواہ۔

تم نے شریعت کی خلاف ورزی کر کے بتاؤ حسین سے کون سا پیار کیا ہے۔ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالفت کی تم نے حسین رضی اللہ عنہ کی بھی مخالفت کی۔

تم نے ساری نمازیں ماتم میں ضائع کیں ساری نمازیں نوحہ میں ضائع کیں۔ ساری نمازیں مرثیے میں ضائع کیں ہیں۔ یہ سب کچھ رسول اللہ کی مخالفت ہے اور یاد رکھو جس طرح دوسروں کو مارنا گناہ ہے اسی طرح اپنے آپ کو مارنا بھی گناہ ہے۔

ذاکر خود کیوں نہیں پیٹتا

اور یہ بات بھی یاد رکھو! ماتم ذاکر خود نہیں کرتا، کرواتا ہے۔ آپ خود نہیں پیٹے گا۔

ہمارے ہاں نماز پڑھنا نیکی کا کام ہے۔ مولوی بھی پڑھتا ہے اور مقتدی بھی پڑھتا ہے۔ روزہ رکھنا نیکی کا کام ہے مولوی بھی رکھتا ہے مقتدی بھی رکھتا ہے۔ زکوٰۃ دینا نیکی کا کام ہے مولوی بھی دیتا ہے مقتدی بھی دیتا ہے۔ حج کرنا نیکی کا کام ہے مولوی بھی کرتا ہے مقتدی بھی کرتا ہے۔

وہ کیسا نیکی کا کام ہے جو ذاکر خود نہیں کرتا دوسروں کو کہتا ہے۔ جتنا بڑا ذاکر ہوگا اتنا ماتم سے دور بھاگے گا۔ میں نے ایک سید سے پوچھا آپ کیوں نہیں ماتم کرتے۔ وہ کہنے لگا کیا ضرورت ہے ماتم کرنے کی ماتم تو عوام کرے اور وہ سب مل کر ہمیں روئیں۔ ہم نے امت کو کہا ہے سب مل کر پیٹا کرو۔

اہل حدیث کے علاوہ سب ماتم میں مدد گار ہوتے ہیں

اور یاد رکھنا!

تعزیے نکالنے والے۔ تعزیے سے مانگنے والے سب شیعہ نہیں ہوتے۔ سبیلیں لگانے والے سب رافضی نہیں ہوتے۔ دوسرے بھی ساتھ ملے ہوتے ہیں۔

گھوڑے کی پرستش سب رافضی نہیں کریں گے بلکہ دوسرے بھی ساتھ ملے ہوتے ہیں۔ جبکہ رافضیوں کی بدعات سے تمہیں دور رہنے کا حکم ہے کیا کوئی برداشت کرے گا کہ صحابہ کو گالیاں نکالی جارہی ہوں اور تم وہاں گھوڑے کو سلام کرو۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں ان کے جلسوں میں ان کی مجلسوں میں ان کے تعزیہ میں آپ کو اہلحدیث نظر نہیں آئے گا۔ وہی نظر آئے گا جن کا تعلق ان کے ساتھ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

إِذَا رَأَيْتُمُو الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِي فَقُوْلُوا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ

(ترمذی باب فیمن سب اصحاب النبی ﷺ ٣٨٦٦)

ترجمہ:۔ "جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں تو تم کہو اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر"۔

لوگو! صحابہ سے پیار کرو جو صحابہ سے محبت کرتا ہے تم بھی ان سے محبت کرو۔ جو صحابہ سے دشمنی کرے تم بھی ان سے دشمنی کرو۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ"

(بخاری: کتاب الجنائز، باب لیس منا من ضرب الخدود، حدیث: ١١٩٧)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی میت پر) اپنے رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور عہد جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصائب

لوگو! کون سی مصیبت ہے جو میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں آئی۔

تم تو آج امام حسین رضی اللہ عنہ سے دکھ کی بات کرتے ہو۔ میرے مصطفیٰ پر بڑی بڑی مصیبتیں آئیں۔ آپ کی زوجہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں۔ یہ اتنی بڑی مصیبت آپ پر آئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری عمر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جدائی یاد آتی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ حفصہ رضی اللہ عنہا۔ سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یاد کرتے تھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بھولی تھی۔ جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ ملتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہتے یہ تحفہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو دے دو۔ گوشت آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یاد کرتے ہیں۔

غور کرو! خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کو چپ کرا دیں اور کہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بات مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔ تو تجھے کیا حق ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں رضی اللہ عنہن کے متعلق زبان کھولے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمَرَهُ اللَّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ.

(صحیح بخاری: کتاب المناقب، حدیث نمبر ٣٨١٦)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ ؓ نے کہا نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی کے معاملہ میں، میں نے اتنی غیرت نہیں محسوس کی جتنی حضرت خدیجہ ؓ کے معاملہ میں میں محسوس کرتی تھی، وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں لیکن آنحضرت ﷺ کی زبان سے میں ان کا ذکر سنتی رہتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا تھا کہ انہیں (جنت میں) موتی کے محل کی خوشی خبری سنادیں، آنحضرت ﷺ اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو ان سے میل محبت رکھنے والی خواتین کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لئے کافی ہو جاتا۔

آپ ﷺ کی چہیتی بیوی خدیجہ ؓ دنیا سے چلی گئیں۔ آپ ﷺ کو بہت افسوس ہوا لیکن آپ ﷺ نے ماتم نہیں کیا زنجیریں نہیں ماریں، نوحہ نہیں کیا، بین نہیں ڈالا۔ بلکہ آپ ﷺ نے صبر کیا ہے اور اس کا حکم دیا ہے۔

آپ ﷺ کی زندگی میں اور بڑی مصیبتیں آئیں۔ آپ کی بیٹی زینب ؓ کو شہید کیا گیا۔ زینب ؓ کے پیٹ میں بچہ تھا اِس حالت میں نیزے مارے گئے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے میری وجہ سے میری بیٹیوں میں سب سے زیادہ میری بیٹی زینب ؓ کو ستایا گیا ہے میدان بدر میں آپ کا داماد ابو العاص قیدی ہو کر آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ زینب ؓ نے اپنے شوہر کی رہائی کے لئے اپنا ہار آپ ﷺ کے پاس بطور فدیہ بھیجا۔ آپ ﷺ نے ہار دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گے۔ اِدھر آپ ﷺ قیدیوں کی طرف دیکھتے۔ اِدھر ہار کی طرف دیکھتے آپ ﷺ نے صحابہ ؓ سے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی بیٹی کا یہ ہار واپس کر دو۔ مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو رہا۔

کون سا دکھ جو آپ ﷺ کو نہیں آیا۔ لیکن آپ ﷺ نے ماتم نہیں کیا۔ نوحہ نہیں کیا تعزیہ نہیں نکالا۔

آپ ﷺ کا بیٹا آپ ﷺ کے ہاتھوں میں فوت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کو اٹھایا ہوا ہے اور فرما رہے ہیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ ـ وَكَانَ ظِئْرًا لإِبْرَاهِيمَ علیہ السلام فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ، وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَذْرِفَانِ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ " يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ " ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ ﷺ " إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلاَ نَقُولُ إِلاَّ مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ" .

(صحیح بخاری: کتاب الجنائز: حدیث نمبر: ۱۳۰۳)

ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے یہاں گئے۔ یہ ابراہیم (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے رضی اللہ عنہ) کو دودھ پلانے والی انا کے خاوند تھے۔ آنحضور ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا اور پیار کیا اور سونگھا۔ پھر اس کے بعد ان کے یہاں پھر گئے۔ دیکھا کہ اس وقت ابراہیم رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ یارسول اللہ ﷺ! اور آپ بھی لوگوں کی طرح بے صبری کرنے لگے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، ابن عوف! یہ بے صبری نہیں یہ تو رحمت ہے، پھر آپ ﷺ دوبارہ رُوئے اور فرمایا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے پر زبان سے ہم کہیں گے وہی جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔

آپ نے اپنی زبان سے وہی جملے ادا کیے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿153﴾

(سورہ البقرہ آیت: ۱۵۳)

ترجمہ:۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

غور کرو لوگو! آج یہ لوگ جلوس نکالتے ہیں۔ قرآن کی تعلیم کے خلاف کرتے ہیں۔

پھر مزیداری کی بات یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سب کچھ ان کے پاس ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ان کے پاس۔ عباس علمبردار کا کٹا ہوا پنجہ بھی ان کے پاس۔

شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی خطابت

مولانا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے۔ وہ کہا کرتے تھے بتاؤ چور کون ہوتا ہے؟ چور وہ ہوتا ہے جس کے گھر سے سامان بر آمد ہو۔

حسین رضی اللہ عنہ کا نیزہ بھی تمہارے پاس۔ حسین رضی اللہ عنہ کا پنجہ بھی تمہارے پاس۔ حسین رضی اللہ عنہ کا گھوڑا بھی تمہارے پاس۔

اور ہتھکڑیاں بھی تمہیں لگی ہوئی ہیں۔ محرم میں شیعہ کو ہتھکڑیاں لگتیں ہیں۔ جی یہ امام پاک کا قیدی ہے۔

میں کہتا ہوں اس نے کوئی قصور کیا ہے تو اسے ہتھکڑی لگی ہے۔ ویسے تو ہتھکڑی نہیں لگتی۔

حافظ قرآن اور قاتل حسین رضی اللہ عنہ

حافظ عبدالقادر روپڑی اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ فیصل

آباد جامعہ سلفیہ کے قریب ایک جلسہ سے خطاب کر رہے تھے۔ کہ دوران تقریر ایک رقعہ آگیا۔ حافظ صاحب آپ کا بڑا نام ہے۔ اشتہار پر بڑے القاب لکھے ہوئے ہیں۔ آپ کو لوگ حافظ کہتے ہیں۔ کیا جن لوگوں نے امام حسین کو شہید کیا تھا وہ سب حافظ نہیں تھے؟ حافظ صاحب مناظر آدمی تھے کہنے لگے۔

ضرور وہ سب حافظ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سزا دی کہ اس کے بعد ان کے سینوں میں قرآن محفوظ نہیں رہا۔ اب دیکھ لو کس کے سینے میں قرآن ہے اور کس کے سینے میں قرآن نہیں۔ میں آج بھی سارا قرآن مصلے پر کھڑا ہو کر سنا سکتا ہوں۔

ماتم ایک سزا ہے

ایک آدمی مجھے کہنے لگا کہ یہ شیعہ حضرات ماتم کیوں کرتے ہیں۔ میں نے کہا انہوں نے جرم کیا ہے۔ اس کی سزا ہے۔ وہ کہنے لگا کون سا جرم؟ میں نے کہا یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہیں۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہیں۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دی ہے ایسے سینوں کو ہمیشہ پیٹتے ہی رہنا چاہیے۔ جس سینے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بغض ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ کا بغض ہو۔ عثمان رضی اللہ عنہ کا بغض ہو اس سینے کو قیامت تک پیٹتے ہی رہنا چاہیے ان کے سینوں میں صحابہ کا بغض ہے۔ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کا بغض ہے۔ نبی کی بیٹیوں رضی اللہ عنہن کا بغض ہے۔ نبی کی بیویوں رضی اللہ عنہن کا بغض ہے۔ ایسے سینوں کا پیٹنے کے علاوہ کوئی علاج نہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

(سورة النور : حديث نمبر:٢٣)

ترجمہ:۔ ”بے شک جو لوگ پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت

لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں لعنت کیے گئے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے“۔

جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں۔ ﴿لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ ان پر لعنت ہے دنیا میں بھی لعنت ہے آخرت میں بھی لعنت ہے۔

بغض صحابہ کی سزا

دنیا میں اس سے زیادہ سزا کیا ہو سکتی ہے کہ مرتے وقت ان کے چہرے ہی مسخ ہو جاتے ہیں۔

ہماری برادری میں میرا ایک ماموں لگتا ہے۔ وہ جب مرنے لگا تو آدھا کلو میٹر تک اس کے منہ سے کتے بھونکنے کی آواز آتی رہی۔ کیونکہ میں نے اپنے کانوں سے اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے سنا۔ رب نے دنیا میں اس پر ذلت اور رسوائی مسلط کردی ہے۔ ﴿لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾

ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کردی گئی ہے۔

شہادت حمزہ رضی اللہ عنہ پر صبر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مصیبت یہ بھی آئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کردیے گئے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ وہ واحد شہید ہیں جن کے جسم کا ایک ایک عضو الگ کردیا گیا تھا۔

چہرے کا مثلہ کردیا گیا تھا۔ ہاتھ پاؤں کو کاٹ دیا گیا تھا۔ بازو کو الگ کردیا گیا۔ پورے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے گئے تھے۔

پھر جب حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن دینے کا وقت آیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کفن کی چادر بھی نہیں تھی۔ ایک چھوٹی سی چادر ملی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نیچے گوشت کے ٹکڑے بچھادو اور

اوپر چادر بچھادو۔ چادر چھوٹی تھی آپ نے کہا چہرے پر چادر دے دو اور گھاس اکھاڑ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر رکھ دے۔

(ترمذی: کتاب الجنائز: باب ماجاء فی کفن النبی، حدیث: ۹۹۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا آگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری پھوپھی کو روکو وہ بھائی کی نعش پر نہ آئے جب بھائی کی نعش کو دیکھے گی تو صبر نہیں کر سکے گی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی مجھے دیکھنے کی اجازت دو میں جاہلیت والی صفیہ نہیں ہوں۔ اسلام سے سرشار ہو کر آئی ہوں۔ میں جزع فزع نہیں کروں گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿153﴾

(سورہ البقرہ ایت: ۱۵۳)

ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی عورتوں کا نام لے کر بازاروں میں پیٹا جاتا ہے۔ تمہیں کس نے حق دیا ہے کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی عورتوں کا نام بازاروں میں لو۔ باعزت عورتوں کے نام بازاروں میں نہیں لیے جاتے۔ پلید زبانوں سے پاک باز لوگوں کا ذکر نہ کرو۔

حمزہ جب شہید ہوئے آپ نے غصے صلی اللہ علیہ وسلم کو کنٹرول کر کے صبر و ثبات کا پیکر بن کر فرمایا چچا میں تیرے ایک کے بدلے ان کے ستر ماروں گا۔

اللہ تعالیٰ کو یہ آواز بھی اچھی نہ لگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں ایک کے بدلے ایک اور اگر وہ بھی معاف کر دو تو یہ بہتر ہے۔

ایک کے بدلے ایک ہوتا ہے ستر نہیں ہوتے۔ صبر سے کام لو۔ معاف کردو تو بہت بہتر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿153﴾

(سورہ البقرہ آیت: ۱۵۳)

ترجمہ:۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ماتم کرنا بزدلی ہے

لوگو!۔ نبی نے احد کے میدان میں اپنے ہاتھ سے ستر صحابہ کو دفن کیا ہے لیکن آپ نے جزع فزع نہیں کیا۔ آپ نے ماتم نہیں کیا۔ اگر آپ ﷺ ماتم کرتے تو دشمن نے کہنا تھا مسلمان مر گئے ہیں، ماتم کرنا تو بزدلی ہے اسلام حوصلہ بڑھاتا ہے مسلمانوں کو طاقت قوت سے صبر وثبات کا پیکر بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب آپ کی جدائی کا وقت آیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کوئی بین نہیں کیا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا سے گئے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوئی بین نہیں کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے آپ کے اہل خانہ میں سے کسی نے بین نہیں کیا۔

کافر کیا کہیں گے کہ مسلمان بزدل ہیں ان کا ایک شہید ہوا ہے ماتم نہیں رک رہا اور شہید ہو گیا تو کیا بنے گا بیرون ملک سے ایک آدمی پاکستان آیا ہے تو دس محرم تھی وہ جدھر بھی جائے ادھر ہی ماتم۔ ادھر ہی رستے بند اس نے کہا پاکستان میں کیا ہوا ہے لوگوں نے کہا دس محرم ہے امام حسین شہید ہوئے تھے۔ اس نے کہا شہید کب ہوئے لوگوں نے کہا چودہ

سو سال پہلے اس نے کہا آپ کو خبر آج ہوئی ہے۔

شہادت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آپ ﷺ کو ملی۔ آپ ﷺ کو بڑے پریشان ہوئے۔ کیونکہ آپ کا چچازاد بھائی بھی لگتا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے بڑے صبر سے کام لیا۔ بے صبری کا مظاہرہ نہیں کیا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى جَعْفَرًا وَزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ، وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

(صحيح بخاری: کتاب الفضائل، حدیث: ٣٦٣٠)

ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر پہلے ہی صحابہ کو سنادی تھی اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اس کے دو پر ہے جن سے وہ جنت میں اڑ رہے ہیں۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ، "أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ".

(صحیح بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی، حدیث نمبر:٣٧٠٩)

ترجمہ:۔ شعبی سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو یوں کہا کرتے "السلام عليك يا ابن ذی الجناحين"۔ اے دو پروں والے بزرگ کے صاحبزادے تم پر سلام ہو۔

ہم کہتے ہیں پیار کرو صحابہ رضی اللہ عنہم سے، محبت کرو اہل بیت سے لیکن جزع فزع ماتم شریعت میں جائز نہیں۔

نوحہ حرام ہے

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا قول اصول کافی میں ہے "صبر ایمان کا سر ہے" اگر صبر نہیں تو ایمان نہیں جس طرح سر ختم ہو جائے تو انسان ختم ہو جاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت بین کرتی ہے اسے اس کے کانوں میں پیتل پگھلا کر داخل کیا جائے گا۔

بین کرنا نوحہ کرنا اسلام میں حرام ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت کرتے جب وہ مسلمان ہوتیں لیکن آپ عورت کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتے تھے آپ نے کسی عورت کا ہاتھ کبھی نہیں چھوا۔

ترجمہ:۔ عروہ نے خبر دی اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان مومن عورتوں کا امتحان لیا کرتے تھے جو ہجرت کر کے مدینہ آتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ الخ یعنی اے نبی کریم! جب آپ سے مسلمان عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں۔ ارشاد "غفور رحیم" تک۔ حضرت عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا چنانچہ جو عورت اس شرط (آیت میں مذکور یعنی ایمان وغیرہ) کا اقرار کر لیتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زبانی طور پر فرماتے کہ میں نے تمہاری بیعت قبول کر لی اور ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ بیعت لیتے وقت کبھی نہیں چھوا صرف آپ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے کہ آیت میں مذکورہ باتوں پر قائم رہنا۔

(صحیح بخاری: کتاب الشروط، باب مایجوز من الشروط، حدیث:۲۷۱۳)

ایک عورت کہنے لگی جاہلیت میں میرے ساتھ مل کر ایک عورت نے بین کیا تھا میں نے اس سے وعدہ کیا تیری مصیبت کے وقت میں بین کروں گی۔

نبی ﷺ نے اس عورت کو کہا میں تجھ سے بیعت نہیں کروں گا پہلے اس کا وعدہ ختم کر کے آ پھر مجھ سے بیعت کر اسلام میں نوحہ جائز نہیں۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی الله عنها ۔ قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَ عَلَيْنَا ﴿أَنْ لاَ يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ، فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ أَسْعَدَتْنِي فُلاَنَةُ أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا. فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا .

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی ان لا یشرکن باللہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور ہمیں نوحہ (یعنی میت پر زور زور سے رونا پیٹنا) کرنے سے منع فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کی اس ممانعت پر عورت (خود ام عطیہ رضی اللہ عنہا) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی، میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں آنحضرت ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ وہ گئیں اور پھر دوبارہ آکر آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

(صحیح بخاری : کتاب تفسیر القرآن ، حدیث: ٤٨٩٢)

بین ادھار ختم کرنے کے لیے

شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں بھیجے۔ وہ فرماتے تھے بین کرنے والی غم کی وجہ سے بین نہیں کرتی بلکہ ادھار ختم کرنے کے لئے بین کرتی ہے وہ فرماتے ہیں یہ مُکان جاتیں ہیں (یعنی ادھار ختم کرنے جاتیں ہیں) رستے

میں چغلیاں کرتیں جاتیں ہیں غیبتیں کرتیں جاتیں ہیں۔ شور مچاتی جاتیں ہیں جب وہ گاؤں آجاتا ہے جہاں انہوں نے بین کرنا ہوتا ہے اسی وقت رونے لگ جاتی ہیں اور کہتی ہیں تو نہ مرتا میں مرجاتی۔

ماتم کی دلیل

میں نے ایک سید کو کہا ماتم کی دلیل آپ کے پاس کیا ہے؟

وہ کہنے لگا اویس قرنی نے نبی ﷺ کی محبت میں اپنے سارے دانت گرادیے تھے انہیں پتہ چلا کہ نبی ﷺ کے احد کے میدان میں دندان مبارک شہید ہوئے ہیں تو انہوں نے اس غم میں اپنے سارے دندان گرادیئے تھے۔

میں نے اسے کہا یہ دلیل نہیں بنتی۔ کیونکہ یہ تو گپ ہے صحیح بات نہیں۔ بنائی ہوئی وضع کی ہوئی روایت ہے۔ خود ساختہ روایت ہے۔

مولویوں نے اپنے حلوے کو سیدھا کرنے کے لئے یہ بات بنائی ہے۔ کہتے ہیں جب اویس قرنی رحمہ اللہ علیہ نے دانت توڑ دیئے تھے تو پھر وہ اور کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ صرف حلوا کھاتے تھے لہٰذا حلوا کھانا سنت ہے۔ مولویوں نے حلوا کھانے کا بہانا بنایا ہے اور اس کی حقیقت کوئی نہیں اویس قرنی نے دانت نہیں توڑے۔

اگر دانت توڑنا محبت کا معیار ہوتا تو سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ دانت توڑتے عمر فاروق رضی اللہ عنہ توڑتے عثمان رضی اللہ عنہ توڑتے، علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ توڑتے۔

محبت کا معیار ہوتا تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ توڑتے۔

محبت کا معیار ہوتا تو مقداد رضی اللہ عنہ توڑتے۔

محبت کا معیار ہوتا حسن وحسین رضی اللہ عنہما دانت توڑتے۔

فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا دانت توڑتیں۔

نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن دانت توڑتیں۔

میں نے کہا اویس قرنی یمن میں تھا اسے کیسے پتہ چل گیا کہ آپ کے دانت شہید ہوئے ہیں وہ کہنے لگا اللہ کے ولی تھے انہیں پتہ چل گیا تھا میں نے کہا انہیں پھر یہ کیوں پتہ نہ چلا کہ کون سے دانت شہید ہوئے ہیں انہوں نے پورے بتیس دانت کیوں توڑ دیئے۔

اگر اس روایت کو چند منٹوں کے لئے صحیح مان بھی لیں تو پھر ہمیں ماتم نہیں کرنا چاہیے۔ جیسے اویس قرنی نے دانت توڑ دیئے اسی طرح ہم بھی دانت توڑ لیں ہم بھی اپنے گلے کٹوالیں کیونکہ حسین رضی اللہ عنہ کا گلا کٹا ہے چھریاں ایک دفعہ ہی مار دو جان چھوٹ جائے۔ یہ کوئی امام حسین رضی اللہ عنہ سے پیار نہیں۔

ہر رونے والا سچا نہیں

ایک آدمی مجھے کہنے لگا وہ سچے ہیں تب ہی تو روتے ہیں انہیں ہوش و حواس بھی نہیں رہتے بڑا روتے ہیں اگر جھوٹے ہوتے تو روتے نہ۔ میں نے کہا یہ تو قرآن سے ثابت ہے کہ جھوٹے روتے ہیں یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک دیا اور قمیض اتار کر جھوٹا خون لگالیا۔ پھر عشاء کے وقت روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے۔

وَجَآءُوٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝

(سورۃ یوسف: آیت نمبر: ۱۶۔۱۷)

ترجمہ:۔ ”اور وہ اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے روتے ہوئے آئے۔ کہنے لگے اے ہمارے باپ! بے شک ہم دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلتے چلے گئے اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تو اسے کوئی بھیڑیا کھا گیا اور تو ہر گز ہمارا اعتبار کرنے والا نہیں، خواہ ہم سچے ہوں“۔

عشاء کے وقت آئے جھوٹوں کا جلوس عشاء کے وقت ہی ہوتا ہے۔
بیٹے یعقوب علیہ السلام کو کہتے ہیں ابا جان ہم سچے ہیں لیکن آپ نے ماننا نہیں۔ آج بھی جھوٹے اسی طرح کہتے ہیں۔

مولانا محمد حسین رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے نبی علیہ السلام کے بیٹوں نے جھوٹ بولا ہے۔ مولویوں کو تکلیف ہوتی ہے جھوٹ بولتے وقت؟ مولوی بھی جھوٹ بول لیتے اس لیے تم جانچ پڑتال کر لیا کرو۔

یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں پر اعتماد نہیں کیا تحقیق کی ہے۔ بیٹوں نے باپ کے سامنے کرتا رکھ دیا ابا جان یہ دیکھو خون لگا ہوا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتہ دیکھا تو کہا بیٹو یہ کرتہ پھٹا ہوا نہیں لگتا ہے تم نے خود ہی خون لگا لیا ہے۔

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝

(سورۃ یوسف: آیت نمبر: ۱۸)

ترجمہ:۔ "اور وہ اس کی قمیص پر ایک جھوٹا خون لگا لائے۔ اس نے کہا بلکہ تمہارے لیے تمہارے دلوں نے ایک کام مزین بنا دیا ہے، سو اچھا صبر کروں گا اور اللہ ہی ہے جس سے اس پر مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو"۔

بیٹوں کیسے ہو سکتا ہے کہ بھیڑیا یوسف سارا کھا گیا اور کرتہ بالکل صحیح ہو۔
پتہ چلا کہ جھوٹے بھی روتے ہیں۔ ہر رونے والا سچا نہیں ہوتا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے محبت

جس طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے ایمان کا حصہ ہیں اسی طرح جناب علی بھی

ہمارے ایمان کا حصہ ہیں۔ ہمارے بھی بعض مقررین ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تقابل شروع کر دیتے ہیں تقابل کرنا صحیح نہیں ہر ایک کا اپنا ایک انفرادی مقام ہے اسے بیان کرو۔

انہوں نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر حضور نے لعاب لگایا تو آنکھیں صحیح ہو گئیں تو ہم نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لگایا تو کیا ہوا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر نہیں لگایا تھا۔

ہمیں تقابل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تقابل بیان نہیں کرنا۔

بلکہ جو شان ہے اسے بیان کرو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقام کو کوئی نہیں پہنچ سکتا

آپ ﷺ نے فرمایا: اَلصحابی کالنجوم اتنے الفاظ صحیح ہیں بس۔ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جس طرح ستارے چمکتے ہیں اسی طرح میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) بھی چمکتے ہیں کسی ستارے کی چمک زیادہ کسی کی کم اسی طرح کسی صحابی (رضی اللہ عنہ) کا مقام زیادہ کسی کا کم لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے چمکنے میں کوئی شک نہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں ہر ایک کا اپنا اپنا مقام ہے۔ انفرادیت ہر ایک کی اپنی ہوتی ہے۔

انفرادیت رسولوں میں بھی ہے جس کا جو مقام ہے اسے وہ مقام دو۔ وہ مقام بیان کرو لیکن تقابل کر کے کسی کو کم رکھنا یہ صحیح نہیں۔

اسی طرح صحابہ کا آپس میں تقابل کر کے کسی کو کم کرنا یہ جائز نہیں۔ ہم صحابہ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم مٹھی بھر جو اللہ کے رستے میں خرچ کریں اور بعد میں آنے والے

احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کریں پھر بھی ان کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ

(صحیح بخاری: کتاب المناقب، حدیث:۳۶۷۳)

ترجمہ:۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد غلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

(سورۃ الحشر: آیت نمبر:۸)

ترجمہ:۔ "(یہ مال) ان محتاج گھر بار چھوڑنے والوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال باہر کیے گئے۔ وہ اللہ کی طرف سے کچھ فضل اور رضا تلاش کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں"۔

کربلا کا پہلا شہید

کربلا کی شہادتیں صحیح بیان نہیں ہوتیں کربلا میں سب سے پہلا شہید کون تھا کوئی نہیں بتاتا کوئی نہیں بیان کرتا۔ آؤ میں بتاؤں سب سے پہلا شہید امام حسین رضی اللہ عنہ کا بھائی ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوا، حضرت علی نے اپنے بیٹوں کے نام خلیفہ رسول کے نام پر رکھے تھے۔

فتنوں کی زمین

کربلا کا میدان عراق میں ہے۔

عراق کے متعلق رسول اللہ کی حدیث سماعت فرمائے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالَ قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالَ قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ قَالَ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

(صحیح بخاری : کتاب الجمعة ، باب ماقیل فی الزلازل ، حدیث: ۱۰۳۷)

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے اللہ! ہمارے شام اور یمن پر برکت نازل فرما۔ اس پر لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا کیجئے لیکن آپ نے پھر وہی کہا "ہمارے شام اور یمن پر برکت نازل فرما" پھر لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ وہیں سے طلوع ہو گا۔

آپ نے عراق کیلئے دعا نہیں کی کیونکہ یہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

لہٰذا اسلام کے خلاف ہر فتنہ عراق سے پھوٹا ہے صحابہ کرام کے خلاف آواز عراق کوفہ سے اٹھیں۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے خلاف آواز کوفہ سے اٹھی۔

صحابی رسول کے خلاف آواز کوفہ سے اٹھی۔

اہل بیت کے خلاف فتنہ کوفہ سے اٹھا۔

خارجیت کا فتنہ عراق سے نکلا۔

ناصبیت کا فتنہ عراق سے نکلا۔

قیاس اہل الرائے کا فتنہ عراق سے نکلا۔

اہل تقلید کا فتنہ عراق سے نکلا۔

حدیث کی مخالفت کا فتنہ عراق سے نکلا۔

حسین کی شہادت میں شریک لوگوں کا تعلق عراق سے ہے۔

علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے کوفہ اور عراق سے آئے۔

کوفہ والوں نے نہ صحابہ کو معاف کیا ہے نہ اہل بیت کو معاف کیا ہے۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور کسی نے ان سے محرم کے بارے میں پوچھا تھا، شعبہ نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی مار دے تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں، جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں (نواسے حسن و حسین رضی اللہ عنہم) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

(صحیح بخاری : کتاب المناقب : باب مناقب الحسن و الحسین ، حدیث:۳۷۵۳)

کوفہ والوں کا صحابی پر اعتراض

ایک آدمی نے کوفہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ سعد بن ابی وقاص نماز درست نہیں پڑھاتے۔اس آدمی نے صحابی کی نماز پہ اعتراض کیا۔

ترجمہ:۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، کہ اہل کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی۔ اس لئے حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو علیحدہ کر کے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنایا، تو کوفہ والوں نے سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں تک کہہ دیا کہ وہ تو اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھا سکتے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا بھیجا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اے ابو اسحاق! ان کوفہ والوں کا خیال ہے کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے ہو۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح نماز پڑھاتا تھا اس میں کوتاہی نہیں کرتا عشاء کی نماز پڑھاتا تو اس کی دو پہلی رکعات میں (قرات) لمبی کرتا اور دوسری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو اسحاق! مجھ کو تم سے امید بھی یہی تھی۔ پھر آپ نے حضرت سعد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا۔ قاصد نے ہر ہر مسجد میں جا کر ان کے متعلق پوچھا۔ سب نے آپ کی تعریف کی لیکن جب مسجد بنی عبس میں گئے۔ تو ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابو سعدہ تھی کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ جب آپ نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا ہے تو (سنئے کہ) سعد نہ فوج کے ساتھ خود جہاد کرتے تھے۔ نہ مال غنیمت کی تقسیم صحیح کرتے تھے اور نہ فیصلے میں عدل و انصاف کرتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ خدا کی قسم میں (تمہاری اس بات پر) تین دعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف ریا و نمود کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر اور خوب محتاج بنا اور اسے فتنوں میں مبتلا کر۔ اس کے بعد (وہ شخص اس درجہ بدحال ہوا کہ) جب اس سے پوچھا جاتا۔ تو کہتا ایک بوڑھا پریشان حال ہوں مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی۔ عبدالملک نے بیان کیا کہ میں نے اسے دیکھا اس کی بھویں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آگئی تھی۔ لیکن

اب بھی راستوں میں وہ لڑکیوں کو چھیڑتا۔

(صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب وجود القراۃ، حدیث:۷۵۵)

کوفہ والوں نے سعد بن ابی وقاص کی نماز پر اعتراض کیا آج بھی اہلحدیث کی نماز پر اعتراض کیے جاتے ہیں۔ پمفلٹ چھپتے ہیں۔ کہ ان کی نماز ٹھیک نہیں۔ جب کوفہ والوں نے صحابی کی نماز پر اعتراض ہے پھر میری اور تیری کیا حیثیت ہے۔ امام بخاری نے اس روایت کو باب وجوب القراء ۃ للامام والماصوم فی الصلوات کلھا فی الحضر والسفر وما یجھر فیھا وما یخافت کے تحت درج کیا ہے۔ اور آج سب سے بڑا اعتراض بھی فاتحہ خلف الامام پر کیا جاتا ہے سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا اس آدمی کو لگی۔ وہ بڑھاپے میں بھی لڑکیوں کو چھیڑنے سے باز نہ آیا اور اس جرم کے بدلے لوگوں سے جوتے کھاتا۔

عراق کی سرزمین پر بہت سارے پیغمبر آئے ہیں لیکن اس علاقے سے فتنے بھی بہت پیدا ہوئے زلزلے اور عذاب بھی بہت آئے ہیں

آپ ﷺ نے عراق کے لئے دعا نہیں فرمائی اس لیے آج تک جتنے فتنے بھی پیدا ہوئے ہیں سب عراق میں پیدا ہوئے ہیں۔ تقلید کا فتنہ مولحدین کا فتنہ۔ حدیث کے مقابلے میں قیاس کا فتنہ۔ رائے کا فتنہ۔ اہل رائے کا فتنہ۔ اصحاب رسول کے خلاف فتنہ۔ آل رسول کے خلاف فتنہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے۔ تقلید کا پٹہ گلے میں ڈالنے کا فتنہ یہ سب فتنے عراق کی سرزمین سے پھوٹے ہیں۔

اور اب بھی سعودی عرب میں کویت میں، افغانستان میں جو تباہی و بربادی برپا ہے اس کی اصل ماخذ اور نچوڑ عراق کی سرزمین ہے۔

حالانکہ عراق انبیاء کی سرزمین رہی ہے۔ اس زمین پر بہت انبیاء آئے ہیں۔ لیکن اس زمین کے لوگ ہمیشہ اللہ اور رسول کے باغی رہے ہیں۔ ٹھیک ہے اس سرزمین میں امام ابو حنیفہ آئے ہیں۔ لیکن اس زمین کے لوگوں نے وفا نہیں کی۔

کائنات میں صرف دو جگہیں حرمت والی ہیں ایک مکہ اور ایک مدینہ۔

بدکاری کے اڈوں کے مالک

آج بھی بے حیائی کے اڈوں کے مالک بڑے سنٹرز کے مالک ہوٹلوں کے مالک جہاں بدکاری عام ہوتی ہے وہ لوگ ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے گستاخ ہوتے ہیں۔

ان کے دلوں سے اللہ نے ایمان چھین لیا ہے۔

ان کے سینوں میں قرآن محفوظ نہیں۔ مساجد کے بدلے امام بارگاہ بنائی مساجد میں رونق کی بجائے بازاروں میں رونق لگائی۔

سب سے پہلے مسجد میں حملہ کرنے والا ایرانی تھا ایرانی نے مسجد میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے مساجد ہی چھین لیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿﴾

ترجمہ:۔ ”پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پاگئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک ضد میں پڑے ہوئے ہیں، سو اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا، اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے“۔

اگر صحابہ کی طرح ایمان لاؤ گے تو تم ہدایت یافتہ ہو ورنہ ہدایت یافتہ نہیں بن سکتے۔

اگر ہدایت یافتہ ہونا چاہتے ہو تو ایمان لاؤ جس طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ ایمان لاؤ جس طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے جس طرح عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایمان لائے جس طرح علی ایمان لائے۔

لوگو! ہمارا عقیدہ وہی ہے جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا جو عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا۔

جس نے صحابہ کی طرح ایمان قبول نہیں کیا اللہ نے اس سے عقیدہ توحید ہی چھین لیا ہے۔ گھوڑے کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ گھوڑے کی پوجا کرتے ہیں اللہ اس کو اپنے سامنے سجدہ کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔

وہ مسجد میں آ کر نماز نہیں پڑھے گا گھوڑے کی پوجا کرے گا کربلا کی مٹی کو سجدہ کرے گا اللہ کو سجدہ نہیں کرے گا دعا کرتا ہے تو حضرت علی سے کرے گا نذر و نیاز علی اکبر اور علی اصغر کے نام کی دے گا۔ کبھی پنجے کی پوجا کرتا ہے کبھی تلوار کی پوجا کرتا ہے۔ یہ سب کچھ کیا ہے کیوں ہے۔



امہات المؤمنین

حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن

لوگو! نبی کی ساری بیویوں سے محبت کرو۔ نبی کی تمام بیویاں ہماری مائیں ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ:۔ "اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے تیرے لیے حلال کیا ہے اپنی بیویوں کی خوشی چاہتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ اکثر خطبات اور تقریرات میں آپ سنتے رہتے ہیں اور ان کا تذکرہ مقررین اکثر کرتے رہتے ہیں۔ آج میں ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا ذکر خیر کیا جائے تاکہ ان کے ساتھ بھی محبت عقیدت کا اظہار ہو جائے اور یہ عقیدت ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے۔

جس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوا ہے اسی طرح آپ کا نکاح عمر کی بیٹی حفصہ سے بھی ہوا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کے ساتھ شادی

سیدنا حفصہ رضی اللہ عنہا کے سابق شوہر خنیس بن حذیفہ سہمی کے ساتھ ہوا اپنے شوہر سمیت ہجرت کی غزوہ بدر میں حضرت خنیس بن حذیفہ سہمی شریک ہوئے اور احد میں زخمی ہوئے

پھر مدینہ میں وفات پائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بار بار یہ احساس ہو رہا تھا کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح کسی دوسرے مرد سے فوراً کر دوں۔

ترجمہ:۔ سالم بن عبداللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے اور بدر کی لڑائی میں انہوں نے شرکت کی تھی اور مدینہ میں ان کی وفات ہو گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میری ملاقات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اس کا نکاح میں آپ سے کر دوں۔ انہوں نے کہا کہ میں سوچوں گا۔ اس لئے میں چند دنوں کے لئے ٹھہر گیا، پھر انہوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہوئی ہے کہ ابھی میں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میری ملاقات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے بھی میں نے یہی کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنت عمرؓ سے کر دوں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کا یہ طریقہ عمل عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ میرے لئے باعث تکلیف ہوا۔ کچھ دنوں میں نے اور توقف کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام بھیجا اور میں نے ان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو انہوں نے کہا، شاید آپ کو میرے اس طرز عمل سے تکلیف ہوئی کہ جب آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مجھ سے بات کی تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ ہاں تکلیف ہوئی

تھی۔انہوں نے بتایا کہ آپ کی بات کا میں نے صرف اس لئے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا۔اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ چھوڑ دیتے تو بے شک میں ان سے نکاح کر لیتا۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب شهود الملائكه بدراً، حدیث:٤٠٠٥)

آج ہمارے معاشرے میں کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو اس کا دوسرا نکاح کرنے کی بجائے کسی اچھی جگہ اس کا رشتہ تلاش کرنے کی بجائے اسے گھر میں بٹھائے رکھیں گے اور ساری برادری روپیہ اکٹھا کر کے اسے دس سال کا خرچہ صدقات وزکوٰۃ کی صورت میں دے گی۔اور وہ ساری عمر صدقات پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائے گی۔

اس سے بہت ہی بہتر ہے کہ اس کا دوسرا نکاح کسی مناسب جگہ پر کر دیا جائے برادری کو بھی چاہیے کہ اسے نکاح کی ترغیب دیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر نکاح بیوہ عورتوں ہی سے کیے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوہ بیٹی کی فکر تھی کہ اس کا دوسرا نکاح جلد کیا جائے۔

آج ہم اپنی بیٹی کو گھر بٹھا لیتے ہیں یہ نہیں چاہتے کہ کسی کو کہیں میں اپنی بیٹی کا کس سے نکاح کروں۔اس کو اپنی غیرت سمجھتے ہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تقویٰ وزہد اور صوم وصلاۃ کے لحاظ سے بہت سخت تھیں۔صدقہ خیرات میں بے مثال تھیں۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بارہ ہزار درہم بھیجے۔اتنی زیادہ رقم دیکھ کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پریشان ہو گئیں اور افسوس کا اظہار کرنے لگیں۔اتنا زیادہ مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گر تو چولہا نہیں جلتا تھا۔سارا مال حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

نے شام سے پہلے پہلے اللہ کے رستے میں خرچ کر دیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا بیٹی آپ زیادہ مال پسند نہیں کرتیں۔ لہٰذا تمہارے لیے ماہانہ وظیفہ ہزار دینار کافی ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ماہانہ ہزار دینار ان کو بھیجتے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اس ہزار دینار کو اللہ کے رستے میں خرچ کر دیتیں۔ خود محنت کرتیں اور کام کاج کرتیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا کفن بھی اپنی محنت سے تیار کیا تھا اور گھر میں رکھا تھا اور کہتی اگر میرے ابا جان کوئی کفن تیار کریں تو وہ اللہ کے رستے میں خرچ کر دینا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفصہ رضی اللہ عنہا سے محبت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد سب بیویوں کے پاس جایا کرتے تھے، لیکن حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس زیادہ دیر ٹھہرتے اور حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کو شہد پلاتیں تھیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے فارغ ہو کر جب واپس آتے تو اپنی ازواج کے پاس واپس تشریف لے جاتے اور بعض سے قریب بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور معمول سے زیادہ دیر ان کے گھر ٹھہرے۔ مجھے اس پر غیرت آئی اور میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی کسی خاتون نے انہیں شہد کا ایک ڈبہ دیا ہے اور انہوں نے اسی کا شربت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیش کیا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ خدا کی قسم! میں تو ایک حیلہ کروں گی، پھر میں نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں گے اور جب آئیں تو کہنا کہ معلوم ہوتا ہے آپ نے مغافیر کھا رکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں انکار کریں گے۔ اس وقت کہنا کہ پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں معلوم کر رہی ہوں؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے کہ حفصہ

نے شہد کا شربت مجھے پلایا ہے۔ تم کہنا کہ غالباً اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہوگا۔ میں بھی آنحضرت ﷺ سے یہی کہوں گی اور صفیہ تم بھی یہی کہنا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا کہتی تھی کہ اللہ کی قسم آنحضرت ﷺ جونہی دروازے پر آکر کھڑے ہوئے تو تمہارے خوف سے میں نے ارادہ کیا کہ آنحضرت ﷺ سے وہ بات کہوں جو تم نے مجھ سے کہی تھی۔ چنانچہ جب آنحضرت ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کے قریب تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا، یارسول اللہ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ فرمایا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا، پر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں محسوس کرتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حفصہ نے شہد کا شربت پلایا ہے اس پر سودہ بولیں اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہوگا۔ پھر جب آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے بھی یہی بات کہی اس کے بعد جب صفیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی کو دہرایا۔ اس کے بعد جب پھر آنحضور ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ شہد پھر نوش فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سودہ بولیں، واللہ! ہم آنحضرت ﷺ کو روکنے میں کامیاب ہوگئے، میں نے ان سے کہا کہ ابھی چپ رہو۔

باپ کی تربیت

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں، اس لیے مزاج میں ذرا تیزی تھی، صحیح بخاری میں واقعہ ایلاء کے متعلق خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے میں ایک دن کسی معاملہ میں غور کر رہا تھا، اتفاق سے میری بی بی نے مجھ کو مشورہ دیا، میں نے کہا تم کو ان معاملات میں کیا دخل ہے، بولیں کہ تم میری بات پسند نہیں کرتے، حالانکہ تمہاری بیٹی رسول اللہ ﷺ کو برابر کا

جواب دیتی ہے، میں اٹھا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا میں نے کہا بیٹی تم رسول اللہ کو جواب دیتی ہو، یہاں تک کہ آپ دن بھر رنجیدہ رہتے ہیں، بولیں ہاں ہم ایسا کرتے ہیں میں نے کہا خبردار میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں، تم اس گھمنڈ میں نہ آنا کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا، تیری سوکن ابو بکر صدیق کی بیٹی تیری نسبت رسول اللہ کو زیادہ پسند ہے، تجھے جو چیز مانگنا ہو مجھ سے مانگ لیا کرو، رسول اللہ کو تنگ نہ کیا کرو۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب موعظة الرجل البنة لحال زوجها، حدیث:٥١٩١)

حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بڑی فصاحت بلاغت کے ساتھ گفتگو کرتی تھیں۔ اس اعتبار سے یہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ممتاز تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا جو قلمی نسخہ تیار کروایا تھا وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ تھا۔

وفات

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں ساری عمر بسر کی۔ عبادت گزار اور روزہ دار تھیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں انہوں نے وفات پائی اور بقیع الغرقد میں دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ دفن کی گئیں۔ وہ ۴۵ ہجری میں ماہ شعبان میں ان کی وفات ہوئی۔

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا

سیدنا ام سلمہ کا اصل نام ”ھند“ تھا

☆واقعہ ہجرت

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اور وہاں سے پھر مکہ واپس آگئیں تھیں۔

پھر انہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ کی طرف ہجرت داستان بڑی المناک ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتیں ہیں جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہونے کے لیے تیار ہوئے تو انہوں نے مجھے اور میرے بیٹے سلمہ رضی اللہ عنہ کو اونٹ پر سوار کیا اور اس کی نکیل پکڑ کر چل دیئے۔ جب میرے خاندان بنو مغیرہ نے اسے دیکھا تو راستے میں کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا تم جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ تیری بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمارے خاندان کی چشم و چراغ ہے ہم اسے تیرے ساتھ در در کی ٹھوکریں کھانے کے لیے جانے جانے کی اجازت نہیں دیں گے، انہوں نے یہ کہتے ہی اونٹ کی نکیل ان کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے اپنے قبضے میں لے لیا۔ یہ منظر دیکھ کر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بنو مغیرہ کو مخاطب ہو کہنے لگے، دیکھئے یہ سلمہ بیٹا ہمارا ہے ہمیں اسے اپنے ساتھ لے جانے کا حق ہے۔ اگر تم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے خاندان کی چشم و چراغ سمجھ کر انے ساتھ لے جانے پر اصرار کر رہے ہو تو سلمہ کو ہم لے جائیں گے، اسے یہاں نہیں رہنے دیں گے، یہ ہمارے خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ لہٰذا انہوں نے میرے بیٹے سلمہ کو میرے گود سے اپنے قبضے میں لے لیا اور اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ مجھے میرے خاندان بنو مغیرہ نے اپنے پاس روک لیا، میرے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے چشم زدن میں میرے، میرے خاوند اور میرے بیٹے کے درمیان جدائی ڈال دی گئی۔

یہ صورت حال دیکھ کر مجھ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ میں غم کی ماری روزانہ صبح کے وقت اس مقام پر جاتی جہاں ہمارے درمیان جدائی ڈالی گئی۔ میں صبح سے شام تک وہاں بیٹھی روتی رہتی۔ سال بھر میرا یہی معمول رہا۔ ایک روز میں وہاں بیٹھی آہیں بھر رہی تھی کہ میرے چچازاد میرے پاس سے گذرے اسے میری یہ حالت دیکھ کر بڑا ترس آیا۔ وہ اسی وقت بنو مغیرہ کے سرکردہ افراد کے پاس گیا، ان سے کہا کہ تم یہ کیا ظلم کر رہے ہو۔ اس

بیچاری کو کس مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ماں، بیٹے اور خاوند کے درمیان جدائی ڈال رکھی ہے۔

بنو مغیرہ اس کی گفتگو سے متاثر ہوئے اور انہوں نے مجھ سے کہہ دیا کہ ٹھیک ہے تم اگر اپنے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہو تو ہماری طرف سے تجھے اجازت ہے، میرے سسرالی خاندان بنو عبدالاسد نے میرا بیٹا سلمہ میرے حوالے کر دیا۔ میں اپنے بیٹے کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہونے لگی، تو عثمان بن طلحہ میرے ساتھ ہو لئے اور انہوں نے مدینہ منورہ تک مجھے پہنچایا، وادی قباء میں چھوڑ کر وہ واپس چلے گئے اور انہوں نے دوران سفر دیانتداری، غیرت، شرافت اور ذمے داری کا حق ادا کر دیا۔"

رسول اللہ ﷺ سے شادی

ام سلمہ کا شوہر ابو سلمہ وفات پا گئے ام سلمہ کے پاس رسول اللہ تعزیت کے لئے گئے۔ ام سلمہ بڑی غمزدہ تھیں ایک چھوٹا سا بچہ ہے سلمہ، اور چھوٹی سی بچی ہے زینب ان کا کیا بنے گا نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کا بہترین سبب لگائے گا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِي لَهُ فَقُلْتُ إِنَّ لِي بِنْتًا وَأَنَا غَيُورٌ فَقَالَ

أَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُو اللَّهَ أَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا وَأَدْعُو اللَّهَ أَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة، حدیث: ۹۱۸)

ترجمہ:۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اس کو مصیبت پہنچے اور وہ یہ کہے جو اللہ نے حکم کیا ہے کہ ہم سب اللہ کا مال ہیں اور ہم سب اسی کی طرف جانے والے ہیں۔یا اللہ مجھے اس مصیبت کا ثواب دے اور اس کے بدلہ میں اس سے اچھی عنایت فرما مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر چیز اس کو دیتا ہے۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ (یعنی ان کے شوہر) انتقال کر گئے تو میں نے کہا اب ان سے بہتر کون ہوگا اس لیے کہ ان کا پہلا گھر تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی۔پھر میں نے یہی دعا پڑھی انا للہ سے واخلف لی خیراً منھا تک، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شوہر بنادیا۔کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔وہ مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دینے آئے میں نے عرض کیا کہ میری ایک بیٹی ہے اور مجھ میں غصہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ ان کی بیٹی کے لئے دعا کریں گے کہ اللہ ان کو بیٹی کے فکر سے بے غم کردے گا اور ان کے غصہ کے لیے ہم دعا کریں گے کہ وہ اللہ کھودے گا۔

سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی بھتیجی اور چچازاد امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔

ان کی ایک بیٹی تھی درہ۔ان کا تذکرہ صحیح بخاری میں ہے

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّينَ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي

فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذَلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنْ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ .

ترجمہ:۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بہن (غرہ) بنت ابی سفیان سے آپ نکاح کرلیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تمہیں بھی پسند ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں کوئی میں تنہا تو ہوں نہیں اور میری خواہش ہے کہ آپ کی بھلائی میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ کی قسم، اس طرح کی باتیں سننے میں آتی ہیں کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لڑکی سے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اللہ کی قسم! اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لئے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ مجھے اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ (اس لئے وہ میری رضاعی بھتیجی ہوگئی) تم لوگ میرے نکاح کے لئے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔

فقاہت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶ ہجری کو عمرہ ادا کرنے کی نیت سے ایک ہزار چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر سفر پر روانہ ہوئے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ہمراہ لیا، حدیبیہ کے مقام پر قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پیروکاروں کو مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ پھر اس مقام پر رسول اللہ ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جسے صلح حدیبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صلح کی شرائط سے بظاہر یہ دکھائی دیتا ہے کہ قریش سے دب کر صلح کی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ صورت حال دیکھ کر بڑے غمگین ہوئے، ان کا خیال تھا کہ اس سے مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم دنیا کو اپنے دین پر ترجیح دے رہے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کی مخالفت نہیں کرتا وہ ہرگز مجھے بے یارومددگار نہیں چھوڑے گا۔“

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اٹھو جانور قربان کردو اور سر منڈالو لیکن کوئی بھی یہ کام کرنے کے لیے آمادہ دکھائی نہ دیا آپ نے تین مرتبہ اپنی بات کو دہرایا لیکن کوئی بھی آپ کی بات کو قبول کرتا دکھائی نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر تشریف لے گئے اور انہیں اس صورت حال سے آگاہ کیا اور لوگوں کے رویے کا تذکرہ کیا۔ اس موقع پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو تجویز دی وہ تاریخ میں ایک سنہری باب کی حیثیت اختیار کر گئی۔ اور سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔

انہوں نے عرض کیا ”یارسول اللہ ﷺ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ لوگ آپ ﷺ کی بات پر عمل کریں تو انہیں اپنی زبان مبارک سے کچھ نہ کہیں بلکہ آپ ﷺ خود باہر تشریف لے جا کر جانور ذبح کریں اور اس کے بعد اپنا سر منڈالیں۔ پھر ان لوگوں کا رویہ دیکھیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے قربانی کا جانور ذبح کیا اور اپنا سر منڈوالیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب رسول اکرم ﷺ کو یہ

عمل کرتے ہوئے دیکھا تو وہ اسی وقت فوری طور پر اپنے جانور ذبح کرنے لگے اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے یوں دکھائی دے رہا تھا کہ کہیں اس تیزی میں وہ آپس میں الجھ نہ پڑیں۔ مسلمانوں نے اپنے خیالات کو ترجیح دینے کی بجائے پھر سے ہوش سنبھالی اور رسول اقدس ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کو اپنی سعادت اور اعزاد کا باعث سمجھا۔ مسلمانوں کو صلح حدیبیہ کی صورت میں عظیم فتح نصیب ہوئی۔

(صحیح بخاری کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد، حدیث ٢٧٣٤)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوال پر قرآن کا نزول

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کو کہا قرآن مجید میں ہر جگہ مردوں کا ذکر ہے عورتوں کا ذکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیتیں نازل کر دیں۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۝

ترجمہ:۔ "بے شک مسلم مرد اور مسلم عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور

اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان کے لیے اللہ نے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے"۔

نبی کی بیوی کی شان دیکھو۔ ام سلمہ زمین پر بولیں اللہ فوراً قرآن نازل کر دیں۔

غزوہ خیبر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں اس موقع پر انہوں نے خواہش کی کہ عورتوں پر بھی اسی طرح جہاد فرض ہو جس طرح مردوں پر فرض ہے تاکہ ہم بھی اجر ثواب میں مردوں کے برابر ہوں آپ کے اس سوال پر اللہ تعالیٰ قرآن نازل کر دیا:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۚ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

(سورۃ النساء، آیت: ۳۲)

ترجمہ:۔ اور ہوس مت کرو جس چیز میں بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور مانگو تم اللہ سے اس کا فضل بیشک اللہ کو ہر چیز معلوم ہے۔

وفات

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ۹ ھ ہجری میں وفات پائی، اس وقت اپ کی عمر ۸۴ سال تھی۔ بقیع الغرقد میں دوسری ازواج مطہرات کے ساتھ انہیں دفن کیا گیا۔

ان سے تین سو ستاسی 387 احادیث مروی ہیں۔ ان میں انتیس احادیث بخاری و مسلم میں موجود ہیں۔

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

ان کا پہلا نام برہ تھا آپ نے اسے تبدیل کر کے زینب رکھا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيلَ تُزَكِّي نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ

(صحیح بخاری)

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا نام "برہ" تھا، کہا جانے لگا کہ وہ اپنی پاکی ظاہر کرتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھا۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے شادی

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی زید بن حارثہ سے ہوئی۔ زید غلام تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب رضی اللہ عنہا کو پیام بھیجا کہ زید رضی اللہ عنہ سے شادی کریں زینب اور اس کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے زید کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۭ

(سورۃ الاحزاب : آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ: کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کردیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کرے سو یقیناً وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

زینب رضی اللہ عنہا نے اس آیت کے نزول کے بعد زید سے شادی کرلی۔

لیکن دونوں میاں بیوی کی آپس میں بن نہ سکی۔ زید رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے کا پروگرام بنالیا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو سمجھایا اور کہا "امسك عليك زوجك

واتق اللہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر۔

زید رضی اللہ عنہ نے کچھ دیر بیوی کو روکے رکھا بالآخر زید رضی اللہ عنہ نے بیوی کو طلاق دے دی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے پریشان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کر دی:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر: ۳۷)

ترجمہ:۔ اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دو اپنے پاس اپنی بیوی کو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولا چاہتا ہے اور ڈرتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیے ڈرنا تجھ کو پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے اس کو تیرے نکاح میں دے دیا تا کہ نہ رہے مسلمانوں پر گناہ نکاح کر لینا بیویاں اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کر لیں ان سے اپنی غرض اور رہے اللہ کا حکم بجا لانا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو منافق باتیں بنانے لگے کہ دیکھئے جی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹے کی منکوحہ سے خود شادی کرنے سے منع کیا ہے اور خود اپنے بیٹے کی منکوحہ سے شادی رچائی تو اللہ نے یہ حکم نازل کر دیا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ﴿۴۰﴾

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر: ۴۰)

ترجمہ:۔ لوگو! محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

أُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ

(سورۃ الأحزاب ، آیت نمبر :۳۳)

ترجمہ :۔ منہ بولے بیٹوں کو ان کے باوں کی نسب سے پکارو ، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے۔

اس دن سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارا جانے لگا جب کہ پہلے انہیں زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

اس کے ساتھ ہی اسلام نے اس تصور کو بھی باطل قرار دے دیا کہ لے پالک بیٹے کی مطلقہ سے شادی نہیں ہو سکتی۔ لے پالک بیٹا حقیقی بیٹے کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

حضرت زینب تمام ازواج مطہرات کے سامنے فخر سے یہ بات کیا کرتی تھیں:

" اَنَا اَكْرَمُكُنَّ وَلِيًّا وَاَكْرَمُكُنَّ سَفِيرًا زَوَّجَكُنَّ اَهْلُكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ "

ترجمہ :۔ میں تم سے ولی اور سفیر کے اعتبار سے زیادہ عزت والی ہوں۔ تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی اور میری شادی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات آسمانوں کے اوپر طے کی۔

اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ زینب رضی اللہ عنہا کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی دوسری بیوی میرے مقابل کی نہ تھی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتی تھیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں سیاٰپ پر زیادہ حق رکھتی ہوں، نکاح کے حوالے سے سب سے بہتر ہوں، پردے کے حوالے سے سب سے زیادہ معزز ہوں، رشتہ داری کے حوالے سے سب سے زیادہ قریب ہوا ، پھر فرماتی ہیں میری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی اللہ رحمٰن نے

اپنے عرش پر طے کی، جبرائیل علیہ السلام کو اس معاملے کا سفیر مقرر کیا، میں آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں، مجھ سے بڑھ کر آپ کی کوئی بیوی آپ کی اتنی قریبی رشتے دار نہیں ہے۔

صدقہ و خیرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

"تم میں سے سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم دیوار کے ساتھ اپنے بازو لگا کر ماپا کرتی تھیں اور اپنے بازو لمبے کیا کرتے تھیں، ہم مسلسل یہ عمل دہراتی رہیں، یہاں تک کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں، ان کا ہاتھ ہم سے لمبا نہیں تھا۔ ہم پہچان گئیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ و خیرات کثرت سے کرنا تھا۔

(صحیح مسلم، كتاب فضائل الصحابه، باب من فضل زينب، حديث ٢٤٥٢)

زینب رضی اللہ عنہا کاریگر خاتون تھیں، وہ اپنے ہاتھ سے کپڑے رنگا کرتی تھیں، کمائی کرتیں اور اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کر دیا کرتی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔

نبی کی ازواج مطہرات تمام کی تمام ہماری مائیں ہیں بیٹوں کے لائق نہیں کہ وہ ماؤں کے اختلاف لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سب ہماری مائیں ہیں۔

وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

ترجمہ:۔ اور اس کی پیروی کرو جو تیرے رب کی جانب سے تیری طرف وحی

کی جاتی ہے۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، ہمیشہ پورا باخبر ہے"۔

اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کا انکار کریں پھر بھی ایمان برباد ہوتا ہے اگر حفصہ رضی اللہ عنہا کا انکار کریں پھر بھی ایمان برباد ہوتا ہے اگر زینب رضی اللہ عنہا کا انکار کریں پھر بھی ایمان برباد ہوتا ہے اگر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا انکار کریں پھر بھی ایمان برباد ہوتا ہے

لوگو! ایمانی ماؤں سے پیار کرو، روحانی ماؤں سے پیار کرو، دینی ماؤں سے پیار کرو۔

لوگو! نبی کی ساری بیویوں سے محبت کرو۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝

ترجمہ:۔ اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی اور نیک عمل کرے گی اسے ہم اس کا اجر دو بار دیں گے اور ہم نے اس کے لیے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے ○ اے نبی کی بیویو! تم عورتوں میں سے کسی ایک جیسی نہیں ہو، اگر تقویٰ اختیار کرو تو بات کرنے میں نرمی نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کر بیٹھے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو ○ اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو، اللہ تو یہی چاہتا

ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا○ اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انہیں یاد کرو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے نہایت باریک بین پوری خبر رکھنے والا ہے○۔

اطاعت کا اجر بھی تمہیں دوگنا ملے گا اور رزق کریم بھی ملے گا۔ جنت میں جاؤں گی نبی کی ساری بیویاں جنت میں جائیں گی۔



حجیت حدیث

جب تک حدیث نہیں ملاؤ گے تب تک قرآن بھی سمجھ میں نہیں آئے گا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر قرآن اور حدیث دونوں چیزیں وحی کیں ہیں۔

جس طرح قرآن وحی ہے اسی طرح حدیث بھی وحی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اسی طرح حدیث کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا ہے۔

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝

(سورۃ القیامۃ ،آیت نمبر: ۱۷، ۱۹)

ترجمہ:۔ وہ تو ہمارا ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا تیرے سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان سے۔ پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اس کو کھول کر بتلانا۔

قرآن مجید میں نماز کا حکم موجود ہے لیکن طریقہ نماز موجود نہیں وہ حدیث سے ملے گی قرآن مجید میں زکوۃ کا حکم موجود ہے لیکن طریقہ ادائیگی حدیث سے ملے گی۔ قرآن مجید میں حج کا حکم موجود ہے لیکن حج کا طریقہ سنت مصطفیٰ سے ملے گا۔

حدیث کے بغیر قرآن پر بھی عمل نہیں ہو سکتا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی:۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ

ترجمہ:۔...... اور کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ تمہارے لیے سیاہ دھاگے سے

سفید دھاگا یعنی فجر خوب ظاہر ہو جائے......"۔

اس وقت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے حقیقتاً ایک سیاہ دھاگہ اور ایک سفید دھاگہ اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور اسے بار بار دیکھنا شروع کر دیا کہ کیا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہوا ہے کہ نہیں۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنْ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ عَمَدْتُ إِلَى عِقَالٍ أَسْوَدَ وَإِلَى عِقَالٍ أَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِينُ لِي فَغَدَوْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا ذَلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ

(صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب کلوا واشربوا، حدیث: ۱۹۱۶)

ترجمہ:۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "تا آنکہ کھل جائے لئے سفید دھاری سیاہ دھاری سے۔ تو میں نے ایک سیاہ دھاگہ لیا اور ایک سفید اور دونوں کو تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور رات میں دیکھتا رہا مجھ پر ان کے رنگ نہ کھلے، وجب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے تورات کی تاریکی (صبح کاذب) اور دن کی سفیدی (صبح صادق) مراد ہے۔

نبی ﷺ کی وضاحت کرنے سے صحابی کو سمجھ آئی کہ رات کی سیاہی اور دن کی روشنی مراد ہے۔

مرزائیوں کی چالاکی

جب تک حدیث نہیں ملاؤ گے تب تک قرآن بھی سمجھ میں نہیں آئے گا۔

اور یاد رکھو ہر گمراہ فرقہ قرآن کا سہارا لیتا ہے، مرزائی کے سامنے یہ آیت پڑھی۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

(سورۃ الاحزاب : آیت نمبر : ۴۰)

ترجمہ:۔ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں اور لیکن وہ اللہ کا رسول اور تمام نبیوں کو ختم کرنے والا ہے اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے''۔

مرزائی یہ آیت سن کر کہتا ہے اس آیت کا مطلب ہے آپ نبیوں پر مہر لگانے والے ہیں۔ خاتم کا معنی مہر ہوتا ہے۔

اللہ کروڑ رحمتیں کرے مولانا ثناءاللہ امرتسری صاحب پر انہوں نے اس کا جواب دیا کہ ٹھیک ہے اس کا معنی مہر لگانے والا ہی کر لو۔

آپ ﷺ مہر لگانے والے ہیں، اور مہر سب سے آخر پر لگائی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے نبیوں پر مہر لگائی۔ نبیوں کا آپ ﷺ سے پہلے آنا ضروری ہے۔ موسیٰ کلیم اللہ آپ ﷺ سے پہلے آئے، ان کی نبوت پر مہر لگ گئی۔ عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام آپ ﷺ سے پہلے آئے ان کی نبوت پر مہر لگ گی۔ جتنے پیغمبر آپ سے پہلے آئے ان کی نبوت پر مہر لگ گئی۔ اور جو بعد میں آئے اس کی نبوت پر مہر نہیں لگی اور جس کی نبوت پر آقا ﷺ کی مہر نہیں لگی وہ نبی نہیں ہو سکتا۔

یہ جواب تو شیخ الاسلام صاحب کا تھا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مرزائیوں کو اس آیت کا یہ ترجمہ کرنے کی جراءت کیوں ہوئی اس لیے کہ انہوں نے حدیث کو نہیں مانا۔ حدیث پر غور ہی نہیں کیا۔ اگر حدیث کو مانتے تو کبھی یہ ترجمہ نہ کرتے۔ حدیث یہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

(ترمذی : کتاب الفتن ، حدیث:۲۲۱۹)

ترجمہ:۔ "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ میری امت کے کچھ قبائل مشرکوں سے جاملیں گے اور حتی کہ بتوں کی عبادت کی جائے گی۔ اور میری امت میں تیس کذاب آئیں گے سب دعویٰ کریں گے کہ ہم نبی ہیں جب کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا"۔

"خاتم النبیین کا مفہوم اگلے لفظوں نے واضح کر دیے۔ لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

قرآن کی آیت کا مطلب بھی وہی ہوگا جو حدیث نے بیان کیا ہے۔

ظلم سے کیا مراد ہے؟

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

(صحیح بخاری : کتاب الایمان ، باب ظلم دون ظلم ، حدیث ۳۲)

ترجمہ:۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ

آیت کہ "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا ۔" (الانعام:۸۲) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب (بہت گھبرائے) اور کہنے لگے کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ظلم نہیں کیا تو اللہ بزرگ و برتر نے یہ آیت "یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے"۔ (لقمان:۱۳) نازل فرمائی۔

لوگو! حدیث سے پیار کرو، جب تک حدیث نہ سمجھو گے قرآن مجید کی بھی سمجھ نہیں آئے گی۔

حدیث گھڑنے کا جرم

ظلم کا لفظ بھی عربی ہے۔ لفظ بھی عام ہے لیکن اس کے باوجود صحابہ اس جگہ ظلم کا معنی نہ سمجھ سکے۔

لوگو! قرآن کا صحیح پتہ چلتا ہی حدیث سے ہے۔

آج ہر کسی نے قرآن کا مفہوم اپنی طرف سے نکال لیا۔

اپنا معنی و مفہوم بیان کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسی لیے تو وہ گمراہ ہوئے ہیں۔

اہل حدیث محدثین کے رستے سے الگ نہیں ہوئے۔

عَنِ الْمُغِيرَةِ ـ رضى الله عنه ـ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَقُولُ " إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ "

ترجمہ:۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میرے متعلق کوئی جھوٹی بات کہنا عام لوگوں سے متعلق جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے جو شخص بھی جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

لوگو! حدیث سے پیار کرو لیکن یاد رکھنا ہو وہ حدیث ایسا نہ ہو کہ وہ اسے اپنی طرف سے گھڑ کر رسول اللہ کے ذمے لگا دی جائے جس نے خود حدیث گھڑ کر کے رسول اللہ کے ذمے لگائی اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم بنایا۔

اہل حدیث نے کوئی حدیث اپنی طرف سے گھڑی ہے نہ رسول اللہ ﷺ پر بہتان لگایا ہے نہ کسی صحیح کو چھوڑا ہے نہ قرآن و حدیث میں کسی قسم کی تحریف کی ہے۔

طارق جمیل "صاحب" کی بنائی ہوئی حدیث

ایک مولوی صاحب ہیں۔ جن کا نام طارق جمیل ہے۔ وہ اپنی ہر تقریر میں دو یا تین حدیثیں خود اپنی طرف سے گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کے ذمے لگاتے ہیں۔ کوئی تقریر ایسی نہیں جس میں رسول اللہ ﷺ پر خود اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ کر انہوں نے نہ لگائیں ہوں میرے پاس کیسٹیں موجود ہیں جن میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر اپنی طرف حدیثیں گھڑ کر بیان کیں ہیں۔

ضعیف حدیث کسی نہ کسی جگہ موجود ہوتی ہے کوئی حدیث کسی جگہ پڑھی وہ ضعیف ہے سند اس کی صحیح نہیں لیکن کسی کتاب میں موجود ہے۔ وہاں سے پڑھ کر بیان کی ہے یہ بھی غلط ہے۔ لیکن ایک ہے کہ وہ حدیث دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں۔ کہیں اس کا وجود نہیں۔ خود منبر پر بیٹھ کر وضع کیں۔ موضوع خود ساختہ حدیث بیان کرنا۔ طارق جمیل صاحب کی تقریر میں ایسی کئی حدیثیں موجود ہیں مثال کے طور پر ایک تقریر میں عورتوں کو وعظ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ فاطمہؓ کی سیرت اپناؤ۔ کون ہے فاطمہ۔ فاطمہ وہ عظیم عورت ہے جب قیامت کا دن ہو گا دنیا پل صراط سے گزار رہی ہو گی۔ اللہ کی طرف سے آواز آئے گی۔ اپنی نگاہیں پست کر لیں فاطمہ الزہراء کی سواری آنے والی ہے۔

یہ روایت پتہ نہیں دنیا کی کس کتاب میں ہے۔ خود ساختہ حدیث اپنی طرف سے بنا کر

رسول اللہ ﷺ کے ذمہ لگادی ہے خود بنا کر اللہ تعالیٰ کے ذمے لگادی ہے۔

طارق جمیل کی بنائی ہوئی دوسری حدیث

اسی طرح ایک روایت یہ بھی گڑھی ہے کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا جب فوت ہونے لگی۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر نہیں تھے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خود غسل کیا پھر لونڈی کو بلایا۔ اور خود قبلہ رخ ہو کر چارپائی پر لیٹ گئیں۔ اور لونڈی کو کہا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئیں تو انہیں بتا دینا فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں ہیں۔ انہیں غسل دینے کی کوئی ضرورت نہیں خود غسل کر لیا تھا۔

یہ روایت بھی دنیا کی کسی کتاب میں نہیں۔ خود ساختہ روایت خودی بنائی ہوئی روایت منبر پر بیٹھ کر طارق جمیل نے بیان کی ہے۔ اتنا بڑا جھوٹ۔ اور بعض اہلحدیث حضرات بھی اس کی کیسٹیں اسٹال میں لگا کر فروخت کرتے ہیں اور لوگوں کے گھر گھر اس کی کیسٹیں پہنچا رہے ہیں۔ کچھ تو مسلکی حمیت پیدا کرو۔ کچھ تو غیرت پیدا کرو۔ جھوٹ گھر گھر نہ پہنچاؤ۔ خالص کتاب و سنت گھر گھر پہنچاؤ۔

طارق جمیل کا ترجمہ

مولوی شریف کے دربار پر عرس کے موقعہ پر طارق جمیل نے خطاب کیا اور یَاأَیُّهَا النَّبِیُّ کا ترجمہ کیا "اے غیب کی خبر بتانے والے نبی"۔ یہ کس کا ترجمہ ہے کیا یہ اہل حق کا ترجمہ ہے۔

طارق جمیل کی تقریر کے بعد اس دربار کے سجادہ نشین گدی نشین کے چند منٹ گفتگو کی اس میں اس نے کہا ہم لوگوں کو رائے ونڈ جانے سے منع کرتے تھے اب پتہ چلا ہے کہ ہمارا اور ان کا عقیدہ ایک ہے۔ لہٰذا رائے ونڈ جایا کرو۔ طارق جمیل نے ہمارے مغالطے دور کر دیے ہیں۔

ہم بھی کہتے ہیں واقعی تم دونوں ایک ہو۔

آج کے بعد اس مغالطہ میں کوئی نہ آئے۔

آپ کو پتہ ہے پچھلے سال وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی کی والدہ فوت ہوئیں۔ اس کی والدہ کی وفات کے چالیس دن بعد طارق جمیل نے وہاں جا کر خطاب کیا۔ اور خطاب کے بعد دعا کی اس دعا میں کہا اے اللہ! وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی کی والدہ کو معاف کر دے۔ تجھے واسطہ ہے نبی کے خون کا۔

نبی کے خون کا واسطہ دینا یہ کون سی توحید ہے۔

اے اللہ! مجھے واسطہ ہے نبی کے اس خون کے قطرے کا جو احد کے میدان میں گرا تھا۔ پرویز الٰہی کی ماں کو معاف کر دے۔

یہ کیسی توحید ہے۔ کہاں گئی توحید؟

توحید پر قائم رہنا۔ اور خالص توحید کو اپنانا یہ صرف اہل حدیث کو شرف حاصل ہے۔

ہمارے عقیدے میں شرک نہیں ہمارے عقیدے میں بدعت نہیں۔

اسی طرح قرآن مجید کا ترجمہ کیا گیا ہے ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ "اے محبوب کہہ دیجئے میں تمہاری مثل بشر ہوں"۔ آگے بریکٹ میں لکھا ہے (صرف ظاہری صورت پر) (کنز الایمان)

ایک مولوی نے نیا نکتہ بیان کیا ہے اس نے کہا ہے قرآن تو سمجھا ہی میں ہوں آج تک کوئی قرآن کو سمجھ ہی نہیں سکا اس نے کہا کہ ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ میں "انما" میں "ما" نافیہ ہے۔ اس کا معنیٰ اے محبوب کہہ دیجئے میں نہیں ہوں بشر۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

میں نے کہا بتاؤ قرآن میں دوسرے مقامات پر بھی "انّما" بیان ہوا ہے وہاں اس کا

معنی کیا کرو گے

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

(سورۃ البقرہ: آیت نمبر:۱۷۳)

ترجمہ:۔اس نے تو تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز حرام کی ہے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے، پھر جو مجبور کر دیا جائے، اس حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ۔بے شک اللہ بے حد بخشنے والا نہایت رحم والا ہے"۔

کیا اس کا ترجمہ بھی یہ کرو گے کہ:

"بیشک اللہ تعالیٰ نے نہیں حرام کیا خنزیر کا گوشت"۔

پھر اسی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ کیا اس کا ترجمہ بھی یہ کرو گے یقیناً تمہارا اللہ ایک نہیں ہے۔

لوگو! قرآن کا معنی تبدیل نہ کرو تحریف نہ کرو۔مؤمن کا کام مان لینا مؤمن اپنی مرضی کرتا ہی نہیں اپنی طرف سے تاویلیں کرتا ہی نہیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۝

(سورۃ الاحزاب: آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ: کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے سو یقیناً وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

حدیث اور قرآن میں اختلاف نہیں

آج کل لوگوں نے حدیث جھٹلانے کے لئے ایک بہانہ یہ بنایا ہے کہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔

یاد رکھو کوئی صحیح حدیث قرآن کے خلاف نہیں حدیث ہو صحیح تو وہ قرآن کے مخالف نہیں ہو سکتی۔

تیرے دماغ میں خرابی ہو سکتی ہے حدیث میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حدیث بھی اللہ کی وحی ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

(سورۃ النجم: آیت نمبر:۱۔۴)

ترجمہ:۔ "قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے!۔ کہ تمہارا ساتھی (رسول) نہ راہ بھولا ہے اور نہ غلط راستے پر چلا ہے۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے"۔

حدیث کبھی بھی قرآن سے نہیں ٹکراتی۔ کیونکہ حدیث بھی اللہ کی طرف سے ہے قرآن بھی اللہ کی طرف سے ہے۔

قرآن کے احکام سے مستثنٰی

اسی لیے حدیث سے قرآن کے عام کا اختصاص ہو سکتا ہے قرآن کا مطلق حدیث کے ذریعے مقید ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾

(سورۃ البقرۃ: آیت نمبر:۱۷۳)

ترجمہ:۔اس نے تو تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز حرام کی ہے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے، پھر جو مجبور کر دیا جائے، اس حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ۔بے شک اللہ بے حد بخشنے والا نہایت رحم والا ہے"۔

حدیث کہتی ہے کہ تمہارے لیے دو مردار جائز ہیں حدیث نے قرآن کے حکم سے دو چیزوں کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔

میں نے کہا مولوی مچھلی تو کھا لیتا ہے فاتحہ کیوں نہیں پڑھتا مچھلی تو مردار ہے قرآن حرام کہتا ہے مولوی کیوں کھاتا ہے۔ اگر حدیث کی وجہ سے مولوی مچھلی کھاتا ہے تو پھر حدیث کی وجہ سے فاتحہ بھی پڑھ لے۔

میں نے ایک مولوی کو کہا مجھے بتاؤ اگر کوئی آدمی نماز کھڑی ہونے کے بعد آیا ہے امام قراءت کر رہا ہے وہ نماز میں کیسے ملے گا مولوی کہنے لگا اللہ اکبر کہہ کر میں نے کہا اب اذا قُرِءی القرآن فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کدھر گئی۔

مولوی کہنے لگا حدیث میں آتا ہے اللہ اکبر کہہ کر مل جائے تو میں نے کہا حدیث میں یہ بھی آتا ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

ترجمہ:۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

ہمارے محلے میں ایک مولوی آیا اس نے کہا میں آج ایک ایسی دلیل دوں گا جو آپ

نے پہلے کبھی نہیں سنی ہو گی میں نے کہا پتہ نہیں اس نے آج کون سی نئی دلیل پیش کرنی ہے کون سی نئی دلیل مارکیٹ میں آگئی ہے۔

مولوی کہنے لگا۔ نبی پاک ﷺ معراج پہ گئے، آپ نے نبیوں کو نماز پڑھائی اس نماز میں نبیوں نے فاتحہ نہیں پڑھی تھی میں نے کہا مولوی صاحب کیا نبیوں کو فاتحہ کا علم تھا۔ نبیوں کو فاتحہ آتی تھی۔ مولوی کہنے لگا نہیں آتی تھی۔ میں نے کہا کہ تمہیں بھی نہیں آتی ہے؟ مولوی چپ ہو گیا۔

میں نے کہا جسے نہیں آتی وہ نہ پڑھے جسے آتی ہے وہ تو پڑھے میں نے کہا مولوی صاحب تمہارے مقتدی نماز میں کیا پڑھتے ہیں کہنے لگا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ...... میں نے کہا اور کیا پڑھتے ہیں کہنے لگا سبحان ربی الاعظیم میں نے کہا اور کیا پڑھتے ہیں؟ کہنے لگا سبحان ربی الاعلیٰ میں نے کہا اور کیا پڑھتے ہیں کہنے لگا التحیات للہ......

میں نے کہا نبیوں نے نماز میں یہ سب کچھ پڑھا تھا۔ کہنے لگا ہاں پڑھا تھا۔ میں نے کہا دلیل لاؤ کوئی کتاب لاؤ جس میں یہ لکھا ہو کہ نبیوں نے نماز میں یہ پڑھا تھا۔ دنیا جہاں سے کوئی کتاب تلاش کر لاؤ۔

مولوی کہنے لگا جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش ہو جاؤ میں نے کہا مولوی صاحب یہ بات صحیح ہے کہ باقی سب خاموش ہو جائے کہنے لگا بالکل صحیح ہے۔ قرآن کی آیت ہے۔ میں نے کہا پھر تیرا کل گیا وہ کہنے لگا کیسے میں نے کہا کلّ میں ایک اکیلا مولوی نہیں پڑھتا سب پڑھتے ہیں وہاں کیوں نہیں کہتے کہ سب خاموش ہو جائیں جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش ہو جاؤ میں نے کہا اپنے مدارس میں حفظ کے شعبے بھی بند کروا دو کیونکہ وہاں بھی سب بچے پڑھتے ہیں۔ میں نے کہا فجر کے فرض ہو رہے ہوں تو تم سنتیں کیوں پڑھتے ہو۔ اس وقت نماز میں قراءت ہو رہی ہوتی ہے اور تم سنتیں الگ پڑھ رہے ہوتے ہو۔

عورتوں پر جمعہ

قرآن کہتا ہے:۔

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۹﴾

(سورة الجمعة:آیت نمبر:۹)

ترجمہ:۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو"۔

ایمان والوں میں عورتیں بھی آتیں ہیں لیکن حدیث نے عورتوں پر جمعہ واجب نہیں کیا عورتوں کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً عَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَوْ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيضٌ قَالَ أَبُو دَاوُد طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا

(ابو دائود : کتاب الصلاۃ ، باب الجمعة : حدیث نمبر ۱۰٦۷)

ترجمہ:۔طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ حق ہے واجب ہے مگر چار لوگوں پر واجب نہیں، غلام بندہ، عورت، بچہ، مریض۔

ایک وضو سے کئی نمازیں

اسی طرح قرآن کہتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ

(سورۃ المائدہ: آیت نمبر: ٦)

ترجمہ:۔ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک تم دھولو“۔

یعنی نماز کے لئے وضو کرو قرآن کی آیت ہر نماز کے وقت نئے وضو کا حکم دیتی ہے۔ جب کہ حدیث میں ہے جب پہلا وضو برقرار ہو تو پھر نئے وضو کی ضرورت نہیں ویسے کر لو تو الگ بات ہے فرض کوئی نہیں۔

عَنْ بریدہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ

(صحیح مسلم: کتاب الطہارۃ، حدیث ٢٧٧)

ترجمہ:۔ بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ سے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور موزوں پر مسح کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو کہا آج آپ ﷺ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے اے عمر۔

لوگو! جب تک قرآن کے ساتھ حدیث نہیں ملاؤ گے بات صحیح سمجھ نہیں آسکتی۔ قرآن ایک تھیوری ہے حدیث اس کی پریکٹیکل ہے۔

حدیث کا مقام صحابہ رضی اللہ عنہم کی نگاہ میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث کو قرآن کے برابر اہمیت دیتے تھے۔ کیونکہ قرآن میں ہے:

مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

ترجمہ:۔ جو تمہیں رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے منع ہو جاؤ۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِي أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتِ وَمَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ قَالَ فَاذْهَبِي فَانْظُرِي فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جَامَعْتُهَا

(صحیح بخاری: کتاب تفسیر القرآن، باب وما اتاکم الرسول، حدیث ٤٨٨٦)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گودوانے والیوں اور گودنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کے لئے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کلام قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا جو ام یعقوب کے نام سے معروف تھی وہ آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے؟ عبداللہ بن مسعود نے کہا آخر کیوں نہ میں انہیں لعنت کروں

جنہیں رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ کے حکم کے مطابق ملعون ہے۔ اس عورت نے کہا کہ قرآن مجید تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن آپ جو کچھ کہتے ہیں میں نے تو اس میں کہیں یہ بات نہیں دیکھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم نے بغور پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ "رسول ﷺ تمہیں جو کچھ دیں لے لیا کرو اور جس سے تمہیں روک دیں، رک جایا کرو۔" اس نے کہا کہ پڑھی ہے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ان چیزوں سے روکا ہے۔ اس پر عورت نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا جاؤ اور دیکھ لو۔ وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا لیکن اس طرح کی ان کے یہاں کوئی معیوب چیز اسے نہیں ملی۔ پھر عبداللہ بن مسعود ﷺ نے کہا کہ اگر میری بیوی اسی طرح کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟ ہرگز نہیں۔

اس عورت نے عبداللہ بن مسعود سے دلیل پوچھی کہ بتاؤ اس کی کیا دلیل ہے کہ قرآن میں اللہ نے لعنت کی ہے۔

جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دلیل کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے تو امام ابو حنیفہ سے دلیل کیوں نہیں پوچھی جا سکتی۔

دلیل پوچھنا ایمان ہے۔ دلیل پوچھنا توہین نہیں۔ دلیل پوچھو گے تو حق بات واضح ہو گی۔ اپنے مولویوں سے دلیل پوچھا کرو۔ یہی امتیاز اہلحدیث اور غیر اہلحدیث کا۔ اہلحدیث دلیل پوچھتا ہے مقلد بغیر دلیل کے چلتا ہے۔



اہمیت حدیث

حدیث مومن کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ حدیث اللہ کی رحمت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر: ۳۶)

ترجمہ:۔ اور کبھی بھی نہ کسی مؤمن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مؤمن عورت کا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) کسی کام کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے سو یقیناً وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا"۔

ذی وقار علماء کرام، عزیز دوستو!

حدیث مومن کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ حدیث اللہ کی رحمت ہے، حدیث کو ماننا اسی طرح ضروری ہے جس طرح اللہ کے قرآن کو ماننا ضروری ہے۔ اگر حدیث مصطفیٰ کو تسلیم نہ کیا جائے تو قرآن پاک کو بھی کوئی شخص تسلیم نہیں کر سکتا۔

آج قرآن جس طرح ہمارے پاس موجود ہے اس طرح آسمان سے نازل نہیں ہوا بلکہ قرآن رسول کے دل پر نازل ہوا۔ " نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ "۔

حدیث بھی اللہ کی طرف سے اسی طرح نازل ہوئی جس طرح قرآن نازل ہوا،

قرآن بھی وحی ہے، حدیث بھی وحی ہے۔ قرآن بھی شریعت ہے حدیث بھی شریعت ہے۔ دونوں چیزوں لازم وملزوم ہیں۔ جس طرح قیامت تک قرآن رہے گا اسی طرح قیامت تک حدیث بھی رہے گی۔

نماز میں حدیث

ایک شخص کہنے لگا قرآن کی تلاوت نماز میں ہوتی ہے لیکن حدیث کی نہیں۔

میں نے کہا نماز میں قرآن کی تلاوت ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن جتنی تلاوت نماز میں حدیث کی ہے اتنی قرآن کی بھی نہیں۔

جو شخص نماز شروع کرے گا وہ زبان سے سب سے پہلا لفظ اَللّٰهُ اَكْبَر کہے گا، یہ حدیث ہے قرآن نہیں۔

پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ پڑھے گا یہ حدیث ہے قرآن نہیں۔

پھر اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ پڑھے گا یہ حدیث ہے قرآن نہیں۔

ہاتھ سینے پر باندھے گا یہ حدیث ہے قرآن نہیں۔

رفع الیدین کرنا یہ حدیث ہے قرآن نہیں۔

آمین کہنا حدیث ہے قرآن نہیں۔

رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيم پڑھنا حدیث ہے قرآن نہیں۔

رکوع سے اٹھ کر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھنا حدیث ہے قرآن نہیں۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰت یہ حدیث ہے قرآن نہیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه حدیث ہے قرآن نہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّد حدیث ہے قرآن نہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي حدیث ہے قرآن نہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، حدیث ہے قرآن نہیں۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حدیث ہے قرآن نہیں۔
تیری نماز کا اول بھی حدیث ہے آخر بھی حدیث ہے۔
اگر حدیث نہیں، تو کچھ بھی نہیں۔

نکاح کا طریقہ، روپڑی صاحب کا مناظرہ

مناظر اسلام مولانا عبدالقادر روپڑی کا ایک منکرین حدیث سے مناظرہ ہوا۔

مولانا نے مناظرہ کے آغاز میں ہی کھڑے ہو کر اپنا تعارف کروایا میرا نام عبدالقادر ہے میرے باپ کا نام رحیم بخش ہے لہٰذا فریق مخالف سے میری گذارش ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنا تعارف پیش کرے پھر مناظرہ شروع ہوگا فریق مخالف نے کھڑے ہو کر اپنا تعارف پیش کیا میرا نام یہ ہے اور میرے باپ کا نام یہ ہے۔ روپڑی صاحب نے کہا یہ نسب تیرا درست نہیں۔ اپنا صحیح نسب پیش کر یا کوئی گواہ پیش کر جو اس بات کی گواہی دے کہ فلاں اس کا باپ ہے۔ مجلس میں سے دو آدمیوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں اس کا باپ ہے۔ ہم اس کے باپ کے نکاح میں موجود تھے۔ روپڑی صاحب نے کہا تم اس کے باپ کے نکاح میں موجود تھے تو بتاؤ اس کے باپ کا نکاح کیسے ہوا تھا۔ انہوں نے کہا جیسے عام نکاح ہوتے ہیں ویسے نکاح ہوا تھا۔

روپڑی صاحب کہنے لگے تم نکاح کا یہ طریقہ قرآن سے ثابت کردو میں اس کے باپ کا نکاح تسلیم کرلوں گا اگر نکاح کا طریقہ قرآن سے ثابت نہ کرو تو پھر یا تو اس کا نسب درست نہیں یا پھر حدیث حجت تسلیم کرو۔

اگر حدیث کو حجت تسلیم نہیں کرو گے تو تمہارا نکاح درست نہیں ہوگا۔ اگر نکاح درست نہ رہے تو پھر نہ تمہارا کوئی باپ ہے نہ تمہاری کوئی ماں ہے۔

اگر حدیث مصطفیٰ ہے تو تمام مقدس رشتے قائم ہیں ورنہ کوئی مقدس رشتہ قائم نہیں رہتا۔

حدیث ماننے میں فرق

لوگو! حدیث سے پیار کرو حدیث سے محبت کرو میں نے یقین کے ساتھ اخلاص کے ساتھ اس بات پر غور کیا ہے کہ کائنات میں کوئی گروہ کوئی فرقہ ایسا نہیں جو مصطفیٰ کی تمام احادیث سے پیار کرتا ہو سوائے اہل حدیث کے۔

ہر مسلک اپنے اپنے رنگ سے حدیث سے محبت کرتا ہے حنفی اس حدیث کو قبول کرتا ہے جس پر امام ابو حنیفہ مہر لگا ئیں۔ شافعی اس حدیث کو قبول کرتا ہے جس پر امام شافعی مہر لگا ئیں۔ حنبلی اس حدیث کو قبول کرتا ہے جس پر امام احمد بن حنبل مہر لگا ئیں۔ مالکی اس حدیث کو قبول کرتا ہے جس پر امام مالک مہر لگا ئیں۔ جعفری اس حدیث کو قبول کرتا ہے جس پر امام جعفر مہر لگا ئیں، لیکن میں نبی کی حدیث پر کسی کی مہر لگانے کو حدیث کی گستاخی سمجھتا ہوں۔

پیغمبر کی حدیث پہلے کسی امتی کے دروازے پر جائے وہاں سے پاس ہو پھر قبول ہو گی۔ یہ حدیث مصطفیٰ کی گستاخی ہے حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح سند کے ساتھ ہم تک پہنچ جائے اس پر عمل کرنا فرض ہے۔ خواہ اسے بیان کرنا والا حنبلی ہو، اسے بیان کرنے والا شافعی ہو، اسے بیان کرنے والا مالکی ہو، کوئی بھی ہو حدیث مصطفیٰ کو قبول کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حدیث زندگی بخشتی ہے

حدیث نے ہمیں زندگی بخشی ہے۔ رسول اللہ کی حدیث ہے:۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْقَاتِلُ لَا يَرِثُ.

(جامع ترمذی: کتاب الفرائض: حدیث نمبر: ۲۱۰۹)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ قاتل وارث نہیں ہو سکتا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پابندی لگا کر بیٹے کو روک دیا کہ باپ کی وراثت لینے کے لالچ میں قتل نہ کرنا ورنہ تجھے باپ کی وراثت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

بھتیجے کو روک دیا کہ چچا کو وراثت کے لالچ میں قتل نہ کرنا ورنہ تجھے چچا کی وراثت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ حدیث نے پابندی لگا دی ہے کہ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا۔ حدیث نے ہمیں زندگی بخشی ہے۔

اہل تشیع کا فیصلہ حدیث سے

اہل حدیث اور اہل تشیع کے درمیان آج تک ایک مسئلہ اختلافی چلا آرہا ہے۔ اہل تشیع رافضی حضرات کہتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے باپ کی وراثت میں سے کچھ نہیں دیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مال غصب کر لیا تھا۔ نعوذ باللہ۔

ایک رافضی مجھے کہنے لگا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو باغ فدک کیوں نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا مطالبہ کرتیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ دے دیتے۔ وہ کہنے لگا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مطالبہ کیا تھا۔ میں نے کہا کہاں لکھا ہے کہنے لگا صحیح بخاری میں لکھا ہے میں نے کہا پھر یہ مسئلہ تو حل ہو گیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل تسلیم کر لیا۔ ورنہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کرتیں۔

میں نے کہا صحیح بخاری میں یہ بھی لکھا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو باپ کی حدیث یاد کروائی کہ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا تیرے باپ نے کہا ہے:۔

ہم جو مال چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے، وراثت میں تقسیم نہیں ہو سکتا اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ ویسے ہی حرام ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ يَعْنِي مَالَ اللَّهِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَأْكَلِ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ثُمَّ قَالَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ، حدیث ۳۷۱۲)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے یہاں اپنا آدمی بھیج کر نبی کریم ﷺ سے ملنے والی میراث کا مطالبہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فیٔ کی صورت میں دی تھی۔ یعنی آپ کا مطالبہ مدینہ کی اس جائداد کے بارے میں تھا جس کی آمدنی سے آنحضرت ﷺ مصارف خیر میں خرچ کرتے تھے اور اسی طرح فدک کی جائداد اور خیبر کے خمس کا بھی مطالبہ کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ خود فرما گئے ہیں کہ ہماری میراث نہیں ہوتی۔ لانورث ماترکنا

فَهُو صدقة ہم(انبیاء)جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ کہ آل محمد ﷺ کے اخراجات اسی مال میں سے پورے کئے جائیں مگر انہیں یہ حق نہیں ہوگا کہ کھانے کے علاوہ اور کچھ تصرف کریں اور میں، خدا کی قسم حضور کے صدقے جو آپ کے زمانے میں ہوا کرتے تھے ان میں کوئی ردو بدل نہیں کروں گا بلکہ وہی نظام جاری رکھوں گا جسے حضور ﷺ نے قائم فرمایا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، اے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کا اقرار کرتے ہیں ۔ اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی قرابت کا اور اپنے حق کا ذکر کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آنحضرت ﷺ کی قرابت والوں سے سلوک کرنا مجھ کو اپنی قرابت والوں کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

رافضیت کو چپ کروانے کے لئے۔ رافضیت کو جھوٹا قرار دینے کیلئے اہل حق کے پاس حدیث مصطفیٰ ہے اگر حدیث مصطفیٰ نہ ہوتی تو آج رافضیت کو کوئی خاموش نہ کرواتا انہیں کوئی جھوٹا نہ کہتا۔

کیونکہ رافضی قرآن سے ثابت کرتا ہے کہ باپ کی وراثت بیٹی کو ملتی ہے۔

﴿يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾

جب تک اس کے ساتھ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملاؤ گے رافضیت کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

اگر ہم نے اپنی مرضیاں شروع کر دیں گے تو دین کا حلیہ ہی بگڑ جائے گا۔

من مرضی کی تفسیر

اس دفعہ مینار پاکستان میں ایک عالمی میلاد کانفرنس منعقد ہوئی ہے۔ وہاں ایک مفکر اسلام نے کہا میں آج میلاد مصطفیٰ قرآن سے ثابت کروں گا۔

دنیا حیران ہو گی کہ آج قرآن سے کیسے ثابت ہو گی کوئی نئی آیت نازل ہو گی ہے۔

اس مفکر اسلام نے آیت پڑھی ﴿وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ﴾ پھر اس کا ترجمہ کیا اے محبوب مجھے تیری میلاد والی رات کی قسم ہے۔ یہ ہے قرآن کو اپنی مرضی سے بیان کرنا اللہ پر بہتان لگانا۔ جب ہم قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کریں گے تو پھر دین میں مسائل پیدا ہوں گے۔ بدعات کا چرچا ہو گا۔ ان کو روکنے کیلئے ضروری ہے کہ احادیث مصطفیٰ کو عام کیا جائے۔ قرآن کی تفسیر حدیث سے کی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنَّهُ سَيَأْتِي نَاسٌ يُجَادِلُونَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ فَخُذُوهُمْ بِالسُّنَنِ فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللَّهِ

(دارمی، المقدمہ: حدیث ۱۱۹)

ترجمہ:۔ "عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن سے مشابہات تلاش کر کے تم سے لڑیں گے تم قرآن کے ان مقامات کو مضبوط سنت سے پکڑنا۔ اصحاب سنن اللہ کی کتاب کو ان سے زیادہ جانتے ہیں"۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ"

ترجمہ:۔ "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں تم ہر گز گمراہ نہیں ہو سکتے

جب تک انہیں مضبوطی سے تھام رکھو گے: کتاب اللہ اور اس کے نبی (ﷺ) کی سنت"۔

احادیث رسول کو رد کرنے کے اصول

اسلام میں سب سے پہلی سازش یہودیت کی طرف اٹھائی گئی، عبداللہ بن سبا یہودی نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں انتشار اور افتراق پیدا کیا۔ اس نے رسول اللہ کی حیثیت کو گرانے کے لئے حدیث میں مختلف قسم کے شکوک وشبہات پیدا کئے۔ اس نے حدیث کو قبول کرنے کے لئے یہ شرط لگائی کہ حدیث وہ قبول کی جائے گی جو اہل بیت بیان کریں۔ جس کو جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کریں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کریں، حسین رضی اللہ عنہ بیان کریں، فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بیان کریں۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بیان کریں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کریں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کریں۔

اس حدیث کو قبول نہیں کیا جائے گا جسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کریں، جسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کریں، جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کریں، جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کریں۔

یہ اصول رسول ﷺ کی حیثیت کو گرانے کیلئے یہودیت نے بیان کیا ہے۔

جبکہ اہل حق اہل حدیث نے کہا نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ اہل حدیث میدان میں اترے انہوں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا۔ سارے صحابہ عدالت والے ہیں، سارے صحابہ سچے ہیں، کسی صحابی کی روایت میں کوئی شک نہیں۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت میں، عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت میں، نبی کی بیویوں رضی اللہ عنہن کی روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں، زینب رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں کوئی شک نہیں۔

پھر ہم نے ڈنکے کی چوٹ کہا جس طرح صدیق کی روایت سچی ہے اسی طرح علی کی روایت بھی سچی ہے۔

لوگو! اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی سچی ہے دراصل ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات کو جھٹلانے کے لئے یہ اصول وضع نہیں کیا گیا بلکہ رسول اللہ کی حیثیت کو گرانے کے لئے یہ اصول وضع کیے گئے ہیں۔

دوسرا سازشی گروہ خارجیوں کا اٹھا۔ انہوں نے کہا روایت کو قبول کرنے کے لئے ابو بکر رضی اللہ عنہ شرط ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ شرط ہیں۔

یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث قبول کی جائے گی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت قبول کی جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ یہ خارجیوں کا عقیدہ تھا۔

لیکن اہل حق اہل حدیث نے کہا تیری بات بھی درست نہیں۔ جس طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت حق ہے اسی طرح علی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی حق۔ نبی کے گھرانے کی روایت بھی حق ہے۔

تیسرا سازشی گروہ معتزلہ کا اٹھا۔ انہوں نے ابو بکر عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی روایت بھی قبول کریں گے۔ اور علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی روایت بھی قبول کریں گے۔ نبی کے گھرانے والوں کی روایت بھی قبول کریں گے۔

لیکن شرط یہ ہے کہ حدیث متواتر ہو۔ خبر واحد حجت نہیں۔ عزیز غریب مشہور روایت حجت نہیں ہوگی، یہ فرقہ بھی یہودیت کی پیداوار تھی۔

تجھے اگر کوئی ایک آدمی آکر کہے کہ تیرے گھر کو آگ لگ گئی تو دوڑ کر چلا جائے گا۔ تحقیق بھی نہیں کرے گا۔ یہ بھی نہیں کہہ گا کہ پہلے دس پندرہ افراد اکٹھے کر کے لاؤ کہیں گے تیرے گھر کو آگ لگی ہے پھر میں تسلیم کروں گا۔ کیونکہ خبر واحد میرے نزدیک حجت

نہیں۔ بلکہ اس اکیلے کی بات سن کر دوڑ پڑے گا۔ میرے گھر کو آگ لگی میں یہاں کیسے بیٹھوں۔ تو پھر میں کہتا ہوں کیا تیرے نزدیک رسول اللہ کی حیثیت ایک عام آدمی والی بھی نہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حیثیت کچھ بھی نہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حیثیت کچھ بھی نہیں۔ صحابی رسول کی حقیقت کچھ بھی۔

صحابی بیان کرے تو نہ مانے یہ کہہ کر جھٹلادے کہ اکیلے کی بات حجت نہیں، تو پھر اس سے بڑی بددیانتی اور کیا ہو سکتی ہے۔

معتزلہ، قدریہ، جبریہ، جہمیہ، متکلمین، یہ سب فرقے اسلام کے خلاف سازشی گروہ ہے۔ رسول اللہ کی حیثیت کو گرانے کے لئے یہودیت کے سہارے قائم ہوئے اور اسلام کے اندر انہوں نے رخنہ ڈالنے کی کوشش کی۔

لوگو! اسلام کو سمجھنا ہے تو قرآن کو سمجھو اور قرآن کو سمجھنے کے لئے زبان رسول اللہ کی استعمال کرو آپ کے سامنے قرآن کی کسی آیت کی کوئی تفسیر بیان کرتا ہے تو اسے کہو اس کا حوالہ حدیث سے دو، رسول اللہ کی زبان سے اس کا حوالہ پیش کرو، اپنی طرف سے اس کا مطلب بیان نہ کرو، کیونکہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول تسلیم کیا ہے۔ لہذا بات آپ کی چلے گی کسی اور کی کوئی بات نہیں چل سکتی۔

احمد سعید ملتانی سے ملاقات

کچھ عرصہ قبل دیوبندیوں کے عالم علامہ احمد سعید ملتانی صاحب سے ایک ڈیرہ پر گفتگو ہو گی۔ موضوع فاتحہ خلف الامام کا چھڑ گیا۔

علامہ احمد سعید ملتانی کہنے لگے میں امام کے پیچھے مقتدی کیلئے فاتحہ پڑھنا سری نمازوں میں تو جائز سمجھتا ہوں لیکن جہری نماز میں جائز نہیں سمجھتا۔

میں نے کہا وہ کیوں کہنے لگے جب امام قراءت کر رہا ہو پھر قراءت کرنا جائز نہیں۔

میں نے کہا نبی ﷺ کی حدیث ہے:۔

عَنْ عبادَةَ بنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا خَلْفَ النَّبِيِ ﷺ فِي صَلوٰةِ الْفَجْرِ فَقَرَآ فَثقُلَتْ عَلَيهِ الْقِرَآةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تقرؤُنَ خلْفَ امامكُمْ قُلْنَا نَعَمْ يَارَسُولَ اللّٰه ﷺ قَالَ لَا تَفْعَلُوا اِلاَّ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَاِنَّه لَا صَلوٰةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَاْ بِهَا۔

(مصنف ابن ابی شیبه ، جزء القرأت ، ابو داؤد ، ترمذی،صحیح ابن خزیمه، صحیح ابن حبان ، موار دالظمان ، دارقطنی ، صحیح حاکم ، سنن الکبریٰ ، محلیٰ ابن حزم)

ترجمہ:۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم فجر کی نماز میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے قرآن پڑھا۔ تو آپ ﷺ پر قرآن بھاری ہوا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا شاید تم امام کے پیچھے قرآن پڑھتے ہو، صحابہ نے عرض کیا ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ، سرور کائنات ﷺ نے فرمایا تم فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو۔ کیونکہ جو شخص نماز میں فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

وَفِيْ رَوَايَةٍ لِاَبِي دَاوٗدَ قَالَ وَاَنَا اَقُولُ مَالِي يُنَازِعُنِي الْقرآنَ فَلَا تَقْرؤُا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ اِذَا جَهرتُ اِلاَّ بِاُمِّ الْقُرآنِ ۔

ترجمہ:۔ اور ابو داؤد کی ایک روایت میں (یہ بھی ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کہتا تھا یعنی جب مجھ پر قرأت بھاری ہوئی تو میرے دل میں خیال آیا تھا کہ مجھ سے قرآن نزاع کر رہا ہے (یعنی اس کا پڑھنا دشوار ہوا ہے) پس جب میں قرأت اونچی آواز میں پڑھوں تو تم فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھا کرو۔

یہ حدیث دار قطنی، سنن الکبریٰ، بیہقی میں طریق نافع بن محمود بن ربیع عن عبادہ بن صامت موجود ہے۔ امام دار قطنی فرماتے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں۔

اس حدیث میں واضح الفاظ موجود ہیں جب امام قراءت جہری کرے تب بھی فاتحہ پڑھنی ہے۔

یہ حدیث سن کر علامہ صاحب فرمانے لگے اس حدیث کا راوی کون ہے میں نے کہا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ علامہ صاحب کہنے لگے اس حدیث کا راوی ابو بکر رضی اللہ عنہ کیوں نہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیوں نہیں جب نبی ﷺ نے یہ حدیث بیان کی تھی وہ بھی تو وہاں موجود تھے آج بھی اس گفتگو کی کیسٹ ہمارے پاس موجود ہے آپ سن سکتے ہیں۔

میں نے کہا اس طرح تو آپ رسول اللہ ﷺ کسی بھی حدیث کو آسانی سے جھٹلا سکتے ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کی حدیث:۔

"مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"۔

(صحیح مسلم : کتاب الأقضیه باب نقض الاحکام الباطلة ، حدیث ۱۷۱۸)

ترجمہ :۔ "جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں موجود نہیں وہ مردود ہے"۔

یہ حدیث سن کر بدعتی یہ کہے کہ اس کا راوی ابو بکر رضی اللہ عنہ کیوں نہیں۔ لہٰذا میں اسے نہیں مانتا۔

آپ کے پاس اس کا جواب کیا ہے؟

علامہ صاحب کہنے لگے اسے جواب بعد میں دے لیں گے۔ آپ اس وقت میری بات کا جواب دیں۔ میں نے کہا یہ آپ ہی کی بات کا جواب ہے۔

اس سے آگے بڑھیے میں نے کہا آپ کسی مرزائی کے سامنے یہ حدیث بیان کریں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

"اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ"

(جامع ترمذی : کتاب الفتن ، حدیث نمبر ۲۲۱۹)

ترجمہ:۔ ”میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا“۔

تو مرزائی یہ حدیث سن کر کہے کہ اس کا راوی ابو بکر رضی اللہ عنہ نہیں عمر رضی اللہ عنہ نہیں لہٰذا میں اسے نہیں مانتا تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔

میں نے کہا علامہ صاحب آپ نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں ان ساری چیزوں کے راوی ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہنے لگے نہیں تو میں نے کہا اگر نہیں تو پھر فاتحہ کے راوی ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نہیں تو آپ اسے بھی اس طرح قبول فرمائیں جس طرح نماز کے دوسرے ارکان کے مسائل آپ قبول فرماتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح فاتحہ کو بھی قبول فرماؤ اور امام کے پیچھے پڑھنی شروع کردو۔

اہلحدیثو! خوش ہو جاؤ اس بات سے کہ آج ذخیرہ حدیث میں جتنی بھی احادیث ہیں اور ان کی سند رسول اللہ تک صحیح پہنچتی ہے اہلحدیث ان تمام احادیث کو قبول کرتا ہے مانتا ہے۔ اس کے برعکس جتنے بھی گمراہ فرقے ہیں کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث کو قبول نہیں کرتا۔ نہ ان کے امام قبول کرتے ہیں۔

رفع الیدین کی حدیثیں خود پڑھیں تو اہلحدیث ہو گیا

ایک آدمی کو میں نے مسلک اہلحدیث قبول کرنے کی دعوت دی وہ کہنے لگا مجھے دعوت سوچ سمجھ کر دینا میرا بیٹا پڑھا لکھا ہے۔ عربیت سے واقف ہے گرائمر بھی جانتا ہے۔ میں نے اسے پڑھایا ہے میں ہر بات اس سے پوچھ لیتا ہوں۔ لہٰذا مجھے دعوت سوچ کر دینا۔ میں نے اسے کہا آپ مسلک اہلحدیث قبول کرلیں وہ کہنے لگا آپ مجھے کوئی ایک مسئلہ بتائیں جس پر میں تحقیق کروں اور پھر اس پر عمل کروں۔

میں نے کہا رفع الیدین پر آپ غور کریں۔

آپ رفع الیدین کریں وہ کہنے لگا کیوں میں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر رفع الیدین

کی ہے۔ کہنے لگا اس کی کوئی حدیث بھی ہے میں نے کہا صرف بخاری میں رفع الیدین کرنے کی پانچ احادیث ہیں اس پر عمل کرو کہنے لگا کیا واقعتاً بخاری میں پانچ احادیث ہیں، میں نے کہا تم خود بخاری کھول کر پڑھ لو۔ وہ گھر گیا۔ بیٹے کو بلایا اور کہا بیٹا میں نے تجھے پڑھایا ہے تیرہ (۱۳) سال تم نے تعلیم حاصل کی ہے۔ مجھے بتاؤ کیا گھر میں صحیح بخاری موجود ہے وہ کہنے جی اباجی صحیح بخاری موجود ہے۔ باپ نے کہا کیا اس میں رفع الیدین کی احادیث موجود ہیں۔ بیٹا کہنے لگا دیکھ لیتا ہوں اس نے صحیح بخاری نکالی اس سے رفع الیدین کی پانچ احادیث موجود تھیں۔ باپ کہنے لگا بیٹا تم نے مجھے آج تک یہ احادیث کیوں نہیں بتائیں۔ بیٹا کہنے لگے اس لیے نہیں بتائیں ان احادیث پر ہمارے امام کا عمل نہیں۔ باپ نے کہا امام کا عمل چھوڑو یہ بتاؤ ان احادیث پر رسول اللہ ﷺ کا عمل تھا کہ نہیں۔ بیٹا کہنے لگا رسول اللہ ﷺ کا عمل تو تھا۔ باپ نے کہا بیٹا پھر اٹھو وضو کرو اور دو رکعت نماز رفع الیدین کر کے پڑھو۔ جب رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا ہے پھر کسی امام نے کیا ہے یا نہیں کیا ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔

حدیث قبول کرنے میں اہلحدیث اور غیر اہلحدیث کا فرق

اہلحدیث اور غیر اہلحدیث کا یہی فرق ہے اہلحدیث وہ عمل کرتا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ کسی امام نے اس پر عمل کیا ہے یا نہیں کیا اہلحدیث کو کوئی غرض نہیں۔

اہلحدیث بھی رفع الیدین کرتے ہیں مالکی بھی رفع الیدین کرتے ہیں۔ شافعی بھی رفع الیدین کرتے ہیں۔ حنبلی بھی رفع الیدین کرتے ہیں۔ فرق یہ ہے شافعی اس لیے رفع الیدین کرتے ہیں ان کے امام نے رفع الیدین کیا ہے۔ حنبلی اس لیے رفع الیدین کرتا ہے کہ اس کے امام نے رفع الیدین کیا ہے۔ مالکی اس لیے رفع الیدین کرتا ہے کہ اس کے امام نے رفع الیدین کیا ہے۔ لیکن اہلحدیث اس لیے رفع الیدین کرتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ

نے رفع الیدین کیا ہے۔

مسلک اہلحدیث کی یہی خصوصیت ہے کہ وہ کسی شخصیت کی وجہ سے کسی حدیث کو نہ جھٹلاتا ہے اور نہ کسی شخصیت کی وجہ سے کسی حدیث پر عمل کرتا ہے، وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے حدیث پر عمل کرتا ہے۔

کوئی ایک بھی ایسی حدیث نہیں جسے اہلحدیث کسی شخصیت کی وجہ سے جھٹلاتا ہو۔

جبکہ باقی جتنے بھی گمراہ فرقے ہیں۔ وہ کسی شخصیت کی وجہ سے کسی حدیث کو جھٹلاتا ہے اور شخصیت کی ہی وجہ سے کسی حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

حدیث قرآن کی تشریح ہے

سارا قرآن محمد ﷺ کی زبان کا محتاج ہے کیونکہ صحابہ کو کیسے پتہ چلتا کہ یہ قرآن ہے۔ آپ ﷺ بتاتے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ قرآن ہے۔

قرآن اور اس کے مثل آپ پر نازل ہوا ہے۔ " انی اُوتیتُ القُرآنَ و مثله معه " "مجھے قرآن اور اس کے مثل عطا ہوا ہے"۔

اب قرآن مجید کا مقام سنو۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

(سورۃ النساء، آیت نمبر ۱۱۳)

ترجمہ:۔ "اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان کے ایک گروہ نے ارادہ کر لیا تھا کہ تجھے گمراہ کر دیں، حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو گمراہ نہیں کر رہے اور تجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا رہے، اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت

نازل فرمائی، اور تجھے وہ کچھ سکھایا جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر ہمیشہ سے بہت بڑا ہے"۔

جس طرح قرآن پاک اللہ کا دین ہے اسی طرح حدیث رسول بھی اللہ کا دین ہے جس طرح قرآن مجید شک سے پاک ہے اسی طرح آپ ﷺ کی زبان بھی شک سے پاک ہے جس طرح قرآن اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے اسی طرح حدیث بھی اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

جس طرح قرآن غلطی سے پاک ہے اسی طرح آپ کی زبان غلطی سے پاک ہے۔

ابوالکلام آزاد نے بھی کیا خوب فرمایا ہے۔

میں نے قرآن پاک پر غور کیا ہے اور بس اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اللہ نے ایک قرآن نہیں اتارا بلکہ دو قرآن نازل کیے ہیں۔ ایک سورتوں کی شکل میں اور ایک محمد ﷺ کی صورت کی شکل میں۔

جس طرح قرن کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود ہے۔ اسی طرح آپ کی زبان کا ذکر بھی پہلی کتابوں میں موجود ہے۔

جس طرح قرآن کا ذکر پہلی شریعتوں میں موجود ہے اسی طرح حدیث کا ذکر بھی پہلی شریعتوں میں موجود ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے تو دعا ہی یہ کی تھی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۲۹﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۱۲۹)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! اور ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر

تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے، بے شک تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے"۔

عیسیٰ علیہ السلام کے علم کے چار ماخذ

اللہ تعالیٰ نے چار علم عیسیٰ کے دل میں جمع کر دیے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝

(سورۃ آل عمران : آیت نمبر ٤٨)

ترجمہ :۔اور وہ اسے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائے گا"۔

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو کتاب و حکمت تورات، انجیل کا علم سکھایا، توراۃ اور انجیل کی تبلیغ آپ کر گئے ہیں آپ دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور کتاب و حکمت کی تبلیغ کریں گے۔ آپ زندہ آسمان کی طرف آٹھائے گئے، اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور اس امت کی اصلاح فرمائیں گے، اس امت کی اصلاح آپ قرآن کے ذریعے اور محمد ﷺ کی زبان کے ذریعے فرمائیں گے۔

اللہ پر بہتان

قرآن کی تفسیر اپنی مرضی سے کرنا کبیرہ گناہ ہے۔اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(سورۃ آل عمران ، آیت نمبر ٣٣)

ترجمہ :۔"کہہ دے میرے رب نے تو صرف بے حیائیوں کو حرام کیا ہے، جو

ان میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کو اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ اسے شریک ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ پر وہ کہو جو تم نہیں جانتے"۔

اس آیت میں چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں۔

۱۔ فواحش، بے حیائی، ظاہری اور باطنی۔

۲۔ گناہ اور ظلم کرنا۔

۳ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔

٤۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ باندھنا۔

امام ابن قیم نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے: بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کے ذمے بات لگانا سب سے بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں سب سے پہلے فواحش کا ذکر کیا ہے پھر اس کے بعد بڑا گناہ ظلم اور بغاوت کا ذکر کیا ہے پھر اس کے بعد بڑا گناہ شرک کو بیان کیا اور چوتھے نمبر پر اللہ کے ذمے بغیر علم کے بات لگانا بیان کیا ہے۔

نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے:

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ

(جامع ترمذی: کتاب التفسیر، حدیث نمبر: ۲۹۵۲)

ترجمہ:۔ جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کتاب اللہ میں اپنی رائے سے کوئی بات کہے وہ درست بھی ہو تب بھی غلط ہے۔

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے کبیرہ گناہ ہے سورۃ حاقہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝

(سورۃ الحاقہ : آیت نمبر ٤٤۔ ٤٧)

ترجمہ:۔ اور اگر (وہ) ہم پر کوئی بات بنا کر لگا دیتا۔ تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے۔ پھر اس کی جان کی رگ کاٹ دیتے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔

گھر جا کر قرآن کھول کر اس آیت پر توجہ فرمائیں غور فرمائیں۔

قرآن کو امت تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ اس لیے ہم یہ آیت آپ کو سنا رہے ہیں اس آیت کا ترجمہ دل پر ہاتھ رکھ کر کرنا پڑتا ہے۔

افسوس ہے ان مولویوں پر جو قرآن کو بدلتے ہیں، ترجمے بدلتے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنی طرف سے بات بنا کر اللہ تعالیٰ کے ذمے نہ لگائے۔

نبی ﷺ بشر کیوں؟

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ساری کائنات کے لئے اسوہ حسنہ بنا کر بھیجا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اگر نبی ﷺ انسانوں کی جنس سے نہ ہوتے تو پھر انسانوں کے لئے نمونہ نہیں بن سکتے تھے اگر آپ ﷺ انسان نہ ہوتے تو آپ ﷺ کیا پتہ ہوتا تھا روزہ رکھنے سے کیا تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے اس کا اجر اور ثواب کیا ہونا چاہیے رات کو تہجد میں پاؤں میں ورم آتے ہیں یا نہیں آتے۔ جہاد کرنے کیلئے کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ان ساری باتوں کا صحیح اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو ان کی تکالیف اور مصائب کو برداشت کرتا ہو اور اسے انسانوں کے مزاج اور کیفیت بھی پتہ ہو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن

مجید میں یہ کہا ہے میرے پیغمبر (ﷺ) کی اتباع کرو اسے دیکھ کر عمل کرو۔ جیساوہ کرتا ہے ویسا تم کرو۔

سارا قرآن پڑھو اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں بھی نہیں کہا کہ میری اتباع کرو بلکہ یہ کہا ہے کہ میری اطاعت کرو اتباع مصطفیٰ کی کرو۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(سورۃ آل عمران: آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: "کہہ دے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہیں تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے"۔

نبی انسان ہوتا ہے۔ پہلے خود وہ کام نبی کرتا ہے پھر لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ تم نبی ﷺ کی اتباع کرو۔

نبی اگر انسان نہ ہوتا تو پھر شادی خوشی، غمی کے موقع پر ہماری کوئی راہنمائی نہ ہوتی۔ آپ نے قضائے حاجت کے طریقے بتائے۔ آپ نے شادیاں کیں، آپ کو غم بھی آئے۔ آپ نے روزہ رکھے آپ نے جہاد کیا اور یہ تمام چیزیں دین تب بنی جب پہلے محمد رسول اللہ نے یہ کام کیے پھر امت کو حکم دیا۔ کہ تم نبی کی اتباع کرو۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مسئلہ پوچھا کہ میں صبح اٹھا ہوں، مجھے احتلام تھا اور سحری کا وقت بہت کم تھا کیا اس حالت میں روزہ رکھ سکتا ہوں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا۔ رسول ﷺ کا عمل پیش کیا:

عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُنْتُ أَنَا وَأَبِي فَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتّٰ

دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذَلِكَ

(صحیح بخاری : کتاب الصوم ، باب اغتسال الصائم : حدیث ۱۹۳۲)

ترجمہ:۔ ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میرے باپ عبدالرحمٰن مجھے ساتھ لے کر عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ صبح جنبی ہونے کی حالت میں کرتے، احتلام کی وجہ سے نہیں بلکہ جماع کی وجہ سے! پھر آپ روزے سے رہتے (یعنی غسل فجر کی نماز سے پہلے سحری کا وقت نکل جانے کے بعد کرتے)۔ اس کے بعد ہم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بھی اسی طرح حدیث بیان کی۔

اسی لیے تو نبی بشر ہوتا ہے نبی انسان ہوتا ہے کہ تمام انسانی معاملات پیغمبر کو لاحق ہوتے ہیں تاکہ امت ان معاملات میں پیغمبر کی اتباع کرے۔

بہتان کا ایک نمونہ

آج جتنے گمراہ فرقے ہیں ان کی بنیادی خرابی یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کی تفسیر اپنی مرضی سے کی ہے۔ نبی کو وہ حیثیت نہیں دی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی بنائی ہے۔

ایک مولوی نے یہ آیت پڑھی:۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

(سورۃ آل عمران ، آیت نمبر : ۸۱)

ترجمہ:۔ ”اور جب اللہ نے سب نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ میں کتاب و حکمت میں سے جو کچھ تمہیں دوں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا؟ انہوں نے کہا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو گواہ رہو اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہوں سے ہوں“۔

یہ آیت پڑھ کر مولوی کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے میلاد منایا ہے۔استغفر اللہ

قرآن کو سنت سے سمجھو

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنَّهُ سَيَأْتِي نَاسٌ يُجَادِلُونَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ فَخُذُوهُمْ بِالسُّنَنِ فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللَّهِ

(سنن دارمی ، المقدمۃ ، حدیث: ۱۱۹)

ترجمہ:۔ ”عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن سے مشابہات تلاش کر کے تم سے لڑیں گے تم قرآن کے ان مقامات کو مضبوط سنت سے پکڑنا۔ اصحاب سنن اللہ کی کتاب کو ان سے زیادہ جانتے ہیں“۔

عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھ کر تم سے جھگڑیں گے پھر ہم نے کیا کرنا ہے“۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے: ”فَخُذُوهُ بِالسُّنَنَ“ ”تم نے سنت مضبوطی سے پکڑنا ہے“ سنت کو نہیں چھوڑنا۔

اس مولوی کو کہو:۔اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث پیش کرو کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا ہو اس آیت سے مراد میرا میلاد ہے۔اللہ تعالیٰ نے میلاد منایا ہے۔

اگر کوئی حدیث پیش نہیں کرتا تو اسے کہہ دو پھر اللہ تعالیٰ پر بہتان نہ باندھ۔ اللہ پر جھوٹ نہ باندھ۔

اللہ تعالیٰ نے تو اپنے پیغمبر کو کہہ دیا ہے:۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝

ترجمہ:۔ اور اگر وہ ہم پر کوئی بات بنا کر لگا دیتا۔ تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے۔ پھر اس کی جان کی رگ کاٹ دیتے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔

نبی کا کام یہ تھا کہ آپ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کی بات پہنچائیں:۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۖ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝

(سورة المائده ، آيت نمبر:٦٧)

ترجمہ:۔ "اے رسول! جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دے اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو تو نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ مجھے تم پر دو چیزوں کا خدشہ ہے جو تمہیں دین سے دور کر دیں گیں۔

ان دو چیزوں سے الگ رہنا، ان دو چیزوں سے بچنا۔

لوگو! ذرا توجہ سے اس بات کو سنو۔ رسول اللہ نے فرمایا:۔

١۔ پہلی چیز قرآن ہے کیا قرآن ہمیں گمراہ کرے گا؟ آپ نے فرمایا کچھ لوگ آئیں

گے وہ قرآن پڑھیں گے اور اپنی مرضی سے اس کی تفسیر کریں گے۔ مرضی کی تفسیریں کر کے تم کو گمراہ کریں گے۔

خبردار میں تمہیں اس قرآن کے ساتھ اپنی احادیث بھی دے کر جا رہا ہوں۔

تم ایسے لوگوں کو کہنا قرآن کے ساتھ مصطفیٰ کی احادیث بھی لاؤ، اس کی تفسیر حدیث سے پیش کرو۔

اگر حدیث کہے کہ اس کا مطلب یہی ہے تو پھر تسلیم کر لینا۔ ورنہ اس منافق کی تفسیر قبول نہ کرنا۔

دوسری چیز۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بکریوں کے ریوڑ تمہیں گمراہ کر دیں گے۔ تم دودھ لینے کی خاطر بکریوں میں مشغول ہو جاؤ گے۔ دین سے دور ہو جائے گے۔

آج ہمارے گمراہ ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہم تجارت میں کھو چکے ہیں۔ کاروبار میں مشغول ہو چکے ہیں نماز، روزے، ہمارے ختم ہو چکے ہیں۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ لوگ ہمیں قرآن کی غلط تفسیریں کر کے گمراہ کر رہے ہیں اس مغالطے میں کبھی نہ آنا۔ قرآن اور حدیث ایک چیز ہے۔ قرآن پاک اور نبی پاک ﷺ الگ نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(سورۃ الحشر، آیت نمبر: ۷)

ترجمہ۔ "اور رسول تمہیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک

دیں تو رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے"۔

حدیث رسول ﷺ کا مقام

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید یہ بڑے ثقہ محدث تھے انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا اس نے سلی ہوئی قمیض پہنی ہے اور بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔

عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ اسے کہتے ہیں۔ قمیص پہن کر طواف کرنا جائز نہیں۔ قمیص اتار دے۔

اس نے کہا اے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میں قمیص اتار دیتا ہوں اگر تم قرآن سے اس کی ممانعت دکھادو۔

عبدالرحمٰن بن یزید نے آیت پڑھی:۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(سورۃ الحشر ، آیت نمبر ۷)

ترجمہ:۔ "اور رسول تمہیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک دیں تو رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے"۔

جو تمہیں رسول دے وہ لے لو، جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

وہ کہنے لگا اس آیت میں قمیص کا ذکر نہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا اس آیت میں رسول اللہ کا ذکر تو ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ أَوْ الزَّعْفَرَانُ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ النَّعْلَيْنِ

فَلْيَلْبَسْ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ

(صحیح بخاری، کتاب العلم باب من اجاب السائل باکثر مما سأله، حدیث: ۱۳٤)

ترجمہ:۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ احرام باندھنے والے کو کیا پہننا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ قمیض پہنے نہ صافہ باندھے اور نہ پاجامہ اور نہ کوئی سرپوش اوڑھے اور نہ کوئی زعفران اور ورس سے رنگا ہوا کپڑا پہنے اور اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لے اور انہیں (اس طرح) کاٹ دے کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

وہ کہنے لگا یہ تو رسول اللہ کی بات ہے قرآن کی بات پیش کرو حضرت عبدالرحمٰن نے کہا رسول اور قرآن ایک ہی چیز ہے۔ جو قرآن ہے وہی محمد ﷺ کی بات ہے اور آپ کی بات ہمارے لیے اسی طرح ہے جس طرح قرآن ہے۔

ہمارے لیے رسول اللہ ہی بہترین نمونہ ہیں۔ رسول اللہ کو چھوڑ دیں تو ہم گمراہ ہو جائیں گے۔ ہم نے آپ ﷺ کو رسول اللہ تسلیم کیا ہے لہٰذا ہم رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو نہیں چھوڑ سکتے۔

سنت چھوڑی، ڈھول مسلط ہو گیا

حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فجر کی دو اذانیں ہوتیں تھیں۔ ایک سحری کی اذان یعنی لوگوں کو بیدار کرنے کیلئے کہ اب سحری کا وقت ہو گیا۔ اور ایک فجر کی اذان۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا وَجَمَعَ يَحْيَى كَفَّيْهِ حَتَّى يَقُولَ

هَكَذَا وَمَدَّ يَحْيَى إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ.

(صحيح بخاري : كتاب اخبار الآحاد باب ماجاء في اجازة خبر الواحد ، حديث ٧٢٤٧)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے کیونکہ وہ صرف اس لئے اذان دیتے ہیں یا ندا کرتے ہیں تاکہ جو نماز کے لئے بیدار ہو وہ واپس آجائیں اور جو سوئے ہوئے ہیں وہ بیدا ہو جائیں اور فجر وہ نہیں ہے جو اس طرح لمبی دھاری ہوتی ہے یحیٰی نے اس کے اظہار کے لئے اپنے دونوں ہاتھ ملائے اور کہاں یہاں تک کہ وہ اس طرح ظاہر ہو جائے اور اس کے اظہار کے لئے انہوں نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں کو پھیلا کر بتلایا۔

ہم نے آج سحری کی اذان چھوڑ دی، لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے ڈھول والا آ گیا، اس نے گلی میں بازاروں میں ڈھول بجانا شروع کر دیا۔

سحری کے وقت اس نے ڈھول بجایا، جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا میں آتے ہیں اور یہ آواز لگاتے ہیں:۔

هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاغْفِرَلَه

"ہے کوئی معاف مانگنے والا میں اسے معاف کروں"

هَلْ مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَارْزُقَ لَهُ

"ہے کوئی رزق طلب کرنے والا میں اسے رزق عطا کروں"

اس بابرکت وقت میں ہم پر ڈھول مسلط ہو گیا، اذان سے تمہیں اختلاف ہے، ڈھول سے تمہیں کوئی اختلاف نہیں، ڈھول والے کو عید کے دن پیسے بھی دیتے ہو۔

اہلحدیث کا یہ اعلان ہے کہ سنت کو اختیار کرو، بدعت سے بچ جاؤ گے، سنت کو اختیار و

کرو، ضلالت سے بچ جاؤ گے، سنت کو اختیار کرو، گمراہی سے بچ جاؤ گے۔

اللہ کا قرآن کیا کہتا ہے:۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا

ترجمہ:۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے، کہیں گے اے کاش کہ ہم نے اللہ کا کہنا مانا ہوتا اور رسول کا کہنا مانا ہوتا"۔

لوگو! حدیث سے پیار کرو۔ حدیث کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ جو حدیث کو نہیں مانتا اس سے پوچھو کہ جو شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے اسے کیسے مسلمان کریں گے۔ اگر وہ کہے کلمہ پڑھائیں گے تو پھر اس سے پوچھو یہ قرآن کی کس آیت کا مطلب ہے۔

حدیث کے بغیر تم کسی کو مسلمان بھی نہیں کر سکتے جس طرح قرآن اللہ کی وحی ہے اسی طرح حدیث بھی اللہ کی طرف سے وحی ہے۔



جی ہاں ضرور پڑھیئے

(1) اکثر مشہور و معروف شہسوار خطابت خطباء کی تقریریں صرف اسی مجمع کی حد تک ہوتی ہیں جس میں وہ اپنی خطابت کا جادو لوگوں پر چلا رہے ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں زبان کی چالاکی' آواز کی شیرینی اور گلا پھاڑ دینے والے زور کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ سبطین شاہ نقوی صاحب کے خطبات میں دلائل کا سمندر موجزن ہے' جو ایمان کو تازگی' روح کو پاکیزگی' عقائد کو پختگی اور عمل کو بیداری بخشتا ہے۔ جس کی موجیں عقائد باطلہ' نظریات فاسدہ کو بہالے جائیں گی۔

شاہ صاحب کے خطبات خالصتاً علمی' اصلاحی اور دعوتی حقائق پر مبنی ہیں۔ آپ کو ان خطبات میں ہر بات بادلیل اور ہر دلیل میں قرآن مجید کی آیات اور صحیح بخاری کی احادیث کثرت سے نظر آئیں گی۔ دوسری کتب کی احادیث بخاری کی نسبت کم ہیں۔

(2) شاہ صاحب کے خطبات میں حافظ عبداللہ شیخوپوری صاحب کا مناظرانہ انداز اور مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب کا افہام و تفہیم والا انداز نمایاں نظر آتا ہے۔

(3) میں نے سبطین شاہ صاحب نقوی کے تقریباً تیس (30) خطبات کی کیسٹیں سنیں' پھر ان کو لکھا' لکھنے کے بعد پورے مواد سے ہر مضمون کو ایک خاص ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ جس میں ایک مضمون کے مکمل دلائل اکٹھے کر دیے ہیں۔ اور پھر ہر پیرے کے اوپر سرخی جمادی گئی ہے جس کی فہرست گیارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کام کافی محنت طلب بھی تھا اور وقت طلب بھی' جس کو میں نے پورے صبر سے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

(4) شاہ صاحب نے دوران تقریر جس حدیث سے استنباط کیا ہے میں نے وہ حدیث اصل کتاب سے دیکھ کر مکمل لکھ دی ہے۔ تاکہ پڑھنے والا کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ کرے اور استنباط کی حقیقت تک پہنچ جائے۔ اس طرح یہ کتاب تقریر کی چاشنی کے ساتھ ساتھ تحریر کا لطف بھی دے گی۔

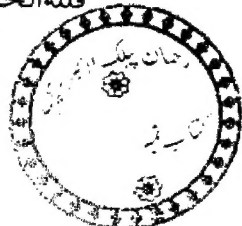
قارئین ! آپ کو عام روائتی انداز سے بالکل مختلف ایک خالص اصلاحی اور ٹھوس علمی مواد فراہم کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔

فللہ الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ

والسلام

محمد طیب محمدی

مدرس جامعہ شمس الہدیٰ ڈسکہ





کتنے ہی مشہور و معروف، شہسوار خطابت خطباء کی تقریریں صرف اس مجمع کی حد تک ہوتی ہیں جس میں وہ اپنی خطابت کا جادو جگا رہے ہوتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ صرف زبان کی چالاکی، آواز کی شیرینی اور گلا پھاڑ دینے والے زور کے سوا کچھ نہیں ہوتا، تاہم سبطین شاہ صاحب کے خطبات میں دلائل کا سمندر موجزن ہے۔ جو ایمان کو تازگی روح کو پاکیزگی، عقائد کو پختگی اور عمل کو بیداری بخشتا ہے۔ جس کی موجیں عقائد باطلہ اور نظریات فاسدہ کو بہا لے جاتی ہیں۔ شاہ صاحب کے خطبات خالصتاً علمی، اصلاحی اور دعوتی حقائق پر مبنی ہیں۔

آپ کو ان خطبات میں ہر بات بادلیل اور تمام دلائل میں قرآن مجید کی آیات اور صحیح بخاری کی احادیث کثرت سے نظر آئیں گیا۔ دوسری کتب کی احادیث بخاری کی نسبت کم ہیں۔ شاہ صاحب کے خطبات میں حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمہ اللہ صاحب کا مناظرانہ انداز اور مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ صاحب کی تفہیم والا انداز نمایاں نظر آتا ہے۔

میں نے سبطین شاہ نقوی صاحب کے تقریباً تیس خطبات کی کیسٹیں سنیں پھر ان کو لکھا، لکھنے کے بعد پورے مواد سے ہر مضمون کو ایک خاص ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ جس میں ایک مضمون کے مکمل دلائل اکٹھے کر دیے ہیں اور پھر ہر پیرے پر سرخی بھی جما دی ہے۔ یہ کام کافی محنت طلب بھی تھا اور وقت طلب بھی، جس کو میں نے پورے صبر سے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

شاہ صاحب نے تقریر میں جس حدیث سے استنباط کیا ہے میں نے وہ حدیث اصل کتاب سے دیکھ کر مکمل لکھ دی ہے تاکہ پڑھنے والا کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ کرے اور استنباط کی حقیقت تک پہنچ جائے۔ اس طرح یہ کتاب تقریر کی چاشنی کے ساتھ ساتھ تحریر کا لطف بھی دے گی۔

فللہ الحمد حمداً کثیرا طیبا مبارکا فیہ

والسلام

محمد طیب محمدی

ادارہ تحقیقات سلفیہ گوجرانوالہ

گلی ماہنا گجر، آبادی محبوب عالم، نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ 0300-7453436